اوم تت ست

ایشاواسیہ اُپنشد

تمہیدی مضمون

لفظ اپنشد کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ اس کا مادہ یا دھاتو "سد" ہے۔ "اُپ" بمعنی قریب اور "نی" بمعنی بالکل دو اُپسرگ ہیں جنہیں انگریزی میں پریپوزیشن اور عربی فارسی اردو میں حروف جار کا نام دیا جاتا ہے۔ "سد" چار معنی میں مستعمل ہے۔ ہلاک کرنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا چلنا اور بیٹھنا۔ پہلے دو معنوں کے لحاظ سے اپنشد وہ بدّیا یا علم ہے جس سے دنیا کا واہمہ باطل یعنی اگیان ناش ہو جاتا ہے۔ یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جاتے ہیں۔ دوسرے دونوں معنوں کے لحاظ سے اُپنشد وہ گیان ہے جو گورو کے پاس جا کر یا بیٹھ کر لیا جاتا ہے۔ اہل یورپ "سد" کے معنی زیادہ تر بیٹھنے کے [illegible]۔ کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں آچاریہ لوگ چیلوں کی جماعتوں کو نزدیک بیٹھ بیٹھ کر تعلیم [illegible]۔ اس واسطے اس بدّیا کو اپنشد کہنے لگے۔ مجازاً اُپنشد کے معنی راز خفی کے لئے جاتے ہیں اور اس کا اطلاق برہم بدیا پر ہوتا ہے۔ چونکہ بعض کتابیں جو برہم بدّیا سے متعلق تھیں۔ اس واسطے اول اول انکا نام اُپنشد پڑا اور بعد [illegible] سے کوئی اپنشد کا اطلاق [illegible] پر ہونے لگا۔ وہ بدّیا کا پہلا اطلاق [illegible]

اب اُپنشد یہی کتابیں کہلاتی ہیں۔ انمیں سے دس بہت قدیم ہیں جنپر بھگوت پوجیہ پادشری شنکر آچاریہ نے شرحیں لکھی ہیں۔ اُن میں ایشاواسیہ سب سے پہلا اُپنشد ہے +

ہمارے ہاں وید کے تین حصے مانے جاتے ہیں۔ اول منتر بھاگ جس کے منتر یعنی اشعار یا نثر جملے یگیوں کے خاص رسوم ادا کرتے وقت خاص تابجے سے پڑھے جاتے ہیں۔ ان منتروں کے چار مجموعے یا سنگھتائیں ہیں۔ رگ یجو سام اور اتھرو۔ ان کو چار ویدوں کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں یوں سمجھو کہ زیادہ تر دعاؤں کے بھجن ہیں اور وہ دعائیں خاص خاص مرادوں کے لئے خاص خاص دیوتاؤں مثلاً سورج اگنی اندر وغیرہ وغیرہ سے مانگی گئی ہیں۔ گیان کے متعلق بھجن بہت کم ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ جو گیان اُپنشدوں میں وستہ دستہ ملتا ہے وہ سنگھتاؤں میں بیج کی صورت میں ہے اور ضرور ہے +

وید کا دوسرا حصہ براہمن بھاگ کہلاتا ہے۔ یہ لمبی چوڑی نثر کی کتابیں ہیں۔ جن میں یگیوں کے کرنے کی بدھی بتائی گئی ہے اور اس کی توضیح کے ضمن میں دھرم کرم معاشرت تمدن اخلاق وغیرہ وغیرہ کی وضاحت کی ہے +

وید کے دونوں حصے کرم کانڈ کے متعلق ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو کرم کیا جائیگا وہ لازماً و لابداً اپنا پھل بھی دیگا۔ یگیہ جیتے جی آدمی کو دنیا میں خوشحال رکھ سکتے ہیں اور مرنے کے بعد اونچے لوکوں میں پہنچا سکتے ہیں۔ مگر تمام کرم پھل جیسے اس دنیا میں ناشوان ہے ویسے ہی عالم عقبےٰ میں فانی ثابت ہوتا ہے۔ جہاں بھوگ ختم ہوا اور آدمی سورگ سے نکالا گیا۔ اس کے لئے پھر وہی آواگون کا چکر ہے۔ نوع انسان کی جماعت کثیر کے واسطے تو آواگون کا رہٹ کا چکر ہیبت ناک نہیں ہے۔ یہ لوگ آتے ہیں اور جاتے ہیں اور یہ ان کے واسطے معمولی چیز ہے۔ حق یہ ہے انہیں لوگوں سے یہ دنیا جاری ہے ... چیدہ آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس آواگون کے چکر سے باہر نکلنا

چاہتے ہیں اور یہ جاننا چاہتے ہیں کہ میں کیا ہوں۔ یہ دنیا کیا ہے۔ ایشور کیا ہے اور اس سے میرا تعلق کیا ہے۔ یعنی وہ مجھ سے متحد ہے یا جدا دنیا سچی ہے یا جھوٹی ہے ۔

ان لوگوں کے واسطے وید کا تیسرا حصہ یعنی اُپنشد ہیں۔ جن میں آتما کا روپ دکھایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ نظارۂ دنیا محض خواب کا نقشہ ہے۔ اسکا دیکھنے والا گیان سروپ جیو برہم سے علیحدہ نہیں بلکہ برہم ہی ہے۔ اگیان کے باعث برہم جیو بھاؤ میں ہے۔ گیان سے اگیان دور ہو جاتا ہے تو اُسے اپنے شُدھ گیان سروپ میں قیام ہوتا ہے۔ جو ست ہے۔ چت ہے۔ آنند ہے۔ یہاں تمام دوئی اُڑ جاتی ہے اور ایک ذات احد باقی رہجاتی ہے۔ جو لافانی۔ پورن۔ اور غیر محدود ہے۔ غرض اُپنشدوں میں آتم گیان سے بحث ہے۔ وید کے پہلے دو حصوں میں کرم کانڈ کا بیان ہے۔ چونکہ یہ وید کا آخری حصہ ہیں۔ اسی واسطے انکو ویدانت کہتے ہیں۔ اور یہ اُس ویدانت شاستر کی بنیادی کتابیں ہیں جو دنیا کے نظامہاے فلسفہ کا سرتاج ہے ۔

اوپر کا بیان لفظ اُپنشد کی توضیح کے لئے کافی ہے۔ اُس اُپنشد کا نام ایشا واسیہ اس لئے پڑ گیا ہے کہ اس کا پہلا منتر انہیں دونوں الفاظ سے شروع ہوتا ہے ۔ ویدانتیوں کی طرح پورب میمانسا یعنی جیمنی شاستر کے پیرو کار بھی وید کے ماننے والے ہیں۔ بھگوت پوجیہ پاد شری شنکر آچاریہ ایشا واسیہ اُپنشد کے بھاشیہ میں میمانسکوں کی ایک بڑی بھاری غلطی دکھاتے ہیں جس سے ہمارے ناظرین کو بھی آگاہ رہنا چاہیئے تاکہ وہ اسی مغالطے میں نہ پڑیں ۔

پورب میمانسا کا یہ عقیدہ ہے کہ وید میں صرف کرم کا بدھان ہے یعنی وید محض بدھی نشیدھ شاستر ہے جو یہ بتاتا ہے کہ کون سے کرم تو کرنے چاہئیں اور کون سے نہ کرنے

چاہئیں۔ اچھے کرموں سے سورگ ملتا ہے اور بُروں سے نرک ۔ ہوش اُس بات کی

نام ہے کہ آدمی کچھ عرصے جسکے تعداد ہزاروں برس ہوسکتی ہے سورگ کے سکھ بھوگ
آئے۔ لیکن کرم پھل ختم ہونے پر اُسے پھر زمین پر جنم لینا ہوگا اور وہ پھر وہی کرم کریگا
جن کا بِدھان وید کرتا ہے۔ کیونکہ کرم اور کرم پھل سے مخلصی ممکن نہیں ہے اور وید
میں صرف کرم کی ہی توضیح وتشریح ہے۔ چونکہ اُپنشد بھی وید کا حصہ ہیں۔ اسواسطے
ان میں بھی پردھان کرم ہی ہے۔ ایشاواسیہ اُپنشد یجر وید کی آخری ادھیائے
ہے۔ چونکہ اس سے پہلے کی تمام ادھیاؤں میں کرم کا ہی پردھان ہوتا چلا آتا ہے
اس واسطے یہ آخری ادھیائے بھی کرم ہی کے متعلق ہے۔ لیکن ضمناً یجمان یعنی یگیہ
کرنے والے کے آتما کا بھی بیان آگیا ہے۔ پس آتما سوائے اسکے کچھ اور چیز نہیں ہے
کہ کرم شیش یعنی کرم کے ایک حصے میں داخل ہے ÷

لیکن یہ مسئلہ دلیل کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ وید کے براہمن بھاگ میں بیشک
کرم کا بِدھان ہے اور منتر بھاگ کے منتر بے شک یگیوں میں پڑھے جاتے ہیں۔
لیکن اُپنشد بھاگ میں آتما کا سروپ بتایا گیا ہے۔ یہ حصہ گیان کے متعلق ہے۔ آتما
کو کرم شیش نہیں مانا جا سکتا کیونکہ اول کرم سے کوئی چیز پیدا کی جاتی یا بنائی
جاتی ہے۔ مثلاً یگیہ کے لیئے چاول پکاکر پروڈاش بنانا۔ دوسرے کرم سے کسی
چیز میں خاص قسم کی تبدیلی کی جاتی ہے۔ مثلاً سوم لتا کو کشید کرکے عرق کھینچ لینا۔
تیسرے کرم سنسکار سے کوئی چیز متبرک کی جاتی ہے۔ مثلاً چاول وغیرہ کو منتر پڑھ
پڑھکر متبرک کرلینا۔ چوتھے کرم سے کوئی شے لیجاتی ہے مثلاً اُچارن کرنے کے
واسطے خاص منتر چن لینا۔ آتما میں یہ چاروں یا ان چاروں میں سے ایک
بات بھی نہیں ہوسکتی ÷

ظاہر ہے کہ آتما کو پیدا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ازلی وابدی ہے اور اس بات کو
خود سائنس بھی مانتے ہیں اسی طرح تبدیلی کرکے آتما کو کچھ کا کچھ نہیں بنایا جا سکتا

کیونکہ خود وید اسکو اوِدیہ یعنی بے تغیر و تبدل بتاتا ہے۔ تیسرے آتما کے بارے میں لینے دینے یا منتروں کے طرح انتخاب کرنے کا سوال اُٹھ ہی نہیں سکتا۔ چوتھے رہا سنسکار کرنا یا متبرک بنانا۔ یہ آتما کے متعلق اسی وقت ہی کہا جاسکتا ہے۔ جب وہ کرتا یا بھوگتا ہو۔ لیکن وید بھگوان کی خود منادی ہے کہ "یہ پُرش اسنگ ہے" یعنی آتما محض بے تعلق ہے اور کرتا بھوگتا پن دونوں سے ملوّث نہیں ہے۔ شُدّھ گیان سروپ آتما میں جو محض ساکشی روپ ہے کرتا بھوگتا پن یا اور کسی قسم کی لوث ممکن ہی نہیں ہے جسکا سنسکار کرکے اُسے شُدّھ یا پوتر کیا جائے۔ اس لئے آتما کو کرم شیش نہیں مانا جاسکتا بلکہ اس کا سروپ کچھ اور ہی ہے۔ جو اس اُپنشد میں بتایا جائے گا÷

منتر ۱ — اس دنیائے متبدل میں ہر ایک بدلنے والی چیز کو اس نظر سے دیکھو کہ سب میں ایشور لبا ہوا یا دیا ہوا ہے۔ جگت روپ سے تیاگ کر ایشور روپ سے انوبھو کرو۔ کسی کے مال کا لالچ نہ کرو÷

اوپر کا ترجمہ محاورے اور ذرا ذرا تشریح کے ساتھ ہے۔ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ اس دنیا میں جتنی بدلنے والی چیزیں ہیں وہ سب ایشور سے بسانے کے لایق ہیں۔ اُس سے تیاگ کر بھوگو۔ کسی کے مال کا لالچ نہ کرو یا لالچ نہ کرو کیونکہ مال کسکا ہے÷ سب سے پہلے اخیر کے جملے کو لو۔ مال سے مراد صرف روپیہ نہیں ہے۔ بلکہ دولت و عزت حشمت و ثروت۔ کھانا پینا۔ سواری ولباس۔ زن و فرزند۔ مکان و جائداد۔ غرض جن چیزوں میں دنیا داروں کو دلبستگی ہوا کرتی ہے۔ سب مراد ہیں۔ شرتی بھگوتی کہتی ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی دلبستگی نہ کرو۔ یعنی سب سے بیراگ پیدا کرو کیونکہ یہ کسی کی بھی نہیں ہیں۔ محض خواب کی سی صورتیں ہیں کہ ابھی ہیں ابھی نہیں۔ دم کے دم میں امیر مفلس بنجاتے ہیں۔ با اختیار آدمی بیکس و بےبس ہو جاتے ہیں۔ تندرست اور صحت مند

بیمار ہو کر مر جاتے ہیں ❊

پھر دنیا ہے گھنا جنگل پُر از خوف و خطر
کسکا کیجے اعتبار اور کس پہ کیجے اعتماد
کس سے دل اٹکائیے ہے جسکو دیکھو ہر رو
جھاڑ اور جھنکاڑ کا بن ہے مہیب ہولناک
چشم بینا کے لیے آرام کی وہ گھن کی چھاؤں
ملتوں اور مذہبوں کی مختلف پگڈنڈیاں
ہر قدم پہ ٹھوکریں کھاتے ہیں حیرانی ہی سخت
راستہ ملتا نہیں دل میں سکوں کیونکر رہے

چپّے چپّے پر ہے خطرہ گوشے گوشے میں ہے ڈر
دوست ٹھگ ہیں اور دشمن ہیں درندے جانور
زن پدر مادر برادر خواہر و دختر پسر
اور اپنے ذہن میں غافل اسے سمجھا ہے گھر
ہر طرف ہے راستہ آتا نہیں مطلق نظر
باعث سرگشتگی ہیں الامان و الحذر
اے ہجوم یاس ہم جائیں تو پھر جائیں کدھر
اس گھنے بن میں مسافر کھیتے ہی اکثر رہے

ایسی ناپائدار چیزوں میں کیا دل لگانا۔ جسکا نتیجہ دکھ ہی دکھ اور آواگون کے ہنڈولے میں چکر کھانا ہے اور خاک نہیں۔ پس اول اشیاے دنیا کی طرف سے طبیعت میں بیراگ پیدا کرنا چاہیے جو گیان کا پہلا قدم ہے۔ بیراگ پیدا کرنے کے مندرجہ ذیل وسائل ہیں ❊

(۱) روزمرہ وہی بیشے ہیں اور وہی اُن کا بھوگ۔ آدمی کھاتا پیتا ہے۔ کام کاج کرتا ہے۔ سوتا ہے۔ یہی سلسلہ ایک دو روز یا ایک دو ماہ یا ایک دو سال نہیں بلکہ ساٹھ ستر برس تک یونہیں جاری رہتا ہے۔ اس تکرار و اعادے سے بھی جس شخص کو نفرت پیدا نہ ہو۔ اسپر وسشٹ جی مہاراج کا یہ قول عائد ہوتا ہے۔

بے لطف ہیں لذات یہ ہی جسکو یقیں ❊ آغاز اور انجام میں لے بار نہیں
اور سے بھی بار بار ہے اُن کی چاہ ❊ بے پوچھ کا وہ گدھا ہے انسان نہیں

(۲) بیشے گزران ہیں۔ گزشتنی و گزاشتنی ہیں۔ نہ انہیں ثبات ہے نہ قیام ہے۔ پس کس چیز میں دل لگایا جائے اور کس بھروسے پر دل لگایا جائے۔ اس دلبستگی کا نتیجہ محض حسرت دہی نا‌کامی اور خواہ مخواہ جان کو عذاب میں پھنسانا ہے ❊

لذّات میں اگر دل لگایا تو نے ✣ دھوکا اے مہر آہ کھایا تو نے
دنیا ہے سراب اُسمیں لذّات ہیں آب ✣ ناحق تک و دو میں رنج اٹھایا تو نے

(۳) لذّات ہی گزران نہیں ہیں ہماری عمر خود گزران ہے۔ اس تھوڑی سی عمر کو روحانی ترقی کی کوشش میں گزارنا چاہیئے نہ کہ جانوروں کی طرح بشئے بھوگ میں جس کا نتیجہ دکھ کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اس بات کو کبھی نہ بھولو کہ مانش جنم درلبھ ہے بار بار یہ موقع نہیں ملتا۔ اسے رائگاں کھو دیا تو پچھتاؤ گے۔ مگر مثل مشہور ہے کہ پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

اے مہر بہت گزر چکی عمر رواں ✣ تھوڑی سی رہی اسکو بھی سمجھو گزراں
جو دم جاتا ہے پھر نہیں آتا ہے ✣ کر لو یاد خدا کہ پھر وقت کہاں

یہ تو دنیا سے بیراگ دکھایا اور بتایا کہ اس میں لالچ اور دلبستگی نہ کرو۔ یعنی مشغول کرشٹی چھوڑ دو۔ تو پھر کیا نظر بہم پہنچانی چاہیئے۔ شرتی بھگوتی جواب دیتی ہے۔ کہ دنیا بے متبدل ہیں جتنی بدلنے والی چیزیں ہیں انہیں اس نظر سے دیکھو کہ سب میں ایشور ویاپک ہے۔ ویاپک یا غیر محدود وہ کہلاتا ہے جسمیں تین قسم کی محدودیت نہ ہو۔ محدودیت زمانی و مکانی و اشیائی یعنی ویاپک وہ ہے کہ ماضی و حال استقبال تینوں زمانوں میں موجود یہ نہیں کہ کبھی ہے کبھی نہیں۔ ہر ایک جگہ ہو یہ نہیں کہ کہیں ہے کہیں نہیں۔ ہر چیز کے اندر باہر اسطرح ہو جسطرح خواب بین اپنی خواب کی صورتوں میں ساری ہوتا ہے پس ویاپک ایک ہی چیز ہو سکتی ہے۔ دو دو چار چار نہیں ہو سکتیں۔ جو شخص آکاش اور کال اور ایشور اور اور کئی کئی چیزوں کو ویاپک سمجھ رہے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسری چیزوں کو محدود کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسے آکاش کہا وہ کال نہیں ہے۔ گویا کال نے آکاش کو محدود کر دیا ✣

جو لوگ ایشور کو سرو و یاپی کہتے ہیں اور اپنے کو اُس سے جدا مانتے ہیں۔ انکا ایشور سرو و یاپی کہاں ہوا۔ خود انہیں کی جدائی سے محدود ہو گیا۔ اور ظاہر ہے کہ محدود چیز ناشوان ہوتی ہے۔ جیسے دنیا کی ہر محدود چیز فانی دیکھی جاتی ہے پس ایشور کی ذات پاک ان چھوٹے خیالوں سے بہت اونچی اور بہت وسیع ہے۔ وہ کیا ہے۔ سنو۔ تم میں اور سب جیووں میں جو گیان ہے مگر کیسا گیان کہ شُدھ جس میں بشئے کا لیش بھی نہیں ہے وہی سرو و یاپی گیان روپ ایشور یا سچدانند برہم کا سروپ ہے۔ تم کہو گے کہ گیان تو دمبدم پیدا ہوتا اور ناش ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً ابھی ہمیں گائے کا گیان تھا۔ وہ دم کے دم میں جاتا رہا اور اسکی جگہ گھوڑے کا گیان ہو گیا۔ میرے دوستو یہ غلطی ہے۔ گیان جوں کا توں بنا ہوا ہے۔ ازل سے ہے اور ابد تک رہیگا۔ اسے نہ فنا ہے نہ زوال ہے۔ اس میں نہ تغیر ہے نہ تبدل۔ یہ شُدھ گیان ایشور یا برہم ہے ٭

گیان میں انوبھو دو قسم کا ہو سکتا ہے۔ اپنے شُدھ سروپ کا سیدھا انوبھو جو موکش کی حالت ہے یا گیان کی وجہ سے دنیا اور اشیاے دنیا کا الٹا انوبھو جو بندھ کی حالت ہے اور جسمیں برہم روپ ہو کر جیو اپنے آپکو الپگیہ اور الپ شکتی مانتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ عالم بیداری میں راجہ اپنے آپ کو راجہ انوبھو کرتا ہے۔ مگر نیند کے دوش سے خواب میں کنگال مان کر دکھ اُٹھاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہر ایک جیو راجہ یعنی شُدھ برہم ہے۔ مگر اگیان سے آپ کو ہاتھ پاؤں والا آدمی مانکر دکھ اُٹھا رہا ہے۔ یہ آدمی ہی کا حال نہیں ہے بلکہ جانور درخت اور جمادات بھی سب چیزیں برہم روپ ہیں۔ کیونکہ شُدھ گیان میں خواب کی صورتوں کی طرح انکی نموداری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خواب کی صورتیں خواب میں سے مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک میں شکل دیگر سے وہی نمایاں ہے۔ ہر ایک میں وہی ویاپک ہے۔ ہر ایک صورت وہی ہے ٭

اس واسطے شُرتی بھگوتی کہتی ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز کو اس نظر سے دیکھو کہ سب میں ایشوُر و یا پک ہے۔ یعنی ہر ایک چیز برہم روپ ہے۔ میرے دوستو جسنے ایشور کو اپنے سے علیحدہ جانکر ایک محدود جگہ یعنی مندر یا معبد میں اسکی پوجا کی۔ اسکو پھل بھی محدود ہی ملیگا۔ اسواسطے تم کل کائنات کو بڑا بھاری تیرتھ سمجھو۔ اور اس میں جتنی صورتیں ہیں ان سب کو مندر جانو۔ جن میں ایشوُر کی جھانکی ہے ✣

کیا پھرتا ہے تیرتھوں میں مارا مارا ✣ کیا چھانتا پھرتا ہے زمانہ سارا
معبود تیرا کہاں نہیں ہے اے مہر ✣ گھٹ گھٹ میں ہیں نے دیکھا ٹھاکردوارا

پس جو صورت نظر سے گزرے اُسی کو ایشوُر روپ دیکھو اور اس کے آگے گردن جھکاؤ۔ یہ گیان کا دوسرا قدم ہے۔ پہلا بیراگ تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ ہر ایک چیز کو برہم درشٹی سے دیکھو ✣

تیسرا قدم شرتی بھگوتی اور بتاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ برہم کو جگت روپ سے دیکھنا چھوڑ دو اور بھوگ یعنی انوبھو کی حالت بہم پہنچاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ اب تک جو عالم کثرت کو برہم روپ دیکھ رہے تھے۔ اس میں سے کثرت کا یا جگت کا خیال حک کردو۔ اور ایک بے دوئی سچدانند برہم کا اسطرح انوبھو کرو۔ کہ میں ہی ہوں اور میرے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ گیان کی سب سے اونچی حالت ہے۔ یہاں پہنچکر کچھ کرنا نہیں رہتا اور آدمی سروپ آنند میں مگن رہا کرتا ہے۔ اسی کی نسبت بھگوان کرشن گیتا میں کہتے ہیں ✣

ہاں جو ہے مست آتما میں اپنی ✣ جس کو رہتی ہے آتما ہی میں خوشی
جو صابر و شاکر آتما ہی میں ہے ✣ اس کے لئے یاں کام نہیں کوئی بھی

میں نے اس منتر کی تشریح بھگوت پوجیہ پادشری شنکر آچاریہ کی تشریح سے

مختلف طرز پر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایشور کے معنی مادۂ لفظی کے لحاظ سے حاکم و منتظم کے ہیں۔ پس اس لفظ کا اطلاق انتریامی آتما پر ہی ہو سکتا ہے جو اندر سے سب کا یمن کرتا یعنی منتظم ہے اور وہ ظاہر ہے تمہارا ہی آتما ہے۔ اس واسطے سب چیزوں کو اس نظر سے دیکھو کہ میرا ہی سروپ ہیں۔ اس سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آدمی محض اگیانیوں کی طرح ہر ایک چیز کو اپنے سے علیحدہ سمجھ کر موہ یا ہوا ہوس سے اس میں پھنسے نہیں بلکہ تیاگ یعنی بیراگ سے بھوگے۔ لفظ اصل میں "متروک کر کے" بھوگے ہے۔ لیکن چونکہ متروک شدہ چیز مثلاً مردہ زن و فرزند کا بھوگ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے متروک کی جگہ ترک کے معنی لئے ہیں۔ اخیر جملہ صاف ہے یعنی مال و دولت کسی کا نہیں ہے۔ فرق بیچ کے جملے میں ہے ؛

اصلی لفظ سنسکرت (تین تیکتنیں بھُنجی تھاہ) ہیں۔ جن کے معنی دو ہو سکتے ہیں یعنی ؎ اُس سے" متروک کر کے بھوگو اور اُس واسطے "متروک کر کے بھوگو۔ شری شنکر آچاریہ دوسرے معنی لیتے ہیں جنکی توضیح اوپر ہوئی اور متروک سے صرف ترک مراد لیتے ہیں۔ میں نے پہلے معنی لئے ہیں اور "اُس سے" کو جگت روپ سے تعبیر کیا ہے جسکا بیان اوپر سے چلا آتا ہے اور بھوگنے" کو انو بھو کرنے سے بات ایک ہی ہے۔ صرف لفظوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہوا ہوس چھوڑو اور ہر ایک چیز کو برہم روپ یا آتم روپ سے دیکھو ؛

یہ ترک کُل یعنی سنیاس کا رستہ ہے جس میں پرم بیراگ سے ہر ایک چیز کا تیاگ کیا جاتا ہے۔ اور آدمی شانت ہو کر اسطرح بیٹھ جاتا ہے کہ اُسے کچھ کرنا کرانا نہیں رہا۔ اس حالت کا بہم پہنچانا ویدانت کا انتہائی مرحلہ ہے۔ جسپر پہنچنا بڑے گیانیوں کا کام ہے۔ نوع انسان کی تعداد کثیر اس کٹھن رستے پر نہیں چل سکتی۔ بلکہ کاروباری آدمی ہیں جو دنیوی کاروبار میں مصروف رہا کرتے

ہیں۔ وہ کس رستے چلیں۔ ان کے واسطے شُرتی بھگوتی اگلے منتر میں رستہ بتاتی ہے۔

منتر ۲ - آدمی کو چاہیئے کہ اس دنیا میں سو برس جینے کی خواہش
کرے تو کرم کرتے ہوئے ہی عمر بسر کرے۔ اے شخص
ایسا کرنے سے تو اعمال سے ملوث نہیں ہوگا اور
تیرے لئے اسکے سوائے اور کوئی رستہ نہیں ہے ؛

دنیا میں ایسے آدمیوں کی تعداد کثیر ہے جنہیں سنیاس یا بیراگ سے کسی قسم کا سروکار نہیں ہے بلکہ گرہستی آدمی ہیں۔ کار بیوپار کرتے ہیں۔ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ اولادیں پیدا کرتے ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہمیں سورگ ملے۔ وید بھگوان واسناؤں کی تین بڑی قسمیں بتاتا ہے۔ دولت کی واسنا۔ فرزند کی واسنا۔ اور اچھّے لوگوں کی واسنا۔ انہیں واسنا والے سنساری جیووں سے یہ سنسار کا چکّر جاری ہے۔ اگر سب سنیاسی ہو جائیں تو دنیا کا کارخانہ بند ہو جائے ؛

دیکھو آدمی کو سب سے پہلے یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں روپیہ کماؤں۔ مکان بنواؤں۔ اسباب فراہم کروں۔ عزّت و شان کے ساتھ رہوں۔ یہ دولت کی واسنا ہے۔ ان چیزوں میں سے بیش و کم کچھ میسّر ہو جاتی ہیں تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں شادی کروں۔ لڑکے بالے پیدا ہوں تو دنیا میں مجھے جیتے جی سُکھ نصیب ہو۔ اور مرنے کے بعد میرا نام چلے۔ یہ فرزند کی واسنا ہے۔ لڑکے بالے ہو جاتے ہیں اور روپیہ پاس ہوتا ہے تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ یگیہ اور دان پُن کر کے مرنے کے بعد مجھے سورگ کے بھوگ ملیں۔ اور پھر جو دنیا میں جنم لوں تو اچھّے گھرانے میں پیدا ہوں۔ یہ لوک واسنا ہے۔ یہی تین قسم کی واسنائیں دنیا کو چلا رہی ہیں اور سو میں سے ننانوے آدمی ہیں کہ اسی دایرۂ تنگ میں محدود ہیں۔ جاتے ہیں اور آتے ہیں آتے ہیں اور جاتے ہیں ؛

ان کے واسطے وہ سنیاس کا رستہ نہیں ہوسکتا جسکی توضیح پہلے منتر میں ہوئی۔ کیونکہ سنیاس اور آتم گیان کا شوق معمولی دنیوی آدمیوں کو نہیں ہوسکتا۔ ان میں اتنی لیاقت و قابلیت نہیں ہے کہ روحانی رموز کو سمجھ سکیں۔ غرض ابھی گیان کے ادھکاری نہیں ہیں۔ اسواسطے انہیں گیان کے ادھکاری بنانے کے واسطے شرتی بھگوتی کرم کا راستہ بتاتی ہے۔ راستے دو ہیں ایک نبرتی مارگ جس میں ہر ایک چیز کا ترک کیا جاتا ہے جیسے پہلے منتر میں بتایا گیا۔ دوسرا پر برتی مارگ جس میں کرموں کو چھوڑا نہیں جاتا بلکہ عمداً اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ صفائے قلب بہم پہنچے اور آدمی گیان کا ادھکاری بن جائے۔ جیسے اس منتر میں ہے +

آدمی کی طبیعی عمر پہلے سو برس شمار ہوتی تھی۔ شرتی کہتی ہے۔ اے شخص اگر تجھے یہ خواہش ہے کہ پورے سو برس جی کر زندگی کا لطف اُٹھائے اور بھوگ بھوگے تو کرم کرتا ہوا ہی زندگی بسر کر۔ یعنی پربرتی مارگ میں چل۔ تیرے لئے اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں ہے۔ یہاں اعتراض اُٹھتا ہے کہ کرم بندھن کے باعث ہیں۔ کرموں کا پھل ملنا لازمات میں سے ہے۔ اس واسطے آدمی کرم کرتا رہا تو انکا پھل بھی بھوگنا پڑیگا اور اُسے جنم مرن سے مخلصی نہیں ہوگی۔ اس کا جواب شُرتی یہ دیتی ہے کہ خاص طریق سے کرم کرنے سے آدمی پھل سے لیپایمان نہیں ہوتا +

دیکھو کرم اپنا پھل اس وقت دیتے ہیں جب ان کے کرنے میں خودغرضی سے پھل کی خواہش ہو۔ مثلاً خیرات کی اور دل میں خیال یہ ہے کہ ہماری تعریف و نیکنامی ہو۔ لوگ ہمیں اچھا سمجھیں اور سرکار و دربار سے خطاب یا عزت ملے تو یہ خیرات نہیں ہے بلکہ معمولی دکانداری ہے۔ اور جیسے تجارت پیشہ لوگوں کو اپنی پونجی

لگانے سے نفع یا نقصان ہوتا ہے اِس قسم کے دھارمک یا اخلاقی کاموں سے بھی ظہور میں آئیگا۔ غرض جہاں خودغرضی یا پھل کی چاہنا ہے۔ وہاں کرم پھل اپنا ظہور دکھاتا ہے اور آدمی کو کیے کا ثمرہ ملتا ہے پر ملتا ہے۔ مثلاً دشمنی وعداوت کے باعث یا مال و دولت کے لالچ سے کوئی کسی کو مار ڈالے تو وہ قاتل گردانا جاتا ہے اور پاداش عمل میں اس کی جان لی جاتی ہے۔ لیکن کیا تماشے کی بات ہے کہ لڑائی میں سپاہی دشمن کو ہلاک کرتا ہے یا کرسی عدالت پر بیٹھ کر جج کسی کو پھانسی کا حکم دیتا ہے تو گو جان تو یہ دونوں بھی لیتے ہیں۔ مگر نہ دنیا میں کوئی انہیں قاتل کہتا ہے نہ عقبےٰ میں انہیں جزا و سزا ہے۔ بھلا کیوں؟ آدمی کی جان لینے میں انکی غرض یا ارادیکا دخل نہیں ہے۔ بلکہ فرض کو فرض سمجھکر بجا لائے ہیں۔ اس کے برعکس جس شخص نے عداوت یا لالچ سے اپنے بھائی کی جان لی ہے۔ وہ غرض کا بندہ ہو کر مارا جاتا ہے ۔

کام کرنا قواے قدرت سے سیکھو۔ سورج حرارت پہنچاتا ہے۔ بجلی۔ چاند اور تارے روشنی دیتے ہیں۔ مینہ برستا ہے۔ آگ جلاتی ہے۔ پانی تراوت دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کسی کو نہ صلے کی تمنّا ہے نہ داد چاہتا ہے۔ نہ تعریف کا خواہاں نہ مذمّت سے ترساں ہے۔ ہر ایک اپنے فرض کو فرض سمجھ کر بجا لا رہا ہے۔ اب کسیکو فائدہ پہنچے تو واہ واہ ہے نہ پہنچے بلکہ الٹا نقصان ہو تو واہ واہ ہے۔ اپنی غرض کو کوئی دخل نہیں دیتا۔ سچ ہے ؎

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ✤ صد ہُنر از دل بروے دیدہ شد

پس اگر یہ چاہتے ہو کہ کرم کرو اور اُس سے ملوّث نہ ہو تو ہمیشہ مندرجۂ ذیل اُصول پر کاربند رہو ✤

۱ - فرض کو فرض سمجھکر بجا لاؤ اور اُس کے بجا لانے میں اپنی غرض کو دخل نہ دو ✤

۲ - نفع ہو یا نقصان۔ کامیابی ہو یا ناکامی من کو میلا نہ کرو بلکہ ہمیشہ ایک حالت میں رہو ✤

۳ - کوشش کئے جاؤ اور جب تک کام پورا نہ ہولے اُسے نہ چھوڑو ؛
۴ - پھل کی چاہنا مطلق نہ کرو۔ بلکہ تمہارا ہر ایک کام نشکام ہو۔ یگیہ دان تپ جو کچھ کرتے ہو وہ نشکام ہو۔ یوگ نشکام ہو۔ گیان نشکام ہو۔

جو آدمی غرض کو چھوڑ کر نشکام کام کرتے ہیں۔ وہ کرم پھل سے لیپایمان نہیں ہوتے بلکہ نفس پر جبر کرنے سے یعنی من کے روکنے سے اس پر غلبہ پاتے ہیں۔ یہ نفس پر غلبہ یا قابو پانا ہی نفس کا مصفّا ہونا یا من کا میل دور ہو کر اسکا شُدھ ہونا ہے من شُدّھ ہو گیا تو آدمی گیان کا ادھکاری ہے۔ ایک دن وہ آئے گا کہ اس کے چِت میں آتما کا پرکاش ہوگا اور وہ موکش پد کو پہنچیگا ؛

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ کرم بندھن کا باعث کیونکر بنتا ہے اور موکش کا سادھن کسطرح ہو سکتا ہے۔ شرتی بھگوتی یہ کہتی ہے کہ ایسا کرنے سے" یعنی نشکام کام کرنے سے اے شخص تو کرم سے لیپایمان نہیں ہوگا بلکہ بندھن میں باندھنے کی بجائے کرم تیرا چِت شُدّھ کریگا اور تو کسی روز موکش پد کو پہنچیگا۔ پس جب تک جینا ہے برابر کام کئے جا۔ آلکسی بن کر نہ بیٹھ۔ کرم ہی سے تیرا کلیّان ہے ؛

پہلے منتر میں نِبرتّی مارگ بتایا اور دوسرے میں پربرتّی مارگ بیان کیا اب تیسرے میں شرتی اُن لوگوں کی نندا کرتی ہے جو اِن دونوں راستوں میں سے ایک پر بھی نہیں چلتے ؛

منتر ۳ - اُسروں کے لوک سخت اندھیرے سے گھرے ہوئے ہیں۔ مرکر ان میں وہ لوگ پہنچتے ہیں جو آتم ہتیارے ہیں ؛

گیانیوں کا رستہ پہلے منتر میں بیان ہوا۔ کرمیوں کا رستہ دوسرے منتر میں بتایا گیا۔ یہ دونوں رستے اچھے ہیں اور جیسا ادھکاری ہو اس کے واسطے

کلیّان مارگ ہیں - ان پر حسبِ لیاقت چلکر دونوں میں سے ہر ایک ہو کش پد پر پہنچتا ہے۔ مگر ان دونوں قسموں کے آدمیوں کے علاوہ تیسری قسم کے آدمی اور ہیں جو نہ گیانی ہیں نہ کرمی بلکہ خود غرض اور نفس پرست ہیں۔ شُرتی اب انہیں لیتی ہے اور بتاتی ہے کہ مرکر ان کا کیا انجام ہوتا ہے ۔

سُر دیوتاؤں کو کہتے ہیں جو اسو یعنی پرانوں یا اندریوں میں رمن کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ بھوگوں کے بھوکے ہیں اور لذائذ نفسانی میں پھنسے رہتے ہیں - یا اندریوں اور ادنے من کے طبقے کی مخلوقات ہے جو پنتری لوک یا آسٹرل پلین میں رہتی ہے ۔ یاد رہے کہ مرکر جیوؤں کی تعداد کثیر اسی طبقے میں جاتی ہے اور سُر یعنی دیوتا بھاؤ میں رہتی ہے۔ اسُر وہ مخلوق ہے جو سُروں کے مخالف ہے۔ حقیقت میں سُر اور اسُر من کی نیک اور بد حالتوں یعنی اچھی بُری من کی برتیوں کا نام ہے ۔

اسُروں کے لوک سے سُر اسُر دونوں کے لوکوں سے مراد ہے کیونکہ دونوں ہی آتم پد سے دور ہیں اور اس واسطے سخت اندھیرے یعنی بڑے بھاری اگیان سے گھرے ہوئے ہیں۔ وجہ ظاہر ہے۔ ان لوگوں ہیں اندریوں کے بھوگ ہیں۔ اور جب تک بھوگوں کی طرف نظر ہے آدمی اگیان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر پوچھو کہ اگیان میں پھنسے ہوئے کون لوگ ہیں تو جواب یہ ہے کہ خود غرض نفس پرست آدمی جو یگیہ دان تپ اس مطلب سے کرتے ہیں کہ دنیا میں ہمیں مال و دولت کا سُکھ رہے اور مرکر ہم سورگ کے بھوگ بھوگیں۔ چونکہ انکی نگاہ محض خود غرضی سے بھوگوں پر لگی ہوئی ہے یہ آتم پد سے بمکھ اور سخت اندھیرے سے گھرے ہوئے ہیں یعنی اگیان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مرکر انہیں سورگ کے بھوگ ملے بھی تو کیا ہوا - وہاں بھی وہی اگیان کا اندھیرا چھایا ہوا ہے ۔ اور جب وہاں سے بھوگ ختم ہونے پر دھکے کھا کر نکلے تو اس دنیا میں آ پڑیں گے اور

اسی طرح بشے بھوگ کے اندھیرے میں پڑے رہیں گے +

شرتی بھگوتی ان کامیہ کرم کرنے والے خودغرضوں کی نسبت کہتی ہے کہ یہ آتم ہتیارے ہیں۔ یعنی اپنے آتما کو مار ڈالنے والے ہیں۔ ناظرین حیران ہونگے کہ آتما گیان روپ ساکشی سروپ اسنگ اور نرلیپ ہے۔ اسکو کون مار سکتا ہے۔

جسنے اس آتما کو قاتل جانا + یا جسنے کہ مقتول اسے ہے مانا

دونوں غلطی پہ ہیں غلط سمجھے ہیں + مرتا ہے نہ مارتا ہے یہ فرزانہ

آتما کو مارنے سے مراد آتما کا ناش یا ہلاک کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ ماہیت ذاتی سے آتما کا ناش نہیں ہوسکتا۔ استعارۃً آتم ہتیارا وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو پہچانتا نہیں ہے کہ میں شدھ بدھ گیان سروپ ہوں اور مجھے بندھ کبھی تھا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ اس اگیان میں خراب خستہ ہے کہ میں الپگیہ الپ شکتی جیو ہوں۔ مجھے یہ تو کرنا چاہئے اور یہ بھوگ ملنے چاہئیں۔ جس شخص نے اس اگیان سے آتما کو ڈھک رکھا ہے وہ گویا آتما کا گلا گھوٹ رہا ہے۔ یہ آتم ہتیارا مرکر سخت اندھیرے لوکوں میں رہے گا جو نرک سورگ وغیرہ کے نام سے مشہور ہیں اور بھوگوں میں پھنسا ہوا ہمیشہ شانتی سے دور دکھ اُٹھاتا رہیگا +

تین منتروں میں گیانیوں کرمیوں اور بھوگیوں کے رستے بتائے اور تیسرے منتر میں آتم ہتیارے کا انجام بیان ہوا۔ یہاں سوال اُٹھتا ہے کہ اُس آتما کا سروپ کیا ہے جسکے نہ جاننے سے آدمی اونچے نیچے لوکوں میں پریشان رہتا ہے اور اُسے شانتی نصیب نہیں ہوتی۔ اس کا جواب اگلے پانچ منتروں میں ہے +

منتر ۴ — آتما بے حرکت اور ایک ہے۔ من سے بھی تیز رفتار ہے۔

دیوتا یعنی اندریاں اسکو نہیں پہنچتیں بلکہ یہ پہلے ہی چلا جاتا ہے۔ دوڑتے دوڑتے یہ اوروں سے آگے نکل جاتا ہے

اسکے ہوتے ہوئے ہی ہوا یعنی پران سے تمام اعمال

ہوتے ہیں ✢

آتما کا سروپ پہلے منتر کی تشریح میں ہم نے شُدّھ گیان بتایا ہے یعنی ایسا گیان جس میں کوئی شے مُطلق نہیں ہے۔ چونکہ ماہیت ذاتی کے لحاظ سے یہ جسم وجسمانیات میں دخل نہیں ہو سکتا اس واسطے اس کے حصّے نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ذات احد ہے۔ اس میں کسی قسم کی حرکت کا بھی امکان نہیں ہے بلکہ ہموار یکساں اور شانت ہے۔ یہ شُدّھ سروپ کا بیان ہوا جو غیر محدود ہے ✢

اب دیکھیئے کہ گیان چونکہ انوبھو روپ ہے۔ اس میں یا تو ذات احد و غیر محدود ہونے کا سیدھا انوبھو ہوگا جو اوپر بیان ہوا۔ یا یہ اُلٹا یا وہمیہ انوبھو ہوگا کہ میں سرو شکتیمان ایشور یا الپ شکتی جیو ہوں۔ حق یہ کہ ایشور کی صفات متضاد جو زبان زد عام ہیں۔ ان کے معنی کچھ ہو سکتے ہیں تو ویدانت میں ہی ہو سکتے ہیں۔ جو لوگ ایشور کو اپنے سے اور جگت سے علیحدہ ایک فرد واحد مانتے ہیں انکے ہاں ان صفات متضاد کی کچھ بھی توضیح نہیں ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج لاکھوں کیا کروڑوں آدمی دہریئے ہو گئے ہیں۔ صفات متضاد ماننے سے سمجھدار آدمی گھبراتے ہیں اور چونکہ تسکین عقلی نہیں ہوتی دہریئے بن جاتے ہیں۔ ایک ویدانت یہ بتاتا ہے کہ ان صفات متضاد کی حقیقت کیا ہے ✢

برہم نرا کار یعنی محض ذات بے صفات ہے۔ سچدانند اسکی صفات نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں ذات ہی کا بیان تین پہلو سے نظر کیا گیا ہے۔ جگت چونکہ خواب کے نقشے کی طرح جھوٹا اور ہستی سے عاری ہے اس کے مقابلے میں برہم کو ست یعنی ہستی محض کہا گیا۔ جگت چونکہ جڑ ہے۔ اسکے مقابلے میں برہم کو چت یعنی گیان محض کہا گیا اور جگت چونکہ دکھ ہی دکھ ہے۔ اسکے مقابلے میں برہم کو محض آنند کہا گیا۔ پس ست چت اور آنند برہم کی تین صفات جداگانہ نہیں ہیں

بلکہ جو ذات بے صفات ست ہے وہی چیت ہے اور جو چیت ہے وہی انوبھو روپ ہونے کی وجہ سے آنند روپ ہے۔ اسی کو اس منتر میں بے حرکت اور ذات احد بتایا ہے مگر جب اُسی شُدھ گیان میں مایا یا وہم کے تعلّق سے یہ الٹا انوبھو ہوتا ہے کہ میں ایشور یا جیو ہوں تو جتنے صفات چاہے لگاتے چلے جاؤ ÷

چنانچہ شُدھ روپ سے آتما کو بے حرکت بتایا اور مایا والے روپ سے من سے بھی زیادہ تیز رفتار کہا۔ من کی تیز رفتاری مشہور عام ہے۔ دہلی میں بیٹھے ہوئے آدمی نے ذرا خیال کیا اور من دم کے دم میں بمبئی اور لندن گیا اور ماہتاب و آفتاب کیا سب سے اونچے یعنی برہم لوک میں جا پہنچتا ہے۔ یہاں سوال یہ اُٹھتا ہے کہ گیان سروپ آتما من سے کسطرح تیز رفتار ہے۔ سنو من جڑ ہے اور آتما گیان روپ ہے۔ جہاں اور جس سرعت سے من جائیگا وہیں پائیگا کہ آتما مجھ سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔ کیونکہ من جو کیفیت یا صورت یا برتی اختیار کریگا آتما اس کا پرکاش کریگا یعنی آدمی کو گیان ہوگا۔ کہ میں بمبئی یا لندن کی سیر کر رہا ہوں۔ چاند یا سورج کے نظارے دیکھ رہا ہوں۔ یا برہم لوک کے تماشے ملاحظہ کر رہا ہوں۔ یہ گیان ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آتما من سے پہلے ہی ان مقامات دور و دراز میں پہنچا ہوا ہے ÷

من اندریوں سے زیادہ لطیف یا سوکشم ہے۔ اسواسطے جب من تیز رفتاری میں آتما کی برابری نہیں کر سکتا تو بھلا اندریاں کیونکر کر سکتی ہیں۔ اور اسے کیونکر پہنچ سکتی ہیں۔ اندری جہاں بشئے پر پہنچی تو ہمیشہ یہی پاتی ہے کہ آتما دوڑ کر اس سے پہلے ہی جا پہنچا ہے۔ غرض آتما دوڑ لگاتا ہے تو اندریوں من اور بدّھی تینوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی اس کے ہم قدم نہیں چل سکتا ÷

یہ آتما کی بے حرکتی اور حرکت کا بیان ہوا۔ اب حرکت کے سوال کو ایک اور پہلو سے نظر سے اُٹھاتے ہیں۔ جتنی حرکت یا اُس حرکت کے نتیجے اعمال و افعال میں ... کے پیچھے

جاتے ہیں۔ اسی پران کو قوّت یا انرجی کہا جاتا ہے۔ جو مادّے پر عمل کرتی ہے تو مختلف اعمال وافعال پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً سورج حرارت وروشنی پہنچاتا ہے۔ آگ جلاتی ہے بادل پانی برساتے ہیں۔ پانی بہ کر کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔ سیرابی سے اناج پیدا ہوتا ہے۔ اناج سے حیوان وانسان پرورش پاتے اور طرح طرح کے کام کرتے ہیں۔ یہ تمام کام پران یعنی قوّت یا انرجی سے ظہور میں آتے ہیں ÷

یہاں دیکھنے اور غور کرنے کے لایق بڑی بات یہ ہے کہ عالم میں جو کام ہورہے ہیں وہ اندھی قوت کے نہیں ہوسکتے۔ اندھی قوت کام کرتی ہوتی تو وہ اندھے مادّے کو کبھی ادھر دھکیل کرلے جاتی کبھی اُدھر ریل کرلے جاتی۔ قوانین وانتظام وغیرہ کہیں ڈھونڈھے نہیں ملتے۔ لیکن کائنات میں جدھر آنکھ اُٹھاکر دیکھو قوانین کی پابندی نظر آتی ہے اور وہ کامل انتظام دکھائی دیتا ہے کہ باید وشاید۔ اس واسطے یہ منتظم نظام عالم اندھے پران کا نہیں ہے۔ بلکہ پران کا محرک چیتن کو ماننا پڑتا ہے پڑتا ہے۔ اس واسطے شرتی بھگوتی کہتی ہے کہ اُس کے ہونے یعنی چیتن آتما کے پس پشت اور محرک ہوتے پران سے تمام کام سرانجام پارہے ہیں۔ پران بذاتِ خود کچھ نہیں کرسکتا چیتن آتما کے سہارے ہی کام کررہا ہے۔ پران کے لفظ میں اندریاں بھی شامل ہیں اور من بدّھی بھی۔ جو سب کام کرنے والی قوتیں ہیں ÷

اس سے نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ جگت میں جو جو قوّت جہاں جہاں کام کررہی ہے۔ اس کے پس پُشت آتما اسی طرح ہے جسطرح عالمِ خواب میں جو قوت جہاں کام کرتی ملیگی اس کے پس پشت نگاہ خواب میں ضرور موجود ہوگی۔ یہاں اس مضمون کو اشارۃً اٹھایا ہے۔ کین اُپنشد میں اسکی توضیح نہایت خوبصورت اور شاعرانہ پیرائے میں کی گئی ہے ÷

اب آتما کا سروپ اور بھی واضح طور پر کھولنے کے واسطے اور ادھکاری پرشوںکے

سمجھانے کے لئے شرتی بھگوتی کہتی ہے ÷

منتر ۵ - آتما حرکت کرتا ہے - آتما حرکت نہیں کرتا ہے - وہی دور ہے وہی پاس ہے - وہی اس سب کائنات کے اندر ہے اور وہی اس سب کائنات کے باہر ہے ÷

حرکت اور بے حرکتی کے مضمون پر چوتھے منتر میں کافی بحث دی جا چکی ہے - یہاں کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہے - "وہی دور ہے وہی پاس ہے" اس جملے کی تشریح میں بعد میں کرونگا - اخیر کا جملہ لیجئے - کہ آتما کائنات اور کائنات کی سب چیزوں کے اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے - اس کو ایک لفظ میں یوں کہتے ہیں کہ وہ سردویاپی ہے یعنی محدودیت زمانی - محدودیت مکانی اور محدودیت اشیائی سے بالکل مشروط نہیں ہے - ہر وقت موجود ہے - ہر جگہ موجود ہے - ہر ایک چیز اسی کا سروپ ہے ÷

اول اس بات کو لیجئے کہ ہر ایک چیز اسی کا سروپ ہے - چیز کے معنی کیا - یہی کہ نام و صورت کا مجموعہ گیان میں محسوس ہوتا ہے - چونکہ یہ نام و صورت کا مجموعہ گیان میں اُدے ہو رہا ہے - اس واسطے محض خیالی یا خواب کا سا نقشہ ہے - اس سے زیادہ چیز کی کچھ وقعت نہیں ہے - خواب کی صورت اس وجہ سے خواب میں سے علیحدہ نہیں ہے کہ عالم خواب میں سوائے ذات خواب بیں اور کوئی دوسرا وجود نہیں ہے - وہی ہر صورت میں بشکل دیگر جلوہ فرما ہے - یا یوں سمجھو کہ ہر ایک صورت خواب خواب بیں کا وِورت ہے یعنی بشکل دیگر نظر آنا - اسی طرح عالم بیداری کی جتنی چیزیں گیان میں جلوہ فرما ہیں وہ سب اس گیان سے مختلف نہیں ہیں - بلکہ گیان ہی کا وِورت ہیں - اس واسطے ہر ایک چیز برہم روپ یا آتم روپ ہے ÷

گیان ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے - کوئی جگہ یا کوئی وقت ایسا نہیں ہے جہاں اور جب گیان نہ ہو - پرلے میں جب ، فرد واحد نہیں رہتیں تو مایا یا پرکرتی جوان

سب چیزوں کا بیج ہے وہ رہتی ہے اور اسکا ساکشی گیان سروپ آتما رہتا ہے یہ مایا بھی چیز ہی ہے جو ایک وقت خاص میں اور ایک خاص جگہ یعنی چیتن کے ایک انش میں رہتی ہے اور اس واسطے گیان سروپ آتما کا ودرِشت ہے۔ موکش کی حالت میں آتما اپنے شُدّھ سروپ میں قائم ہے۔ غرض کوئی وقت کوئی جگہ کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس وقت جس جگہ جس حالت میں آتما نہ ہو۔ اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ آتما ہر جگہ موجود ہے۔ ہر وقت موجود ہے اور ہر ایک چیز اُسی کا سروپ ہے۔ اس واسطے اس میں محدودیت زمانی۔ محدودیت مکانی اور محدودیت اشیائی نہیں ہے۔ اور وہ سروویاپی یعنی ذات بسیط ومحیط ہے ÷

پھر شرتی یہ کیا کہتی ہے کہ وہی پاس ہے وہی دور ہے۔ سروویاپی چیز میں تو پاس اور دور کا سوال اُٹھ ہی نہیں سکتا۔ بے شک تمہارا اعتراض حق بجانب ہے مگر اس کے معنی کچھ اور ہیں۔ ستچدانند برہم گیانی کی نظر میں قریب سے قریب چیز ہے کیونکہ وہ اس کو اپنا آتما یعنی ذات خاص محسوس کرتا ہے۔ اگیانی کی عقل پر جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور باوجودیکہ آتما سے زیادہ کوئی قریب چیز نہیں ہے مگر وہ اس کو دور سمجھتا ہے۔ جہاں اسکی رسائی نہیں ہے۔ دیکھو تو کیا اندھیر ہے ÷

مچھلیاں پوچھتی ہیں مجھ سے سمندر کیا ہے
پوچھتے مجھ سے ہیں طائر کہ ہوا ہے کیا چیز
مجھ سے گل پوچھتے ہیں باغ میں گلشن کیا ہے
آدمی پوچھتا ہے مجھ سے خدا کیا شے ہے
چشم بینا پہ ہے کیا پردۂ غفلت طاری
مجھے سن سن کے ہنسی آتی ہے اللہ اللہ
مچھلیاں بحر میں ہیں بحر سے آگاہ نہیں

باہر اس بحر کے کیا چیز ہے اندر کیا ہے
متحرک ہے کہ ساکن ہے نہیں ہم کو تمیز
دید گلزار کا برسوں سے ہمیں سودا ہے
عمر برباد گئی ہم نے نہ جانا ہے ہے
کیا سوالات جہالت ہیں زباں پر جاری
واہ کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واہ
گو ہوا میں ہیں طیور انکو ملی راہ نہیں

جلوہ نما ہیں۔ خواب کی صورت خواب بیں کی ذات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔
اس کے اندر باہر وہی گیان سروپ ایشور ویاپک ہے۔ بالکل اسی طرح یہ جگت چونکہ
گیان میں ہے۔ اسواسطے اس میں اور نقشۂ خواب میں ذرا بھی فرق نہیں ہے۔
ایک شُدھ ویاپک گیان کا سمندر ہے کہ آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے پھیلا
ہوا ہے۔ تمام جگت بھی وہی گیان روپ ہے اور تم بھی وہی گیان روپ ہو پس
تمام جگت اور تم ایک ہو۔ جگت کا نظارہ وہمیہ تمہیں میں اُٹھتا ہے۔ تمہیں میں قائم
رہتا ہے۔ تمہیں میں آخر غائب ہو جاتا ہے۔ ایک ذاتِ پاک سچدانند برہم ہے۔
اور وہ تم ہی ہو۔ باقی جو کچھ ہے وہ نظارۂ سراب یا نقشۂ خواب ہے۔ یہ نظر آئے
یا نہ آئے تمہارا فائدہ یا نقصان کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ گیانیوں کی نظر ہے اور اس
تک جسکی رسائی ہوگئی وہ دکھ سے آزاد ہو کر شانت پد کو پہنچ گیا۔
اب ناظرین چھٹے اور ساتویں منتر کے معنے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ شرتی بھگوتی
کہتی ہے کہ جو گیانی پرش آتما کو سرو ویاپی جانتا ہے وہ کائنات کی تمام چیزوں کو
اپنے میں دیکھتا ہے یعنی نقشۂ خواب کی طرح یہ دنیا اور دنیا کی چیزیں مجھی گیان
سروپ آتما میں اُٹھتی ہیں۔ مجھی میں قائم رہتی ہیں اور مجھی میں لے ہو جاتی ہیں۔
انکی ہستی میری ہستی کے تابع ہے۔ جب تک انہیں دیکھتا ہوں نظر آتی ہیں۔ اور
جب ان سے نظر ہٹا لیتا ہوں اور سمادھی میں بیٹھ جاتا ہوں تو نہیں رہتیں اسواسطے
یہ مجھ سے جدا نہیں ہیں۔ بلکہ سب مجھ میں ہیں۔ اور سب میرا ہی سروپ ہیں۔ اور
میں ہوں کہ سب میں ویاپک ہوں۔ کوئی چیز مجھ سے خالی نہیں ہے بلکہ سب
میں اندر باہر میں ہی پورن آتما ہوں۔ سب چیزیں میری ہیں۔ سب کچھ میں خود ہوں۔
اس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کو کسی چیز سے نفرت نہیں رہیگی۔ کیونکہ جو
چیز ہے وہی اسکی آتما یعنی ذاتِ خاص ہے۔ دوسری کوئی شے ہے نہیں جس سے

نفرت کی جائے۔ نفرت وہاں ہوتی ہے۔ جہاں تین افراد مختلف ہوتی ہیں۔ نفرت کرنے والا۔ نفرت کی گئی چیز۔ اور من کی وہ برتی جسے نفرت کا نام دیا جاتا ہے۔ گیانی چونکہ ہر چیز میں اپنے آپ کو اور اپنے آپے میں ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اس کو نفرت ہو تو کیونکر ہو اور کس سے ہو۔ دوسرے کوئی شے نگاہ میں رہی ہی نہیں۔ یہ شانتی پد ہے ۞

اب ساتویں منتر کو لیجیے۔ شرتی کہتی ہے کہ جب سب چیزیں گیانی کی آتما ہو گئیں یعنی دوئی کا خیال حک ہو کر صرف یکتائی کا خیال رہ گیا تو ایسے یکساں نظر والے کو موہ اور شوک نہیں ہوتا۔ موہ یعنی جہل میرے تیرے پن کا خیال ہے۔ موہ اپنے کو الگ۔ ایشور کو الگ۔ جگت کو الگ دیکھنے کا خیال ہے کہ میں انسان ضعیف البنیان ہوں۔ اگیانی ہوں۔ بے قدرت ہوں۔ بیکس و بے بس ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تباہ کن خیال ہی آدمی کو آدمی کے درجۂ پست میں رکھتے ہیں اور اونچا نہیں اُٹھنے دیتے ۞

ان کا بدیہی نتیجہ شوک یعنی رنج و غم ہے جس شخص کو مادمی پن کا خیال ستاتا ہے۔ وہ بغض و حسد کی آگ میں جلتا رہیگا کہ ہائے فلاں شخص کے پاس تو فلاں چیز ہے اور میرے پاس نہیں۔ ہائے فلاں شخص تو صاحب قدرت ہے اور میں بے کس و بے بس ہوں۔ ہائے فلاں شخص تو نیک و پارسا ہیں مرکز و نیچے لوگوں میں نطیف بھوگ بھوگینگے اور ایشور مجھ پاپی کو نرک میں ڈالیگا۔ غرض یہ موہ اور شوک کے خیال والے آدمی ہی اس دنیا کو چلا رہے ہے اور اونچے نیچے لوگوں کو بھر رہے ہیں ۞

یہ تباہ کن خیالات اسی وقت دل سے دور ہو سکتے ہیں۔ جب آدمی دوئی کو طبیعت سے نکالے اور اس کی جگہ یکتائی کو قایم کرے۔ جب یہ یکساں نظری پیدا کرلے کہ اسے ہر ایک چیز اپنی آتما محسوس ہونے لگے۔ اپنی ذات احد کے سوا اور

کچھ نظر نہ آئے اور اپنے کو برہم روپ دیکھے۔ تو سنسار کے بیج یعنی موہ اور شوک دونوں جل جاتے ہیں۔ اور پھر جنم کا انکر پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی شُدّھ روپ کو اگلے منتر میں کھولتے ہیں +

منتر ۸۔ وہ آتما ویاپک ہے۔ نورانی ہے۔ بے جسم بے جراحت بے رگ پٹھے اور پاک ہے۔ پاپ سے بیندھا نہیں گیا ہے۔ شاعر ہے۔ من کا ایشور ہے۔ سب سے افضل اور بے پیدائش یعنی سویمبھو ہے۔ اسی نے دوامی پرجاپتی سچ کرجوں کے توں ان کے فرائض علیحدہ علیحدہ قائم کئے ہیں +

اوپر جو تشریحات ہو چکی ہیں اُنکو پڑھکر ناظرین اس آٹھویں منتر کے معنی آسانی سے سمجھ لینگے۔ اس واسطے زیادہ طویل شرح کی ضرورت نہیں ہے۔ میں شرتی کی الفاظ لیکر ان کے معنی ذیل میں مختصر طور پر دیتا ہوں +

"آتما ویاپک ہے"۔ جس سنسکرت کا ترجمہ ویاپک کیا گیا ہے وہ اصل سنسکرت میں پریگات یعنی "ہر طرف سے آیا ہوا" ہے۔ یہ وہی بات ہے جو لفظ خدا یعنی "خود آنے والا" سے ظاہر ہے۔ شرتی نے چونکہ سب طرف سے آنے والا کہا ہے اس واسطے اس سے آکاش کی طرح ویاپک سمجھنا چاہئے +

"نورانی ہے"۔ نور سے مراد سورج چاند بجلی ستارے آگ وغیرہ کی روشنی نہیں ہے۔ بلکہ نور نطق یا گیان ہے۔ جگت اندھے مادّے سے پیدا شدہ نہیں ہے۔ بلکہ گیان میں خواب کی طرح نمودار ہے۔ پس جتنی چیزیں ہیں وہ سب تاریک ہیں۔ نورانی صرف ایک آتما ہے +

"بے جسم بے جراحت بے رگ پٹھے اور پاک ہے"۔ بے رگ پٹھے اور بے جراحت ہونے سے یہ مراد ہے۔ کہ آتما کا ستھول یعنی کثیف جسم نہیں ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ رگ پٹھے جسم کثیف میں ہی ہوتے ہیں اور زخم بھی جسم کثیف میں ہی لگتے ہیں۔

"بے جسم" کے معنی یہ ہیں - کہ آتما کا سوکشم شریر یعنی جسم لطیف بھی نہیں ہے - جس میں پران کرم اندریاں - گیان اندریاں - اور چار انتہ کرن یعنی من چت بدھی اور اہنکار شامل ہیں - پاک سے یہ مراد ہے کہ آتما میں کارن شریر کا میل بھی نہیں ہے - جو واسنا روپ ہے - گویا آتما شدھ گیان سروپ ہے - اور اسکا سنھول، سوکشم اور کارن شریر نہیں ہے بلکہ تینوں شریر محض وہمیہ ہیں حقیقی چیز صرف شدھ گیان روپ آتما ہے - یہی ہر ایک جیو کا اصلی سروپ ہے ؎

"پاپ سے بیندھا نہیں گیا ہے" بیندھی جسم دار چیز جاتی ہے - چنانچہ پاپ کرنے سے سوکشم شریر بیندھا جاتا ہے اور پچھتاوے سے تکلیف اٹھاتا ہے - اسی کو دھرم ادھرم کا پھل ملتا ہے - چونکہ آتما کا سوکشم شریر نہیں ہے بلکہ وہ شدھ گیان روپ ہے - اس واسطے دھرم ادھرم کے پھل سے لیپایمان نہیں ہے اور پاپ سے بیندھا نہیں جاتا ؎

"شاعر ہے" وجہ یہ کہ کائنات کی خوبصورت نظم اسی کی تصنیف ہے - لفظ شاعر کوی کا ترجمہ ہے - کوی سنسکرت میں دور دور دیکھنے والے کو کہتے ہیں - دیکھنے والا یعنی ناظر صرف آتما ہے کیونکہ گیان سروپ ہے - باقی جو کچھ ہے وہ جڑ ہے یعنی وہمیہ صورتیں ہیں اور کچھ نہیں ؎

"من کا ایشور ہے" یعنی من پر قابو رکھنے والا ہے - من کا محرک آتما ہے - بس جسطرف آتما اسے چلاتا ہے اسی طرف وہ تعمیل ارشاد میں چلتا ہے - اور بھوگوں سے سیر ہو جاتا ہے تو اس کے تماشے بند کر کے سروپ آنند میں مگن ہو جاتا ہے ؎

"سب سے افضل اور بے پیدائش یعنی سویمبھو ہے" کائنات جن تتووں سے ملکر بنی ہے انکی ترتیب حسب ذیل ہے - سنھول چیزیں - پانچ مہابھوت - پانچ تنوماترائیں پانچ پران - پانچ کرم اندریاں - پانچ گیان اندریاں - من چت اہنکار -

بُدّھی۔ اور ترگنا تمک مایا۔ گیان سروپ آتما ان سب کے اوپر ہے اور اسواسطے سب سے افضل ہے۔ افضل ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ ترگنا تمک مایا سے بُدّھی پیدا ہوتی ہے۔ بُدّھی سے اہنکار۔ اہنکار سے من اندریاں تنوماترا وغیرہ۔ تنوماتراؤں سے مہابھوت اور مہابھوتوں کے مجموعے سے ستھول چیز ہیں۔ اس سلسلے میں مایا سب سے افضل ہے۔ مگر مایا کی ہستی کا دار و مدار آتما پر ہے اسواسطے آتما ہی سب سے افضل ٹھیرتا ہے اور یہ کسی چیز سے پیدا شدہ نہیں ہے۔ اس واسطے اسکو سویمبھو یعنی ہست بذات خود کہا ÷

اُسی نے دوامی پرجاپتی رچ کر جوں کے توں ان کے فرائض علیحدہ علیحدہ قائم کئے ہیں" جس لفظ کا ترجمہ پرجاپتی کیا گیا ہے۔ وہ سنسکرت میں سمبتسر یا سال ہے۔ اُپنشدوں میں سال سے مراد کلپ کی ہوتی ہے یا کلپ کے سرشٹی کرتا دیوتا کی۔ یہاں چونکہ فرائض متعلقہ کی انجام دہی کا ذکر ہے۔ اسواسطے کلپ کے ادھشٹھاتا دیوتا ہی مراد ہیں۔ ہر ایک پرلے کے بعد مایو پہت چیتن میں جب جگت کے رچنے کی خواہش ہوتی ہے تو اول جن سنکلپ پرشوں کا ظہور ہوتا ہے وہ پرجاپتی کہلاتے ہیں۔ یہ سب سے اعلیٰ مخلوق ہے جو نیچے درجے کی مخلوق کو جس میں دیوتا آدمی جانور وغیرہ سب شامل ہیں اپنے سنکلپ سے رچتی ہے۔ پرجاپتیوں کو دوامی اس واسطے کہا کہ کلپ بھر رہتے ہیں انکا کام یہ ہے کہ مخلوقات کو رچیں اور ان کے اعمال کی جزا و سزا دیں ÷

آتما چونکہ سرودرشی اور سروگیہ ہے وہ اپنی گیان درشٹی سے دیکھ لیتا ہے کہ پرجاپتی بننے کی لیاقت کن اعلیٰ درجے کے جیووں میں ہے۔ انہیں کو یہ ادھکار دیتا ہے۔ تاکہ وہ جیووں کے پہلے کرموں کے مطابق ان کے لئے بھوگ مہیّا کریں۔ اور سنسار کا چکر چلتا رہے۔ انتظام میں سرمو فرق نہ آنے پائے۔ یہی اس کی بڑی بھاری عظمت ہے ÷

دیکھو گھر کا انتظام مشکل ہے۔ گھر سے چھوٹی موٹی زمینداری کا انتظام مشکل ہے۔ زمینداری سے چھوٹی موٹی ریاست کا انتظام مشکل ہے۔ ریاست سے بڑی بھاری سلطنت کا انتظام مشکل ہے۔ سلطنت سے ایک کُرے کا انتظام مشکل ہے ایک کُرے سے ایک نظام شمسی کا انتظام مشکل ہے۔ پھر اس مشکل کا تو کیا ٹھکانا ہی جو کل کائنات کے انتظام میں پیش آتی ہوگی۔ مگر کائنات کی کل کس صفائی اور آسانی سے چل رہی ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ آدمی دیکھتا ہے اور سراہتا ہے کہ واہ تیری صنعت۔ واہ تیری قدرت۔ واہ تیری حکمت۔ اس سے بڑھکر کس کی مہما یا عظمت ہو سکتی ہے +

اے شخص تو جانتا ہے کہ یہ کس کی مہما کی تعریف ہو رہی ہے۔ تیری اور کسی کی نہیں۔ اگیان کا پردہ ذرا آنکھوں سے ہٹا اور دیکھ کہ ہر طرف تیری عظمت پھیلی ہے۔ تو ہے کہ سب طرف محیط ہے۔ تجھ سے نہ زمان خالی ہے نہ مکان خالی ہے۔ تو خالق کل ہے تو عالم کل ہے۔ کیا اپنے کو الپگیہ اور الپ شکتی جیو مان کر رو رہا ہے تو ہی سروشکتیمان ایشور ہے۔ وید تیری حمد و ثنا میں ترانہ سنج ہیں اور تو ہے کہ اپنے کو انسان ضعیف البنیان سمجھ رہا ہے۔ یہ اونچا گیان ہے جو ایشا واسیہ اپنشد سکھاتا ہے۔ اور یہ اونچا درجہ ہے جس پر آدمی کو چڑھاتا ہے اسپر تماشہ یہ ہے کہ یہاں کچھ کرنے کرانے کی تعلیم ہے۔ نہ ہٹ یوگ اور راج یوگ کی دقت طلب ریاضتیں ہیں۔ نہ کرم کانڈ کا پاکھنڈ اور اس کے ان گنت جھمیلے ہیں۔ تعلیم صرف یہ ہے کہ اپنا سروپ پہچانو اور تم اب مُکت ہو۔ یہ الو بھو ہم پہنچاؤ کہ میں سب میں ہوں اور سب مجھ میں ہیں۔ اور تم اب شانت پد کو پہنچے +

گہوارۂ پندار میں کیوں جھولا ہے + غفلت پہ تعجب ہے کہ یوں بھولا ہے
نوری ہو کر بنا ہے تو خاکی مہر + کیا بھولا ہے کیا بھولا ہے کیا بھولا ہے

کہہ تو سہی تجھکو بندھ کیا ہے اے مہر + خود ذات تری جہاں نما ہے اے مہر
تجھ کو ہے اور نہ تھا نہ ہو گا کبھی بندھ + تو گیان سروپ آتما ہے اے مہر

مگر بجائے اس کے کہ اپنا سروپ پہچانکر آدمی شانتی بہم پہنچائیں اور موکش پد میں قیام کریں۔ تو ہمات باطل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کوئی کرم کے پاکھنڈ میں ہیں۔ کوئی دیوتاؤں کی بدیا میں مہارت بہم پہنچاتے ہیں۔ کوئی اُپاسناؤں میں لگے ہوئے ہیں شرتی بھگوتی گیان کا مضمون ختم کر کے اب ان لوگوں کو تنبیہ ہے۔ اور کرم دیو بدیا وغیرہ کا پھل دکھاتی ہے +

منتر ۹ - جو لوگ ابدیا کی اُپاسنا کرتے ہیں وہ سخت اندھیرے میں گرتے ہیں اور ان سے بھی سخت تر اندھیرے میں وہ گرتے ہیں جو بدیا میں مشغول و مصروف ہیں +

منتر ۱۰ - بدیا کا پھل اور بتاتے ہیں اور ابدیا کا کچھ اور۔ ہمنے داناؤں سے ایسا ہی سُنا ہے اور انہوں نے ہم سے یہی کہا ہے +

منتر ۱۱ - بدیا اور ابدیا دونوں کو جو ساتھ کے ساتھ جانتا ہے وہ ابدیا سے فنا کو عبور کر کے بدیا سے لافانیت حاصل کرتا ہے +

ابدیا کی اُپاسنا کے معنی ہیں کرم کرتے رہنا۔ کیونکہ گیان سے مراد ہے آتم درشن کرم ابدیا میں داخل ہے۔ اس واسطے ابدیا سے یہاں کرم تعبیر کئے گئے ہیں مثلاً اگنی ہوتر وغیرہ جو اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ مر کر اونچا لوک یعنی پتری لوک ملے۔ شرتی ہے کہ "کرم سے پتری لوک ملتا ہے" چونکہ پتری لوک بھی اسیطرح کا ایک لوک ہے جسطرح کا تھولوک یعنی زمین ہے۔ اس واسطے وہاں جانے والے بھی باشندگان

زمین کی طرح آتم درشن سے محروم سخت اندھیرے یعنی اگیان میں پھنسے رہینگے۔ اِن سے
بھی زیادہ تر سخت اندھیری یا اگیان میں وہ لوگ پھنسینگے جو محض کرم نہیں کرتے بلکہ بدّیا
یعنی دیوتاؤں کے علم میں مشغول و مصروف رہتے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ لوگ نا واقف
یا ان پڑھ یگیہ کرنے والوں کی طرح محض یگیہ کرم کر کے اُن کے پھل پر صبر و شکر نہیں کرتے
بلکہ یہ علم تحصیل کرتے ہیں کہ فلاں دیوتا کیا ہے۔ کتنی طاقت رکھتا ہے۔ کسطرح اس کو
رِجھایا جاتا ہے اور وہ کیا پھل دے سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ علم ہے اُسے
معمولی یگیہ یا مانسک یگیہ کرنے سے نا واقف یگیہ کرنے والوں کے مقابلے میں زیادہ
پھل ملتا ہے۔ شُرتی ہے کہ "بدّیا سے دیولوک ملتا ہے"۔ یعنی دیو بدّیا جاننے
والے پتری لوک سے زیادہ اونچے لوک یا سؤرگ میں جانے اور وہاں دیوتاؤں کے
سے بھوگ بھوگتے ہیں۔ چونکہ یہ لوک بھی آتم درشن سے خالی اور بھوگوں کی جگہ ہے۔
اس واسطے صرف اندھیرا ہی نہیں ہے بلکہ پتری لوک سے بھی زیادہ اندھیرا ہے۔ کیونکہ
وہاں سے آدمی جلد تر گرتا ہے اور زمین پر جنم لیکر ترقی کے لایق ہو جاتا ہے۔
دیولوک یعنی سؤرگ میں عرصۂ دراز تک رہنا ہوتا ہے۔ گویا عرصۂ دراز تک ہی راہ
ترقی مسدود رہتی ہے ❊

اگر پوچھتے ہو کہ یہ دو پھل جدا جدا کیونکر معلوم ہوئے تو جواب یہ ہے کہ چونکہ ابدّیا
کچھ اور چیز ہے اور بدّیا کچھ اور چیز ہے۔ اس واسطے لازمی امر ہے کہ انکا پھل بھی جُدا
ہی جُدا ہو۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ پُرانے آچاریوں سے ہم نے یہی سُنا
ہے اور اُنہوں نے ہم سے یہی کہا ہے۔ گویا اس بارے میں شُنید پرمان ہے
شرتیاں ہم اوپر دیکھ چکے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ "کرم سے پتری لوک ملتا ہے اور دیو
بدّیا سے دیولوک یعنی سؤرگ" ❊

ابدّیا اور بدّیا دونوں کا علیحدہ علیحدہ پھل بیان ہوا۔ اب اُس شخص کو لیجیے جو

ابدّیا یعنی کرم بھی کرتا ہے اور دیو بدّیا سے بھی واقف ہے۔ شُرتی کہتی ہے کہ ایسا آدمی ابدّیا یعنی کرم سے فنا کو عبور کرتا ہے۔ فانی یہ جسم انسانی ہے۔ اس فنا سے تر کر وہ پتری بن جاتا ہے۔ یعنی کرم پھل بھوگنے کو اونچا لوک ملتا ہے۔ فوراً دوسرا جسم خاکی عطا نہیں ہوتا۔ یہی فنا سے ترنا ہے۔ بدّیا یعنی دیو بدّیا کے ذریعے سے لافانیت یعنی امر بھا کو پہنچ جاتا ہے۔ امر یعنی لافانی اپنشدوں کی اصطلاح میں دیوتاؤں کو کہتے ہیں۔ چونکہ انکی عمریں انسان کے مقابلے میں بہت دراز ہیں اس واسطے انہیں نسبتاً لافانی کہا جاتا ہے۔ یہ ابدّیا دونوں کا مجموعی پھل ہے۔ اسے اندھیرے لوک سے اسواسطے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہ یہاں آدمی اگیان میں ہی پھنسا رہتا ہے۔ آتم درشٹی نہیں ہونے پاتا۔ ان منتروں کی توضیح میں ابدّیا اور بدّیا کے معنی خاص لئے گئے ہیں۔ اگیان اور گیان یعنی برہم گیان نہیں لئے گئے۔ اُپنشدوں میں اور بھی ایسے موقعے آتے ہیں۔ جہاں لفظوں کے معمولی معنی نہیں لئے جاتے بلکہ مرادی یا خاص لئے جاتے ہیں۔ یہ بے دلیل و بے سند نہیں بلکہ متن کتاب کا ربط عبارت ہی اُن پر دلالت کرتا ہے ؛

شرتی کہتی ہے کہ ابدّیا کی اُپاسنا یا سیون کرنے والے اندھیرے میں گرتے ہیں اور بدّیا کی اُپاسنا کرنے والے اور بھی سخت اندھیرے میں۔ ناممکن ہے کہ برہم گیانی ہو کر آدمی اندھیرے میں گرے۔ شرتی برہم گیان ہی کا دوسرا نام موکش بتاتی ہے اور اسکے سوائے اور کسی رستے کی نفی کرتی ہے " اسی کو یعنی برہم کو جان کر آدمی موت سے اوپر آتا ہے۔ اس کے سوائے موکش کا اور رستہ نہیں ہے " پس یہاں بدّیا سے مراد برہم گیان نہیں ہو سکتا ؛

تو پھر بدّیا سے کیا مراد ہے؟ دیکھو گیارھویں منتر میں بدّیا کا پھل امر یعنی دیوتا ہونا بتایا گیا اور چونکہ خود شرتی کہتی ہے کہ بدّیا سے دیو لوک ملتا ہے۔ اسواسطے

لازمی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ بدیا سے مراد دیو بدیا یعنی دیوتاؤں کی خصوصیات کی بدیا ہے اور کچھ نہیں۔ اسی طرح پتری لوک چونکہ کرموں سے ملتا ہے اور یہ دیولوک سے نیچا ہے۔ اسواسطے صاف ظاہر ہے کہ ابدیا سے مراد محض کرم ہیں۔ جو دیولوک سے نیچے لوک یعنی پتری لوک میں پہنچاتے ہیں۔ ان دلائل سے بھگوت پوجیہ پاد شری شنکر آچاریہ نے ابدیا اور بدیا کے خاص معنی لیئے ہیں۔ اور میں نے بھی وہی قائم رکھے ہیں۔ بعض شارح ان منتروں کی شرح اور طرح بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ دلیل کے سامنے نہیں ٹھیر سکتے۔ اس واسطے ان کا یہاں کھنڈن کرنا محض باعث طوالت ہوگا +

کرم اور دیو بدیا کا پھل بیان ہو چکا۔ برہم گیان موکش پد پر پہنچاتا ہے اور یہ دونوں آدمی کو اگیان ہی میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ کرم وغیرہ حقیقت کے متلاشی اور شانتی کے ابھلاشی کے لیئے کچھ پھل دایک چیزیں نہیں ہیں۔ اس کو برہم گیان کا ہی رستہ لینا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو سرو ویاپی تت گیان روپ آتما سمجھ کر یہ انوبھو بہم پہنچانا چاہیئے کہ میں ہی سب میں ساری ہوں اور سب مجھ میں اسطرح ہیں جسطرح خواب کی کائنات خواب بین میں ہوتی ہے۔ یہ بھاو بہم پہنچانے کے واسطے کرم وغیرہ میں پھنسنا لاحاصل محض ہے۔ یہی حال اُن اُپاسناؤں کا ہے جو کرم سے اونچی اور گیان کے مقابلے میں بہت نیچی ہیں۔ چنانچہ شرتی اب ان کو لیتی ہے +

منتر ۱۲ - جو لوگ غیر مشہود کی اُپاسنا کرتے ہیں وہ سخت اندھیرے میں گرتے ہیں اور اُن سے بھی سخت تر اندھیرے میں وہ گرتے ہیں جو مشہود کی اُپاسنا کرتے ہیں +

منتر ۱۳ - مشہود کی اُپاسنا کا پھل اور بتاتے ہیں اور غیر مشہود کی اُپاسنا کا کچھ اور۔ ہم نے داناؤں سے ایسا ہی سُنا ہے اور اُنہوں نے

ہم سے یہی کہتا ہے ✣

منتر ۱۴ - مشہود و غیر مشہود دونوں کو جو ساتھ کے ساتھ جانتا ہے۔
وہ مشہود کی اُپاسنا سے فنا کو عبور کر کے غیر مشہود کی اُپاسنا
سے لافانیت حاصل کرتا ہے ✣

غیر مشہود اور مشہود کی حالتیں سمجھنے سے پیشتر جو تین حالتیں روز آدمی پر طاری ہوا کرتی ہیں انہیں بخوبی سمجھ لو۔ پھر انکو آسانی سے سمجھ سکو گے۔ دیکھو اوّل سُشپتی یعنی غفلت کی نیند کی حالت ہے جسمیں آدمی خواب تک نہیں دیکھتا پتھر بنا پڑا رہتا ہے۔ اس حالت سے اُٹھکر وہ جڑ بنا نہیں پڑا رہتا بلکہ اُسے علم ہوتا ہے۔ مگر بہ خاص علم نہیں کہ میں کون ہوں اور میرے گرد و پیش کیا کیا خاص چیزیں ہیں بلکہ عام علم جو جڑتا یعنی غفلت کی ضد ہے۔ اس حالت کو بُدّھی یا مہت کہتے ہیں۔ اس حالت کے بعد یہ گیان ہو جاتا ہے کہ میں فلاں شخص ہوں اور میرے گرد و پیش فلاں فلاں اشیا ہیں۔ یعنی ترپٹی قائم ہو جاتی ہے اور عالم و علم و معلوم تینوں کا بیوہار ہونے لگتا ہے ✣

جیسے فرد واحد انسان کا حال ہے بعینہٖ ویسا ہی ظہور عالم یعنی خلقت کائنات کا ہے یعنی پرلے گویا ہماری سُشپتی کی حالت ہے۔ اسی کو اَویکت یعنی غیر مشہود کہتے ہیں۔ شُرتی اسکو اسمبھوتی کا نام دیتی ہے یعنی مایا کی ایسی حالت جس سے ابھی کوئی چیز نکلی نہیں ہے۔ میں نے اسمبھوتی کا ترجمہ معروف لفظ غیر مشہود سے کیا ہے۔ مایا کی یہ حالت غیر مشہود انتہائی حالت ہے جس سے اوپر کوئی حالت نہیں ہو سکتی۔ اس حالت کے ادھشٹھاتا کو ویدانت کی اصطلاح میں ایشور کہتے ہیں کیونکہ یہ حالت باقی سب حالتوں کی علت ہے اور ایشور چونکہ سب کا کارن شمار ہوتا ہے اسواسطے وہ اسکا ادھشٹھاتا ہے۔ اب مشہود کو لیجیے۔ اسکی دو صورتیں ہیں جیسی ہم آدمی کی حالت میں اوپر بتا آئے ہیں۔ ایک عام گیان جو مہت یا بدّھی کہلاتا ہے۔ اور دوسرا ترپٹی یعنی عالم و علم و معلوم کا گیان جو اہنکار کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس حالت کو خواب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے ادھشٹھاتا کو ہرنیہ گربھ کا نام دیا جاتا ہے جو تمام کائنات کو نقشۂ خواب کی طرح پیدا کرتا ہے اور اسواسطے سرو شکتیمان ہے [illegible]

گربھ کا سپنا ہی ہے۔ اس سے زیادہ اسکی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ مگر اسکے کلپنا کئے ہوئے پرپنچوں یعنی سچے ہوئے جیووں نے اپنے اگیان سے سچا بنا رکھا ہے اور اپنے ہی اگیان سے طرح طرح کے دکھ اٹھا رہے ہیں ۔

ان دکھوں سے خلاصی پانے کے واسطے سو میں سے ننانوے آدمی یہ سوچا کرتے ہیں کہ کرم کیجئے انسے پتری لوک کے بھوگ نصیب ہونگے۔ ان میں جو زیادہ سمجھدار ہیں وہ دیوتا گیان کے پیچھے دوڑتے ہیں تاکہ دیوتاؤں کے لوک میں پہنچکر دیوتاؤں کے سے بھوگ ملیں جو اور بھی سمجھدار ہیں وہ یہ سمجھکر پتریوں اور دیوتاؤں کی بھی عمریں تھوڑی ہیں اس ہوس میں رہتے ہیں کہ ہمیں ہرنیہ گربھ پد ملجائے سروشکتیمان بنجائیں۔ انسے بھی زیادہ عمر کے خواہاں پرکرتی کو پوجتے ہیں اور انکے بہتیرے فرقے ہندوستان میں ہیں۔ انکی خواہش یہ رہتی ہے کہ ہم جگت کے آدی کارن پرکرتی میں جا سمائیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ سب اگیان ہی کی حالتیں ہیں

اسی واسطے شرتی بھگوتی کہتی ہے کہ جو غیر مشہود پرکرتی کی اپاسنا کرتے ہیں وہ سخت اندھیرے میں گرتے ہیں اور اس سے بھی سخت تر اندھیرے میں وہ گرتے ہیں جو مشہود یعنی ہرنیہ گربھ کے اپاسک ہیں۔ سخت تر اندھیرے میں اس واسطے کہا کہ ایشورتا کی چاہ ہوتی بھی زیادہ تر لوگوں کو ہے اور سب سے سخت تر بھی ہے۔ دولت و اقتدار وہ بندھن ہیں کہ ان سے چھوٹنا محال ہو جاتا ہے۔ دونوں کو اندھیرے سے اسواسطے تعبیر کیا کہ اگیان کی حالتیں ہیں اور گیان روپ آتم پد سے بہت دور ہیں ۔

دونوں کا علیحدہ علیحدہ پھل اس واسطے بتایا کہ دو مختلف قسم کی اپاسنائیں ہیں اس واسطے ان کا پھل بھی مختلف ہے۔ اس کے سوا دانا لوگ یعنی گرو اپنے آچاریہ بھی یہی بتلاتے ہیں کہ مشہود کی اپاسنا سے ہرنیہ گربھ پد ملتا ہے اور غیر مشہود کی اپاسنا سے آدمی پرکرتی لے ہوتا ہے ۔

اگر دونوں کی ساتھ ساتھ اپاسنا کی جائے تو ظاہر ہے کہ آدمی اول ہرنیہ گربھ پد کو پہنچیگا۔ یہ فنا سے ترنا ہے۔ کیونکہ آدمی، پتری اور دیوتاؤں کے فانی یعنی چھوٹی عمر والے جسموں کے جلد جلد چھوٹنے سے مخلصی پائیگا اور ہرنیہ گربھ پد کو پہنچکر سروشکتیمان ہو جائیگا

یا یوں کہو کہ بے طاقتی اور بے بسی کی جو حالت فنا اسکی جان کو عذاب معلوم ہوتی تھی اس سے رہائی پاکر سروشکتیمان ہرنیہ گربھ بن جائیگا۔ شرتی میں یہاں سمبھوتی یعنی پیدا شدہ ہرنیہ گربھ کے لفظ کی بجائے بناش یعنی فنا کے لفظ کا استعمال کیا ہے جو سمبھوتی کا متضاد ہے۔ مگر ایسا سمجھنا غلطی ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہوا ہے اسکا ناش بھی ضرور ہے۔ اسواسطے لفظ پیدا شدہ جس ہرنیہ گربھ پر دلالت کرتا ہے اُسی ہرنیہ گربھ پر بناش بھی دلالت کرتا ہے۔ سمبھوتی اور بناش اسمائے مجردہیں۔ مگران کے معنی اسمائے فاعل کے ہیں یعنی پیدا ہونے والا۔ مرنے والا ✦

اسطرح آدمی کی فنا سے مخلصی ہوگئی تو پرکرتی میں لَے ہوجانے سے وہ لافانیت کے درجے کو پہنچیگا۔ پرکرتی پرلے کیا مہا پرلے تک قائم ہے۔ اس واسطے اسکو لافانیت کا نام دیا گیا۔ لیکن یہ لافانیت بھی نسبتی لفظی ہی ہے۔ برہم گیان ہونے پر پرکرتی گیانی کی نظر سے ہٹ جاتی ہے یعنی فنا ہو جاتی ہے ✦

منتر ۹ سے لگا کر ۱۴ تک یہ دکھایا کہ جو لوگ کرم اور دیوتا گیان میں مصروف ہیں یا ہرنیہ گربھ اُپاسنا کرتے ہیں اور پرکرتی لَے ہونے کی فکر میں رہتے ہیں۔ وہ اگیان کے دائرۂ محدود سے باہر نہیں آتے اور موکش پد پر نہیں پہنچتے۔ موکش اپنے سروپ کے پہچاننے کا نام ہے۔ جب تک آدمی یہ محسوس نہیں کرتا کہ سب مجھ میں اور میں سب میں ہوں اسوقت تک وہ اگیان میں ہی چکر کھایا کرتا ہے ✦

سب اُپاسناؤں کا پھل یہ ہے کہ آدمی جس جس دیوتا کی اُپاسنا کر رہا ہے۔ مرنے کے بعد یو یاں سے اسی دیوتا کے لوک میں پہنچے اور اس سے وصل حاصل کرے۔ گویا اس حالت میں دوئی قائم رہی یعنی ایک خود اُپاسک اور دوسرا اُپاسیہ۔ یہ ظاہر ہے کہ جہاں دوئی ہے وہیں خوف بھی ہے۔ ابھئے پد صرف یکتائی ہے۔ اس واسطے اُپاسنا سے موکش پد نہیں ملتا۔ ہاں اسکے ذریعے سے آدمی مرنے کے بعد اونچے لوکوں میں پہنچتا ہے۔

اگر پوچھو کس راستے سے پہنچتا ہے۔ تو شُرتی خود اسکی تشریح کرتی ہے۔ اگلے چار منتروں میں اسی کا بیان ہے۔ ایک اُپاسک حالتِ نزع میں ہے اور مرنے کے قریب پہنچ گیا ہے۔ وہ سورج بھگوان سے رستہ مانگتا ہے +

منتر ۱۵ - سونے کی تھالی سے حقیقت یعنی ستیہ کا منہ ڈھکا ہے۔
اے سورج تو اسے میرے دیکھنے کے واسطے ہٹا دے۔
جسکا دھرم ہی ستیہ ہے +

منتر ۱۶ - اے پوکھن۔ اے ایک رشی۔ اے یم۔ اے پرجاپتی کے بیٹے
اپنی شعاعوں کو دور دور پھیلا دے اور اپنی تپش کو سمیٹ
لے تاکہ میں تیرے اُس جلال کو دیکھوں جو تیرا نہایت متبرک
روپ ہے۔ جو یہ پُرش ہے وہی میں ہوں +

حاصل مطلب اُپاسک کہتا ہے۔ اے سورج تجھ میں ستیہ یعنی حقیقت چھپی ہوئی ہے۔ مگر تیرے سنہری طباق نے اُسے ڈھک رکھا ہے۔ میں اپنی زندگی میں یہ اُپاسنا کرتا رہا ہوں کو جو انتریامی چیتن تجھ میں ہے وہی میری آنکھ میں ہے۔ ستیہ وہی ہے اور میری آنکھ اور تیرا منڈل صرف اسکے شریر ہیں۔ بس میرا دھرم ہی ستیہ ہے۔ اس ستیہ کے دیکھنے کے واسطے اپنا سنہری طباق ہٹا +

اب وہی اُپاسک سورج سے پھر خطاب کر کے کہتا ہے۔ "اے پوکھن"۔ پوکھن پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ سورج کا نام پوکھن اسواسطے ہے کہ تمام جمادات۔ نباتات اور حیوانات کی زندگی کا انحصار سورج پر ہی ہے۔ یہ نہ ہو تو ہماری زمین پر کچھ بھی نہ ہو +
"اے ایک رشی"۔ رشی کے معنی ہیں چلنے والا۔ ایک رشی کے معنی ہیں ہمیشہ چلنے والا۔ چونکہ قدما کے اعتقاد میں زمین ساکن مانی جاتی تھی اور گردش آفتاب سے منسوب کی جاتی تھی۔ اس واسطے سورج کو ہمیشہ چلنے والا کہا +

"اے یم ۔ یم کے معنی ہیں یمن کرنے والا یعنی سب کو انتظام میں رکھنے والا۔ زمین ہوا پانی وغیرہ وغیرہ کا انتظام یعنی تبدیلی و قیام سب کا انحصار محض حرارت آفتاب پر ہے ۔ اس واسطے یم کہا ۔

"اے پرجاپتی کے بیٹے" ۔ پرجاپتی کے بیٹے یوں کہنے کو تو سب ہی ہیں لیکن سورج کو اس واسطے کہا کہ اول ظہور اسکا ہوتا ہے اور اس سے زمین چاند اور ستارے وغیرہ بنتے ہیں۔ غرض سب کا دارومدار اس سپوت بیٹے پر ہے ۔

پوکھن رشی۔ یم اور پرجاپتی پتر کا خطاب دیکر اُپاسک کہتا ہے کہ میں تیری شعاؤں کی روشنی اور تیری تیزی وتپش کو نہیں سہار سکتا۔ شعاعوں کو دور دور پھیلا دے" تاکہ روشنی کم ہو جائے اور تپش کو سمیٹ لے" تاکہ میں روشنی اور حرارت کو سہہ کر تیرے اس جلال یعنی تیج کو دیکھوں جو تیرا نہایت مبارک اور متبرک روپ ہے اور جس سے سب کا کلیان ہوتا ہے ۔

یہ صرف عاجزانہ درخواست نہیں ہے بلکہ میں اپنے اُپاسنا بل سے اُپاسک رہا ہوں تو اُپاسیہ ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم دونوں ایک ہو جائیں ۔

دونوں منتروں کے معنی تشریح کے ساتھ بیان ہوئے ۔ اب یہ دیکھئے ۔ کہ انہیں اُپاسنا کس قسم کی درج ہے۔ شرتی ہے کہ "جو سورج کے منڈل میں پُرش ہے اور جو داہنی آنکھ میں پُرش ہے وہ دونوں ستیہ ہیں"۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ آنکھ کی گنبد اور سورج کا منڈل یعنی کرہ دونوں صرف مکان ہیں۔ ان دونوں مکانوں میں جو دو تیج والے پرش رہتے ہیں وہ ستیہ ہیں۔ یعنی آنکھ اور سورج منڈل دونوں جڑ اور بے علم چیزیں ہیں۔ علم اشیا کا باعث وہ تیج والا پرش ہے جو ادھر تو سورج منڈل میں رہکر روشنی پھیلاتا ہے اور اُدھر آنکھ میں رہکر چیزوں کا پرکاش کرتا ہے یا جانتا ہے۔ ماہیت ذاتی سے یہ دونوں ایک ہیں کیونکہ دونوں کا خاصہ پرکاش ہے۔

اسی یکتائی کا دھیان اُپاسنا کہلاتا ہے۔ اور اُپاسک کثرت مزاولت سے یہی بھاونا بہم پہنچاتا ہے۔ کہ میں سورج کا ادھشٹھاتا پرش ہوں ؛

اب یہ دیکھئے کہ سورج پر چونکہ ہماری دنیا اور کل دنیوی چیزوں کی ہستی کا انحصار ہے۔ اس واسطے گویا سورج ہی ہرنیہ گربھ روپ ہے۔ جو جگت کو پیدا کرتا اور قائم رکھتا ہے۔ چونکہ اُپاسک اپنے آپ کو سورج کا ادھشٹھاتا دیوتا سمجھ رہا ہے اس واسطے وہ بھی ہرنیہ گربھ کے اونچے پد پر چڑھ رہا ہے۔ مرتے وقت اس بھاونا کو اپنی مستحکم قوت خیالیہ سے اور مستحکم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو پُر جلال پرش تجھ میں ہے وہی میں ہوں۔ میں اب تیرے بھاؤ کو پہنچا چاہتا ہوں۔ پران اور جسم وغیرہ کا خیال طبیعت سے حک ہو گیا ہے اور بس تیرے ساتھ یکتائی کا ایک خیال دل میں جاگزیں ہے۔ چنانچہ اپنے من کو مخاطب کر کے کہتا ہے ؛

منتر ۱۷ - میرے پران لافانی پران میں ملجائیں اور جسم شمشان کی
آگ میں جل کر خاک ہو جائے۔ اوم۔ اے میرے سنکلپ
کرنے والے من یاد کر۔ اپنے کئے کو یاد کر۔ اے من یاد کر۔
اپنے کئے کو یاد کر ؛

دنیا کی اور چیزوں کی طرح جسم انسانی پانچ تتوں یعنی خاک، ہوا آگ اور آکاش سے مل کر بنا ہے۔ پران وہ قوت یا انرجی ہے جو کل دنیا میں اپنا کام کر رہی ہے اور اسی کا ایک جزو ضعیف جسم انسانی کو سہارا دیکر قائم رکھتا اور حرکت دیتا ہے۔ جس وقت آدمی مر جاتا ہے اور شمشان میں لے جا کر اس کو آگ میں جلاتے ہیں تو پانچوں تتو علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنے اپنے بسیط تتووں میں جا ملتے ہیں اور پران سمشٹی یعنی کلیہ پران میں۔ پران کو لافانی اسواسطے کہا کہ ہر پرلے کے بعد ابتدائے عالم سے [illegible] رہا ہے اور اپنا کام کئے جاتا ہے

یہ آتما کی لافانیت نہیں ہے۔ بلکہ نسبتی لافانیت ہے ✦
اُپاسک کہتا ہے کہ مجھے جسم کا خیال نہیں یہ خاکستر ہو جائے۔ پرانوں کا خیال نہیں یہ میرے جسم سے نکلکر اپنے سرچشمے میں ملجائیں۔ تو پھر کیا خیال طبیعت پر حاوی ہے؟ من کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے سنکلپ کرنے والے من یاد کر۔ بھلا من کس بات کو یاد کرے۔ اپنے کیئے کو۔ وہ کیا کیا ہے۔ یہی کہ عمر بھر یہ سنکلپ یا اُپاسنا کرتا رہا ہے کہ جو ہرنیہ گربھ پُرش سورج کا ادھشٹھاتا دیوتا ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔ اسوقت چونکہ دنیا سے کوچ ہے عمر بھر کا سنکلپ اور زیادہ مضبوط و مستحکم ہونا چاہیئے بمثل ہے انت متا سو متا۔ جیسی کسی کی متی ہوتی ہے۔ یعنی جیسا کسی کا سنکلپ یا عقیدہ ہوتا ہے ویسی ہی گتی اس کو ملتی ہے ✦
چونکہ اس سنکلپ کو مضبوط کرتا ہے۔ من سے دو مرتبے خطاب کیا گیا ہے۔ تاکہ خیال ذہن میں زور کے ساتھ بیٹھے اور دھیان اِدھر اُدھر نہ جانے پائے۔ خطاب سے پہلے جو اوم ہے وہ منتر شروع کرنے سے پہلے اسی طرح اُچارن کیا ہے جسطرح اور منتر شروع کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ جو لوگ یہ معنی کرتے ہیں کہ اوم کو یاد کر۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ اُپاسنا اوم شبد کی اُپاسنا نہیں ہے ✦
اب چونکہ جسم چھوٹا اور دم نکلا چاہتا ہے۔ اُپاسک اگنی سے خطاب کرتا ہے۔ اور دیویان یعنی دیوتاؤں کے رستے لے چلنے کی درخواست کرتا ہے ✦

منتر ۱۸۔ اے اگنی مجھے اچھے راستے سے کرم پھل بھوگنے کو لے چل۔
اے دیوتا تو میرے تمام کرموں کو جانتا ہے۔ میں نے
جو دھوکا دینے وغیرہ کے پاپ کیئے ہیں اُنکو مجھ سے
دور کر دے۔ میں تجھکو منہ سے بہت سی نمسکار کرتا ہوں ✦

اچھا راستہ دیویان ہے جس سے آدمی اونچے لوکوں میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں برابر ترقی کرتا رہتا ہے۔ اس کو اس دنیا میں پھر آنا نہیں پڑتا۔ اس کے برعکس برا راستہ

پتّری یان ہے جس پر چلکر آدمی پتّری لوک میں پہنچتا ہے اور وہاں کچھ عرصے رہکر اسی میں پھر واپس آکر اپنے پہلے کرموں کے مطابق جنم پاتا ہے۔ دونوں راستوں کا مفصّل بیان چھاندوگیہ اور برہدارنیک اُپنشدوں میں آئیگا۔ اس باعث سے یہاں نہیں لکھا گیا۔ دیو یان پر جیو کی رہنمائی اگنی دیوتا کرتا ہے۔ اصول یہ ہے کہ روزمرّہ جو اگنی ہوتر کرم کیا جاتا ہے۔ اور آہتی ڈالنے سے ہون کنڈ میں سے جو لپٹیں اُٹھتی ہیں۔ مرنے کے بعد وہی جیو کی رہنمائی کرتی ہیں اور اسے دیو یان پر لے جاتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یگیہ کرم کا گواہ یا ساکشی اگنی دیوتا ہے۔ وہ اُس کے تمام شُبھ کرموں کو جانتا ہے ٭

اُپاسک اگنی سے خطاب کرکے کہتا ہے کہ چونکہ تو مجھے اگنی ہوتر کرم کرتے ہمیشہ دیکھتا رہا ہے۔ اسواسطے میرے تمام شُبھ کرموں کو جانتا ہے۔ اب انکا بھوگ بھوگنے کو اونچے لوک یعنی ہرنیہ گربھ لوک میں مجھے لے چل۔ لیکن دیو یان پر وہی شخص چل سکتا ہے۔ جس کے تمام پاپ دور ہو گئے ہیں۔ انسانی چولے میں وہ کونسا شخص ہے جسنے دھوکا دہی وغیرہ کے پاپ نہیں کئے ہیں۔ چنانچہ مجھ سے بھی وہ پاپ ہوئے ہونگے اور تو ان کو بھی جانتا ہے۔ اپنی کرپا سے اُن پاپوں کا دوش مجھ سے دور کرکے مجھے شُدھ بنا دے۔ میں اب حالتِ نزع میں اُٹھ کر تو تجھے نمسکار نہیں کرسکتا۔ ہاں لیٹے لیٹے منہ سے بہت سی نمسکار کرتا ہوں ٭

اس دعا پر ایشا واسیہ اُپنشد ختم ہوتا ہے۔ اس اٹھارہ شلوکوں کے چھوٹے سے اُپنشد کے پہلے حصّے میں آتم گیان کا اُپدیش ہے۔ اور اسی کی عظمت و اہمیت دکھانے کے واسطے دوسرے حصّے یعنی اخیر کے نو منتروں میں مختلف قسم کی اپاسنائیں اور ان کے پھل بتائے ہیں اور اونچے سے اونچے لوکوں کو اندھیرے گھرا ہوا بیان کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اونچے سے اونچے لوک اور ان کے بھوگ سب گیان [illegible]

رہنا ہی موکش پد کو نہیں پہنچتا۔ موکش کا نیچے یا اونچے لوگوں سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ وسشٹ جی مہاراج یوگ واسشٹ میں لکھتے ہیں اور کیا ہی اچھا لکھتے ہیں ؛

کہتے ہیں جسے موکش خلا میں وہ نہیں ؛ نے برسر چرخ ہے نہ بر روے زمیں
قلب صافی کا دوسرا نام ہے موکش ؛ جو گیان کے نور سے ہو بس نور آگیں

کرم یوگ اور اُپاسنا کا صرف اتنا مطلب ہے کہ آدمی کے قلب کو مصفا کردیں۔ جہاں قلب صافی ہوا اور انسان میں یہ قابلیت پیدا ہوئی کہ وہ بچار سے اتنی بات سمجھ سکے کہ جو نظارۂ دنیا نظر آرہا ہے وہ مجھ گیان کے سمندر میں خواب کا نقشہ ہے۔ وہ سب مجھ میں ہے اور میں اُس میں رہا ہوا ہوں۔ کچھ عرصے میں یہ نظارہ بھی غائب ہو جاتا ہے اور شُدّھ سروپ میں قیام نصیب ہوتا ہے۔ جو ست ہے۔ چت ہے اور آنند ہے یعنی ہستی مطلق علم مطلق اور سرور مطلق ہے۔ اس سرور مطلق یعنی پرم آنند کا دنیا کے کسی سُکھ سے مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ اسی کا ذکر شریمد بھگوت گیتا میں بھگوان شری کرشن نے ان پرزور الفاظ میں کیا ہے ؛

جب کرتا ہے وصل آتما میں یوگی
جیسے ہو بے ہوا جگہ اور واں شمع
اس یوگ کی مشق سے رکا خوب جہاں
جب اپنے آپ ذات کو اپنی ہی
جب بے حد سکھ کہ بس مزا لے مُبدّھی
محسوس ہو۔ اور ایسا ہو ٹھیرا وحصول
اسطرح کا سکھ کہ اس کو یوگی پا کر
جس میں کرکے حصول اپنا ٹھیراو

روکے ہوئے نفس کی ہے تمثیل یہی
روشن ہو۔ ہلے جُلے نہیں تو اس کی
اور نفس مسکّن ہوا ہے سشیر جواں
دیکھے اور آتما میں خوش ہو انساں
اور واں تک دسترس نہ ہو حسّوں کی
سن کو کہ حقیقت سے نہ لغزش ہو کبھی
مانے نہیں اور سکھ کو ہر گز بر تر
تکلیفِ عظیم سے نہ ہو پھر مضطر

گیتا ادھیائے ۶

اے شخص تیرا یہ اصلی سروپ ہے۔ کیا اپنے کو دکھی اور انسان ضعیف البنیان سمجھ کر فکر کر رہا اور رو رہا ہے۔ موکش کہیں باہر سے نہیں آئیگی نہ وہ وجود اپنے رحم و کرم سے تجھے دیگا۔ اگیان کا پردہ اُٹھا دے۔ اور دیکھ کہ بندھ تجھے پہلے تھا۔ نہ اب ہے۔ نہ آیندہ ہوگا۔ تو خود موکش روپ ہے۔ تجھے انسان کون کہتا ہے تو برہم ہے۔ سچدانند برہم ہے۔ تو پرم برہم ہے ؏

خلاصہ ایشاواسیہ اُپنشد

آدمی کیلئے راستے دو ہیں۔ نبرتی مارگ اور پربرتی مارگ نبرتی مارگ گیانیوں کا راستہ ہے۔ اسمیں پرم بیراگ سے ہر ایک چیز کا ترک کیا جاتا ہے اور ایک سچدانند برہم سے جو آدمی کا آتما یعنی ماہیت ذاتی ہے لو لگائی جاتی ہے۔ پربرتی مارگ ترک کا راستہ نہیں ہے بلکہ اس میں کرم۔ یوگ یا اُپاسنا کی جاتی ہے۔ اگر یہ نشکام ہیں تو قلب کو مصفا کرکے آدمی کو گیان کا ادھکاری بنا دیتے ہیں۔ اگر سکام ہیں تو اونچے لوکوں میں پہنچاتے ہیں جہاں وہ جی کھول کر بھوگ بھوگتا ہے مگر کرم پھل ختم ہونے پر پھر دنیا میں جنم لیتا ہے اور آواگون میں پھنسا رہتا ہے

(۱) ایشاواسیہ اُپنشد نبرتی یعنی مسئلہ ترک سے شروع ہوتا ہے۔ شرتی کہتی ہے کہ لالچ چھوڑ دو دنیا کی چیزوں کو چیزوں کی نگاہ سے نہ دیکھو بلکہ اس نگاہ سے دیکھو کہ سب میں ایشور ویاپک ہے۔ بعد میں جگت کا خیال ہی چھوڑ دو اور فقط ایشور یا سروشکتیمان آتما پر ہی نگاہ رکھو

(۲) اگر یہ نگاہ نہیں بہم پہنچا سکتے۔ تو جبتک جیو ویدک کرم کرتے رہو۔ مگر نشکام۔ ان سے تم کرم پھل سے لپایمان نہیں ہوگے بلکہ صفائے قلب بہم پہنچا کر گیان کے ادھکاری ہو جاؤگے ؏

(۳) خود غرض نفس پرست آدمی جو ان دونوں راستوں میں سے ایک پر بھی نہیں چلتے وہ ہمیشہ آواگون کے چکر میں رہتے ہیں ۔ اور آتم ہتیارے کہلاتے ہیں۔ یعنی آتما کو ہمیشہ اِبدیا سے ڈھکے رکھتے ہیں ؏

(۴) آتما شدھ سروپ سے بے حرکت ہے۔ مگر مایا کی اُپادھی سے ایسا تیز رفتار ہے کہ من اور اندریاں بھی اس کو نہیں پہنچ سکتیں۔ اور پران جو حرکت کے اعمال کرتا ہے وہ سب اسی کے ہوتے کرتا ہے۔ آتما سروویاپی ہے یعنی نام و صورت والی تمام اشیاء دنیا میں اندر باہر اسطرح ویاپک ہے جسطرح خواب میں نقشۂ خواب کی ہر ایک چیز میں ویاپک ہے ٭

(۵) یہ ویاپک آتما اے شخص تو ہی ہے۔ جب تجھے گیان ہو جائیگا تو سب کو اپنے آپ میں اور اپنے آپ کو سب میں دیکھیگا۔ نہ تجھے کسی سے نفرت رہیگی نہ کسی قسم کی جہالت یا رنج و غم۔ بلکہ یہ محسوس ہوگا کہ میں ستھول سوکشم اور کارن تینوں شریروں سے بے لوث ہوں۔ سروویاپی نورانی اور بے پاپ ہوں۔ سرودرشی سب سے افضل بے پیدائش ہوں اور تمام دنیا میرے ہی من کا کھیل ہے۔ یہ بھاو بہم پہنچانا موکش کی حالت ہے ٭

(۶) مگر بجائے اسکے کہ اپنا سروپ پہچان کر آدمی شانتی بہم پہنچائیں اگیان میں پھنسکر طرح طرح کی چاہناؤں سے طرح طرح کی اُپاسنائیں کرتے ہیں اور ان کے پھلوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ شرتی چار قسم کی اُپاسنائیں بتاتی ہیں جن پر لوگ مفتوں ہیں ٭

(۱) فقط کرم کرنا جسکا پھل پتری لوک ہے ٭

(۲) دیوتا ودیا کے ساتھ کرم کرنا جسکا پھل دیولوک کا ملنا ہے ٭

(۳) سمبھو کی اُپاسنا کرنا جسکا پھل ہرنیہ گربھ بننا ہے ٭

(۴) اسمبھو کی اُپاسنا کرنی جسکا پھل پرکرتی لے ہونا ہے ٭

یہ سب اُپاسنائیں چونکہ موکش پد پر پہنچانے والی نہیں ہیں بلکہ اگیان میں ہی پھنسانے والی ہیں اسواسطے اُپاسکوں کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ اندھیرے یا سخت تر اندھیرے ہی میں گرتے ہیں ٭

(۷)۔ اخیر کے چار منتروں میں اس بات کا ذکر ہے کہ اُپاسک جب حالت نزع میں ہوتا ہے تو اپنے اُپاسنیہ سے کس قسم کی دعائیں مانگا کرتا ہے اور کیا خیال اسکی طبیعت پر حاوی ہوتے ہیں

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی

کین اُپنشد

تمہیدی مضمون

جس طرح شروع کے دو الفاظ کی وجہ سے پہلے اپنشد کا نام ایشا واسیہ مشہور ہوگیا ہے۔ اسی طرح اس اُپنشد کا نام "کین" اس باعث سے مشہور ہے کہ اس کے پہلے منتر کا پہلا لفظ کین بھی کس سے ہے۔ یہ سام وید کی تلو کار شاکھا کے "تلوکار برہمن" گرنتھ کا نواں ادّھیائے ہے۔ آٹھویں ادھیائے تک کرم اور اپاسناؤں کا بیان ہے جن میں سے پران اُپاسنا گایتری اُپاسنا وغیرہ وغیرہ ہیں۔ سام یعنی سمتا یا یکسانیت کو اسی طرح دکھایا ہے۔ جس طرح چھاندوگیہ اُپنشد میں دکھایا گیا ہے۔ جو سام وید کا اُپنشد ہے اور آگے دیا جائیگا۔

اس نویں ادّھیائے سے پہلے کے ادھیاؤں میں کرم اور دیوتا گیان کا بیان ہے۔ جن کے پھل مختلف ہیں۔ ہم اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ ایشا واسیہ اُپنشد میں لکھ چکے ہیں اس واسطے یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کرم دیوتا گیان اور اُپاسنا بِن اگر نشکام یعنی پھل کی چاہنا چھوڑ کر کیجاتی ہیں تو اُن سے انسان کا من "شدّھ" یعنی قلب صافی ہو جاتا ہے اور وہ اس برہم گیان کے سمجھنے کا ادھکاری بن جاتا ہے جو اس

گیا ہے۔ اس کے برعکس اگر کرم اُپاسنا وغیرہ پھل کی چاہنا کے ساتھ ہیں۔ تو بیشک وہ اپنا پھل دینگی اور آدمی کو اونچے لوکوں میں پہنچا دینگی۔ جہاں وہ کچھ عرصے بھوگ بھوگیگا۔ اور بھوگ ختم ہونے پر اونچے لوکوں سے نکالا جاکر پھر اس دنیا میں جنم لیگا۔ اور آواگون کے رہٹ میں برابر چکر کھاتا رہے گا ۔

کرم اگر دیوتا گیان کے بغیر ہے تو اس سے پتری لوک ملتا ہے اور اگر دیوتا گیان کے ساتھ ہے تو دیو لوک ملتا ہے۔ مگر دونوں سے بازگشت ہے یعنی کرم بھوگ ختم ہونے پر آدمی کو پھر دنیا میں جنم لینا پڑتا ہے۔ اس بازگشتی رستے کو پتری یان کا نام دیا جاتا ہے۔ اُپاسناؤں کی انتہا یہ ہے کہ آدمی دیو یان پر چلکر اونچے لوکوں میں پہنچتا ہے۔ اور وہیں بتدریج روحانی ترقی کرتا رہتا ہے۔ اُسے زمین پر پھر جنم لینا نہیں پڑتا۔ لیکن کلپ بھر اونچے لوکوں میں رہکر کام کرنا پڑتا ہے۔ اور لاکھوں کیا کروڑوں برس تک موکش پد نصیب نہیں ہوتا۔ ان دونوں راستوں کے علاوہ شرتی اُن لوگوں کے واسطے تیسرا راستہ اور بتاتی ہے جو ویدک کرم وغیرہ کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ محض لذائذ نفسانی میں جانوروں کی طرح پھنسے رہتے ہیں۔ ان کا رستہ یہ ہے کہ "پیدا ہوا اور مرا۔ مرا اور پیدا ہوا"۔ غرض موکش تو دور رہی انہیں ادنے سے ادنے اونچا لوک بھی میسر نہیں ہوتا۔ اسی دنیا میں چکر کھایا کرتے ہیں ۔

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ کرم نہ کرنے یا کرم وغیرہ کرنے سے آدمی کو کس گتی کی توقع رکھنی چاہیے۔ دانا لوگ کولھو کے بیل کی طرح آواگون میں چکر کھانا پسند نہیں کرتے۔ نہ اتنا انتظار پسند کرتے ہیں کہ دیو یان میں لاکھوں کروڑوں برس گزار کر کرم موکش پائیں۔ انہیں دنیا میں دکھ نظر آتا ہے۔ مرنے میں دکھ محسوس ہوتا ہے اور مرنے کے بعد اونچے لوکوں میں دکھ ہی دکھ معلوم ہوتا ہے اس [illegible] پانے کی سبیل [illegible] کرم [illegible] ہوسکتا۔ کرم اور دیوتا [illegible] نہیں

ہو سکتے۔ کیونکہ ہر ہدار رینک کی شرتی ہے۔ کہ کرم سے پتری لوک اور دیوتا گیان سے دیولوک کا حصول ہوتا ہے۔ چونکہ دونوں لوکوں سے بازگشت ہے۔ اس واسطے یہ کرم اور دیوتا گیان دونوں ہی داناؤں کی چاہ کی چیزیں نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان میں موکش یعنی موکش کے طالب کے لیئے تسکین قلب کا سامان نہیں ہے ✣

اسی لیئے تلوکار براہمن کے پہلے آٹھ ادھیاؤں میں عوام النّاس کے واسطے کرم کا اور اونچے لوکوں کے خواہشمندوں کے لیئے دیوتا گیان اور اُپاسناؤں کا بیان کر کے موکش کے طالبوں کے واسطے یہ نواں ادّھیائے شروع کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ آتما کا سروپ کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اے شخص کائنات کی ہر چیز کا محرک شُدّھ گیان روپ آتما یا برہم تو ہی ہے۔ اپنے آپ کو پہچان اور ثواب مکت ہے یہ تعلیم سوال و جواب کے پیرائے میں دی گئی ہے جو نہایت سریع الفہم اور آسان ہے۔ برہم گیان سکھانے کا اس سے بہتر اور آسان طریقہ نہیں ہو سکتا۔ اس تمہید کے بعد ہم اپنشد کا ترجمہ اور اسکی شرح شروع کرتے ہیں ✣

پہلا حصّہ

۱- کس سے چاہا ہوا کس سے بھیجا ہوا من دوڑتا ہے کس کے زیرِ حکم پہلا پران حرکت کرتا ہے کس سے تحریک پا کر بانی بولتی ہے۔ اور آنکھ اور کان کو کون دیوتا تحریک دیتا ہے ✣

یہ منتر چیلے کے سوال میں ہے۔ چیلا اس بات کو سمجھتا ہے کہ من جڑ ہے یعنی مادّے کا بنا ہوا ہے۔ گو وہ مادّہ معمولی اشیائے کثیف کے مادّے کے مقابلے میں بہت لطیف ہے۔ یاد رکھو کہ مادّے یعنی مایا کا خاصّہ تبدیلی ہے۔ جہاں جہاں تبدیلی ہے وہیں وہیں مادّہ ہے۔ من کی پرتیاں [illegible]

من مادّہ ہی ہے۔ غیر مادّی چیز نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ من جڑ ہے تو جڑ میں خود بخود حرکت نہیں ہو سکتی۔ اس کے حرکت دینے کے واسطے چیتن کی ضرورت ہے۔ رہی یہ بات کہ من حرکت کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ من دوڑتا ہے۔ کیونکر جانا کہ من دوڑتا ہے۔ دیکھو من ابھی ایک بِشے کی طرف جاتا ہے ابھی دوسرے کی طرف۔ یہی اسکا دوڑنا ہے۔ چیلا پوچھتا ہے کہ من جڑ ہونے کی وجہ سے خود بخود بشیوں کی طرف نہیں جا سکتا۔ کون اپنی خواہش یا ارادے سے اسکو بشیوں کی طرف بھیجتا ہے +

پہلا سوال من کو تحریک دینے کے متعلق ہے۔ دوسرا پران کی تحریک کے متعلق ہے۔ چونکہ پران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اسواسطے یہ بھی جڑ ہے۔ لیکن حرکت کرتا ہے۔ اندریوں کے بشیوں کیطرف جانے میں پہلا عمل پران ہی کا ہوتا ہے۔ اسی واسطے حرکت کرنے کی نظر سے اسکو پہلا یعنی مکھیہ پران کہا۔ چیلا دوسرا سوال یہ کرتا ہے کہ جڑ پران کس حکم چلانے والے کے حکم سے حرکت کرتا ہے +

تیسرا سوال کرم اندریوں کی تحریک کے متعلق ہے۔ کہ جڑ بانی یعنی قوت گویائی کس سے تحریک پاکر بولتی ہے۔ قوت گویائی یعنی بانی نمونتاً لی گئی ہے۔ باقی چار کرم اندریاں یعنی پانی پد اُپستھ اور پایو کو بھی اسی میں شامل کرلو۔ چیلا پوچھتا ہے کہ یہ جڑ کرم اندریاں کس کے حرکت دینے سے حرکت میں آتی ہیں +

چوتھا سوال گیان اندریوں کی حرکت کے متعلق ہے۔ کہ آنکھ اور کان کو کون دیوتا یعنی نوری وجود تحریک دیتا ہے۔ چیلے کا روئے سخن اس طرف ہے کہ پانچوں گیان اندریاں یعنی کان۔ جلد۔ آنکھ۔ زبان اور ناک یعنی قوائے سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ وشامّہ جڑ ہیں۔ انہیں کون گیان دان یعنی کاشس دیوتا تحریک کرتا ہے +

پانچوں سوالوں کا مطلب یہ [illegible] اندریاں [illegible] مادّی

ہونے کے باعث سے خود بخود ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل نہیں ہو سکتے
انکی تحریک تبدیلی کسی اور کی طرف سے ہونی چاہیئے جسے نوری کہا گیا ہے۔ چیلا معمولی علت
و معلول کے متعلق سوال نہیں اُٹھا رہا ہے۔ بلکہ حقیقت دریافت کیا چاہتا ہے۔ یہ اسکے
ان الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ کس سے چاہا ہوا کس سے بھیجا ہوا جڑ من بشئیوں
کی طرف دوڑتا ہے۔ اندریوں اور من کو گیان نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی حالتیں متبدّل
ہوتی رہتی ہیں اس واسطے یہ جڑ ہیں۔ اور جسم خاکی کی طرح انہیں فنا ہے۔ انکے
برعکس گیان سدا ایک رس اور غیر فانی ہونا چاہیئے۔ چونکہ خواہش و ارادہ گیان
میں ہی ہوتا ہے۔ جڑ چیز میں نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے ان کے پس پُشت
گیان کا ہونا لازمات میں سے ہے۔ اُسی گیان سروپ آتما کے متعلق چیلے کا
سوال ہے جسمیں تبدیل ہیئت کرنے والے من اور اندریوں کے نظّارے خواب
کے نقشے کیطرح اٹھ اُٹھ کر غائب ہوتے رہتے ہیں۔ گورو اس سوال کا جواب
عجب انداز سے دیتا ہے ÷

۲۔ وہ کان کا کان۔ من کا من۔ گویائی کی گویائی۔ پران کا پران اور آنکھ
کی آنکھ ہے۔ گیانی لوگ اگیان سے چھٹکر اور اس دنیا سے رخصت ہو کر لافانی بنجاتے ہیں ÷

گورو چیلے کا نفس مطلب سمجھتا ہے۔ اس واسطے جواب دیتا ہے کہ وہ یعنی
آتما من کا من ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں اعتراض اُٹھتا ہے کہ گورو کو جواب میں
یہ بتانا چاہیئے کہ آتما کا سروپ کیا ہے۔ اس کے برعکس کہنا یہ ہے کہ آتما من کا
من ہے۔ اس کے معنی کیا ہوئے۔ سنو۔ دنیا کے اکثر آدمیوں کو مغالطہ یہ ہو رہا ہے کہ
پران جس سے حرکت ظہور میں آرہی ہے اور اندریاں اور من جن سے گیان ہوتا
ہے یہی آتما ہیں۔ آتما ان سے جُدا اور کوئی چیز نہیں ہے ÷

آج کل کے [illegible]

پران - چونکہ پران حرکت دینے والی چیز ہے اس واسطے مادّے سے زیادہ لطیف اور اعلےٰ ہے - پس جیسے آدمی آتما سمجھتا ہے وہ ان طبیعی لوگوں کی نگاہ میں پران ہی کی ایک صورت ہے - ان کے برعکس حامیان علم النفس یا سائی کولوجسٹ اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ آتما من ہے اور اندریاں من ہی کی مختلف صورتیں ہیں - جیسا آجکل حال ہے - ایسا ہی قدیم زمانے سے ہوتا چلا آیا ہے - ہمارے یہاں کے چارواک اور بودھ ہی طبیعی اور علم النفس کے ماننے والے ہیں *

گورو کہتا ہے کہ پران اندریاں اور من آتما نہیں ہو سکتے - کیونکہ یہ جڑ ہیں اگرچہ اور جڑ چیزوں کے مقابلے میں انکا مادّہ زیادہ لطیف ہے - وجہ یہ ہے کہ پران حرکت کرتا معلوم ہوتا ہے اور اندریوں اور من کو گیان ہوتا معلوم ہوتا ہے - یہ حرکت اور گیان جڑ کے خواص نہیں ٹھیر سکتے - تم جس چیز کو پران کہتے ہو یا اندریہ اور من سمجھے ہوئے ہو وہ محض بیرونی آلات ہیں - اصلی پران یعنی حرکت دینے والی قوت اور اصلی اندریہ یا من جسے گیان ہوتا ہے وہ ان کے اندر اور ان کے پس پشت ہے - پس اسے پران کا پران - اندریہ کی اندریہ اور من کا من سمجھنا چاہیئے - گویا پران من وغیرہ اجسام ہیں اور ان کا آتما اصلی پران وغیرہ گیان سروپ آتما ہے جو اپنے ارادے سے انہیں حرکت دیتا ہے - تم جو بیرونی پران اندریہ اور من کو آتما سمجھ رہے ہو آتما یہ نہیں ہیں - بلکہ آتما ان کا متحرک ہے اور اسطرح ان کے اندر ہے - جسطرح تمہارا جسم خاکی ہے اور آتما اس کے اندر ہے - جسم خاکی کو آتما سے جدا سمجھنا آسان ہے کیونکہ یہ کثیف شے ہے - لیکن پران اندریاں اور من چونکہ لطیف ہیں - اس واسطے ان میں آتما کا دھوکا ہوتا ہے - اسی واسطے آتما کو کان کا کان وغیرہ کہا گیا *

اگر کوئی پوچھے کہ آتما کیا چیز ہے تو سنو - دنیا اور اسکے ... دنیا کا ہمیں گیان ہوتا ہے - گویا

نظارۂ دنیا ہمارے گیان میں ہے۔ ظاہر ہے کہ گیان میں جو صورت طلوع ہو گی وہ محض نقشۂ خواب کیطرح بود نمودی یعنی جھوٹی ہو گی۔ صورت دلیل یہ ہے کہ جگت جھوٹا ہے۔ اس وجہ سے کہ گیان میں نمودار ہے یعنی علم میں معلوم ہوتا ہے۔ جسطرح خواب کی صورتیں علم میں نمودار ہوا کرتی ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ معمولی اشیاے دنیا ہی جھوٹی نہیں ہیں بلکہ پران اندریہ اور من سب خواب کے نقشے ہیں۔ جو گیان میں نمودار ہیں۔ یہ گیان ان سب کے تماشے دیکھنے والا ساکشی ہے جو کٹھ پتلیوں کی طرح سب کے ناچ دیکھ رہا ہے۔ نہ پران خود بخود حرکت کرتا ہے۔ نہ من اور اندریاں گیان حاصل کرتی ہیں۔ سب کے پس پشت ایک بسیط و محیط گیان ہے۔ اسی کا نام آتما ہے ٭

اوپر کے بیان سے یہ بات آئینے کی طرح صاف ہے کہ پران اندریہ اور من کچھ چیز نہیں ہیں۔ کیونکہ محض خواب کے سے نقشے ہیں۔ جو واقعی ہست چیز ہے وہ ایک گیان سروپ آتما ہے۔ پس اس وہم باطل کو چھوڑو کہ پران اندریہ اور من واقعی چیزیں یعنی آتما ہیں۔ اس وہم کو چھوڑنیکا نتیجہ جو کچھ ہے۔ اسکو شرتی اگلے جملے میں بیان کرتی ہے ٭

"گیانی لوگ اگیان سے چھٹکر اور اس دنیا سے رخصت ہو کر لافانی بن جاتے ہیں۔" اگیانی من وغیرہ کو سچا سمجھتا ہے۔ اس وہم میں پھنسکر بندھن میں بندھا رہتا ہی اور آواگون سے چھوٹنے نہیں پاتا۔ اس کے برعکس آدمی یہ سمجھے کہ میں شدھ گیان سروپ آتما ہوں اور دنیا اور اشیاے دنیوی خواب کے نقشے ہیں جن سے مجھ کو ذرا بھی تعلق نہیں ہے تو وہ جیتے جی مکت ہے۔ اور اس دنیا سے رخصت ہو کر بدیہہ مکت ہے ٭

جیون موکش اور بدیہہ موکش میں آدمی کا قیام آتما یعنی اپنے شدھ سروپ میں

ہوتا ہے۔ اسی شُدّھ سروپ کی نسبت گورو کہتا ہے کہ یہ من اور بانی کا بشے نہیں ہے۔ تاکہ اس کی ماہیت چیلے کے ذہن میں بیٹھے ÷

۳۔ نہ وہاں آنکھ جاتی ہے۔ نہ گویائی۔ نہ من نہ ہم اسے جانتے ہیں نہ یہ جانتے ہیں کہ اُس کی تعلیم کسی کو کیونکر دیں۔ وہ معلوم سے علیحدہ چیز ہے اور غیر معلوم سے افضل و اعلیٰ ہے پُرانے آچاریوں سے ہم نے یہی سُنا ہے اور اُنہوں نے ہم سے یہی کہا ہے ÷

آنکھ گویائی اور من اپنے بشیوں پر جا سکتے ہیں۔ مثلاً آنکھ چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ زبان اس کو بیان کر سکتی ہے۔ من اس کا خیال کر سکتا ہے۔ آتما چونکہ گیان سروپ ہے اور ان کا محرّک ہے اس واسطے ان کا بشے نہیں بن سکتا اسی واسطے یہ کہا کہ آتما پر نہ آنکھ جاتی ہے نہ گویائی نہ من نہ ہم اس کو جان سکتے ہیں۔ اور بھی آسانی سے یوں سمجھ لو کہ آنکھ سب کو دیکھتی ہے مگر اپنے آپ کو نہیں دیکھتی وجہ یہ ہے کہ گیان جب بشے کریگا اپنے سے دوسری چیز کو بشے کریگا۔ اپنے آپکو نہیں کر سکتا۔ بس آنکھ آتما کو بشے کرے تو کیونکر کرے وہ تو آنکھ کی آنکھ ہے۔ جیسا دوسرے منتر میں بیان ہو چکا ہے۔ اسی پر گویائی اور من کو قیاس کر لو ÷

اب اس جملے کو لیجئے کہ "نہ ہم اسے جانتے ہیں نہ یہ جانتے ہیں کہ اس کی تعلیم کسی کو کیونکر دیں"۔ ہم آتما کو اس وجہ سے نہیں جانتے کہ آتما کوئی جڑ چیز تو ہے نہیں جیسے میز یا کرسی کی طرح ہم گیان کا بشے کر سکیں کہ یہ تو ہم ہیں اور سامنے یہ آتما ہے جسے ہم جان رہے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو آتما میز و کرسی کیطرح مادّی شے ہو جائے گا اور اُسے آتما کا نام ہی نہیں دیا جا سکیگا۔ آتما شُدھ گیان سروپ انوبھو روپ ہے۔ اسے غیر کیطرح کون جان سکتا ہے۔ گیانی آتما کو بشے کی طرح نہیں جانتا بلکہ یہ انوبھو کرتا ہے کہ میں ہی آتما ہوں۔ اس انوبھو کا زبان سے بیان کرنا

ناممکن محض ہے۔ دیکھو گڑ میٹھا ہے۔ شکر میٹھی ہے۔ مصری میٹھی ہے۔ شہد میٹھا ہے۔ مگر ان کے ذایقے آدمی انوبھو ہی کر سکتا ہے۔ جس شخص نے انکا انوبھو نہیں کیا۔ اسکو الفاظ کی مدد سے کون بتا سکتا ہے۔ اسی واسطے گورو کہتا ہے کہ ہم نہیں جانتے انوبھو روپ آتما کی تعلیم کسی کو کیونکر دیں ❖

اسی بات کو دوسری طرح گورو یوں سمجھاتا ہے کہ آتما معلوم سے علیحدہ چیز ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ستھول چیزوں یعنی پانچ بھوتوں کے مجموعوں سے لگاکر سوکشم چیزوں یعنی من اور بدھی تک سب زمرۂ معلوم میں داخل ہیں یعنی جڑ ہیں اور گیان کا بشے ہیں۔ اور آتما ان کا عالم ہے۔ اس واسطے گیان یعنی آتما اور چیز ہے اور یہ اور چیزیں اس بات کو آسانی سے ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ اب غیر معلوم یعنی غیر مشہود پر کرتی یا مایا کو لو۔ یہ آسانی سے ہر ایک کے گیان کا بشے نہیں ہو سکتی۔ اسو اسطے اسے غیر معلوم کہا۔ یعنی اہنکار یا سلف کانشس نس سے اوپر ہے۔ مگر آتما اس سے بھی افضل و اعلے ہے۔ کیونکہ سمادھی یا موکش کی حالت میں یہ مایا پرکرتی نہیں رہتی اور آتما ثابت و قائم رہتا ہے ❖

آتما کی نسبت گورو چیلے کو سمجھا کر یہ کہتا ہے۔ یہ باتیں میری من گھڑت نہیں ہیں۔ بلکہ پرانے آچاریوں کی یہی تعلیم ہے۔ انہوں نے اسی طرح بتائی ہیں اور میں نے بھی گیانیوں سے اسی طرح سُنی ہیں ❖

گورو اب آتما کا گیان سروپ ہونا اور طریق سے بیان کرتا ہے۔ منتر ۴ سے لگاکر ۸ تک اسی ایک طریق کی توضیح ہے ❖

۴۔ جس کو بانی پرکاش نہیں کرتی بلکہ جو خود بانی کو پرکاش کرتا ہے اُسی کو تو برہم جان نہ کہ اُسے جس کی اُپاسنا کی جاتی ہے ❖

تیسرے منتر میں آتما کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ من اور بانی کا بشے نہیں ہے

اور سب سے افضل ہے۔ یہ سنکر چیلے کے دل میں یہ خدشہ ضرور پیدا ہوگا کہ منذرجہ بالا صفات برہم یا ایشور ہی کی ہو سکتی ہیں۔ جو سروگیہ اور سروشکیتمان ہے۔ نہ کہ مجھ الپگیہ الپ شکتی جیو کی گورو اس شک کو بھانپ جاتا ہے اور کہتا ہے ؂

جس گیان سروپ آتما کا پرکاش بانی سے نہیں ہو سکتا یعنی جسکا بیان الفاظ کے ذریعے سے نہیں ہو سکتا بلکہ جو خود بانی کو پرکاش کرتا ہے۔ یعنی جس کے سہارے یعنی پس پشت ہونے کی وجہ سے ہی بانی میں اظہار مطالب کی طاقت ہے۔ اسی کو تو برہم جان نہ کہ اوصاف والے کسی دیوتا یا ایشور کو جسکی اُپاسنا لوگ کیا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اُپسنا جہاں کیجاتی ہے وہاں تین چیزیں ہمیشہ ہوتی ہیں۔ اُپاسیہ اُپاسک اور اُپاسنا۔ اُپاسیہ وہ طاقتور وجود ہے جسکا دھیان کیا جاتا ہے۔ اُپاسک وہ شخص ہے جو اپنے کو بے طاقت سمجھکر اُس طاقتور وجود کا دھیان خاص غرض سے کرتا ہے۔ اور اُپاسنا دھیان کا نام ہے جہاں ترپٹی ہے وہاں اگیان یا مایا بھی لازماً موجود ہے پس جسکی اُپاسنا کی جا رہی ہے اسپر برہم یعنی ذات غیر محدود کا اطلاق نہیں ہو سکتا ؂

اس پر سوال اُٹھتا ہے کہ تو پھر برہم کیا ہے۔ شرتی جواب دیتی ہے کہ محض شدھ گیان کا نام برہم ہے جو بانی کا پرکاش کرتا ہے اور گو بانی کی رسائی سے باہر ہے۔ چونکہ تجھے گیان ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ شدھ گیان تو ہی ہے سچدانند برہم تجھ سے جُدا نہیں ہے۔ تین اور مثالوں سے اسی کی توضیح گورو کرتا ہے ؂

۵۔ جو من سے نہیں سوچتا۔ بلکہ جس سے کہتے ہیں کہ خود من سوچا جاتا ہے۔ اسی کو تو برہم جان نہ کہ اسے جسکی اُپاسنا کیجاتی ہے ؂

۶۔ جو آنکھ سے نہیں دیکھتا بلکہ جس سے خود بصارت دیکھی جاتی ہے۔ اسی کو تو برہم جان نہ کہ اسے جس کی اُپاسنا کی جاتی ہے ؂

۷۔ جو کان سے نہیں سنتا بلکہ جس سے خود سماعت سُنی جاتی ہے۔ اسی کو

تو برہم جان نہ کہ اسے جس کی اُپاسنا کی جاتی ہے ٭

۸- جو پران سے سانس نہیں لیتا بلکہ جس سے خود پران سانس لئے جاتے ہیں۔ اسی کو تو برہم جان نہ کہ اسے جس کی اُپاسنا کی جاتی ہے ٭

ان چاروں منتروں کی تشریح بعینہٖ وہی ہے جو چوتھے منتر میں لکھی گئی ہے۔ باقی کی جگہ من آنکھ کان اور پران کو لے لیا ہے اور ان کے خاص اعمال بیان کر کے بتایا ہے کہ ان اعمال سے برہم نہیں جانا جاتا کیونکہ وہی ان اعمال کا محرک اور آتما ہے۔ پس جہاں جہاں اوصاف ہیں اُن اوصاف والی چیزوں کو برہم نہ جان جنکی اُپاسنا لوگ کرتے ہیں۔ بلکہ برہم کو شدھ گیان اور آتم روپ سے پہچان جسمیں مایا کی اُپادھی کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ ایک غیر محدود محیط و لبسیط سچدانند ذات بے صفات ہے اور وہ تو ہی ہے ٭

من سنکلپ بکلپ کا آلہ ہے۔ چونکہ یہ دنیاو نیاے خیالی ہے۔ اسواسطے ہر ایک چیز کا کارن یا سبب من ٹھیرتا ہے۔ لیکن من جڑ ہے اور برتی روپ ہے۔ یہ ہر ایک شئے کو پیش کرسکتا ہے۔ یعنی اسپرلیٹ کر اسکی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ بعینہٖ یہی حال آنکھ کان اور اور گیان اندریوں کا ہے جن نالیوں سے من باہر جاتا ہے اور چیزوں کو پیش کرتا ہے۔ ظاہر آثار یہ معلوم ہوتا ہے کہ گیان کے اسباب یہ اندریاں اور من ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ یہ سب مایا کے نقشے ہیں۔ خواب میں تم روز دیکھتے ہو کہ وہاں ایک تم ہی تم ہوتے ہو۔ تمہارے سوائے من اندریاں وغیرہ اور کچھ چیزیں نہیں ہیں۔ مگر کیا تماشے کی بات ہے کہ کان سے سنتے ہو۔ آنکھ سے دیکھتے ہو من سے سوچتے ہو۔ وجہ یہ ہے کہ تم نے مان اسی طرح رکھا ہے۔ حقیقت میں نہ آنکھ سے دیکھتے ہو نہ کان سے سنتے ہو اور نہ من سے سوچتے ہو۔ بلکہ بصارت سماعت اور غور و فکر سب کے پس پشت تم خود ہو۔ اسی واسطے شرتی کہتی ہے کہ جو آتما

من سے نہیں سوچتا بلکہ جس سے خود من سوچا جاتا ہے۔ جو آنکھ سے نہیں دیکھتا بلکہ جس سے خود بصارت دیکھی جاتی ہے۔ جو کان سے نہیں سنتا بلکہ جس سے خود سماعت سنی جاتی ہے۔ وہ برہم یعنی آتما یا تمہاری ماہیت ذاتی ہے۔ نہ کہ تم سے علیحدہ کوئی ذہنی سروشکتمان وجود جسکی عبادت تم کرتے ہو اور اپنے ذہن میں اُسے ایشور سمجھتے ہو ÷

یہی حال پران کا ہے۔ اگیان میں پھنسا ہؤا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ میں پرانوں کی مدد سے جیتا ہوں۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ پرانوں کا محرک وہ خود ہے۔ اسی نے اپنے وہم سے یہ مان رکھا ہے کہ سانس آتے جاتے ہیں اور میں اُن سے زندہ ہوں ÷

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پران کرم اندریاں گیان اندریاں اور من محض وہمی چیزیں ہیں۔ جو اگیان میں تم نے گھڑی ہیں اور اپنے کو ان کا محتاج مان رہے ہو۔ حالانکہ الٹے تم ہی اُن کے محرک یعنی پیدا کرنے والے ہو پس وہم باطل چھوڑو۔ اور یہ یقین واثق بہم پہنچاؤ کہ تم خود شُدّھ گیان سروپ ہو۔ تم میں ہر طرح کی طاقت ہے۔ تم سے علاوہ اور کوئی سروشکتمان وجود نہیں ہے جسکی اُپاسنا کر کے تم کسی شے کا حصول کرو۔ جب تک کسی کی اُپاسنا سے نہیں یہ خیال ہے کہ کچھ حصول ہوگا یا اُپاسنا سے تم کچھ اور بن جاؤ گے اس وقت تک اگیان میں ہی پھنسے ہوئے ہو ÷

دوسرا حصہ

پہلے حصے میں گورو نے چیلے کو یہ اُپدیش کیا ہے۔ کہ برہم تجھ سے علیحدہ چیز نہیں ہے۔ بلکہ گیان سروپ ہونے کی وجہ سے تو خود ہی برہم ہے۔ اور تجھ گیان کے سمندر میں

جگت کا نظارہ اٹھا ہے۔ قایم ہے۔ اور آخر کو لے ہو جائیگا۔ اس میں یہ مغالطہ ہو سکتا ہے کہ چیلا اپنے ذہن میں یہ سمجھ بیٹھے کہ میں ہی برہم ہوں تو اپنے آپ کو جاننا اور پہچاننا کون سی بڑی بات ہے۔ بھلا اس سے زیادہ آسان بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں اپنے آپ کو جان لوں۔ یہ تو مجھے معلوم ہی ہے کہ میں فلاں شخص ہوں۔ فلاں جگہ رہتا ہوں۔ فلاں فلاں سے میرا تعلق ہے اور میں ایسا ہوں اور ویسا ہوں۔ چنانچہ اسی مغالطے کو نظر میں رکھکر گورو چیلے کا امتحان لیتا ہے اور کہتا ہے:

۱- اگر تو یہ مانتا ہے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں تو تو برہم کا یہ روپ بھی تھوڑا ہی جانتا ہے اور دیوتاؤں میں بھی اسکا تھوڑا ہی روپ جانتا ہے۔ پس جسے تو معلوم شدہ مانتا ہے۔ ابھی تجھے اس میں بہت بچار کرنا ہے:

اے شخص اگر تو یہ مانتا ہے کہ چونکہ میں برہم ہوں اس واسطے برہم کو یعنی اپنے آپ کو بخوبی جانتا ہوں تو غلطی پر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو آدمی یا تو جسم خاکی سمجھتا ہے یا اندریاں اور من وغیرہ جنہیں دیوتا کا نام اس باعث سے دیا جاتا ہے۔ کہ ستوگن سے بنی ہیں اس واسطے رخشاں و درخشاں ہیں۔ جسم خاکی اور اندریاں من وغیرہ گو برہم روپ تو سب ہی ہیں۔ مگر برہم کا یہ روپ چھوٹا یعنی کم درجے کا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ گیان سروپ برہم ان کا انوبھو کرتا ہے مگر یہ انوبھو اگیان یا مایا کی اُپادھی سالتھ ہونے سے اُلٹا ہے۔ اسواسطے اسے چھوٹا یعنی نامکمل کہا گیا:

پس تو جو یہ مان بیٹھا ہے کہ چونکہ میں جسم اور اندریوں کو جانتا ہوں اور انہیں سے محدود ہوں۔ یہی برہم میں ہوں اس واسطے برہم مجھے معلوم ہو گیا یا میں نے برہم کو جان لیا۔ تو تیرا یہ وہم بالکل چھوٹا ہے۔ ابھی تجھے اس بارے میں

بہت بچار کرنا ہے۔ کہ برہم حقیقت میں کیا ہے اور تو برہم کیونکر ہے ÷
تیسرے منتر میں گورو بتا چکا ہے کہ ہم نہ برہم کو جانتے ہیں نہ یہ جانتے ہیں کہ کسی کو اسکی تعلیم کیونکر دیں۔ وجہ یہ ہے کہ برہم احاطۂ معلومات میں نہیں ہے نہ جڑ چیز کی طرح اسکو جان سکتے ہیں نہ الفاظ میں اسکا بیان ہوسکتا ہے۔ برہم کا جاننا صرف یہ انوبھو کرنا ہے کہ میں ہی محیط وبسیط گیان کا سمندر ہوں۔ نہ یہ کہ یہ تو میں ہوں اور یہ برہم جڑ چیز کی طرح میرے گیان کا بشے ہے۔ گورو کا یہ کہنا کہ جسے تو معلوم شدہ برہم مانتا ہے ابھی تجھے اس میں بہت کچھ بچار کرنا ہے۔ اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ چیلا سمجھدار آدمی ہے۔ اس واسطے گورو کو یہ جواب دیتا ہے ÷

۲۔ میں ایسا نہیں مانتا کہ آتما کو بخوبی جانتا ہوں۔ نہ یہ کہ نہیں جانتا۔ جانتا بھی ہوں۔ ہم میں سے جو اس آتما کو جانتا ہے وہی اس بات کو بھی جانتا ہے "نہ یہ کہ میں نہیں جانتا۔ جانتا بھی ہوں" ÷

چیلا کہتا ہے کہ میں اسطرح نہیں مانتا ہوں کہ آتما کو بخوبی جانتا ہوں یعنی اپنے سے علیحدہ کوئی چیز ہے اور وہ جڑ کی طرح میرے گیان کا بشے ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی نہیں ہے کہ میں اسے نہیں جانتا بلکہ جانتا بھی ہوں۔ بظاہر یہاں دو متضاد باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ کہ چیلا آتما کو جانتا بھی ہے اور نہیں بھی جانتا۔ مگر حقیقت میں یہ بات نہیں ہے۔ تیسرے منتر میں بتایا جا چکا ہے کہ آتما معلوم سے علیحدہ چیز ہے۔ اور غیر معلوم سے افضل و اعلےٰ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ معلوم و غیر معلوم دونوں سے آتما علیحدہ ہے۔ پس وہ علم و لاعلمی دونوں کا بشے نہیں ہے۔ اسی واسطے چیلا جب یہ کہتا ہے کہ میں ایسا نہیں مانتا کہ میں آتما کو بخوبی جانتا ہوں۔ تو اس کے کہنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ علیحدہ چیز کی طرح آتما میرے علم یا

لاعلمی کا بشئے نہیں ہے۔ ساتھ ہی چونکہ وہ میرا آتما ہے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ میں اسکو نہیں جانتا۔ آپ کے اپدیش سے جانتا ہوں اور ضرور جانتا ہوں کہ آتما مجھ سے علیحدہ چیز نہیں ہے بلکہ میری ذات خاص ہے۔ میں ہی وہ آتما ہوں۔ لیکن یہ رمز مخفی ہے۔ ہم میں سے یعنی آپ کے چیلوں میں سے جو آتم گیانی ہو گیا ہے وہی اس بات کے اصلی مطلب کو پہنچتا ہے۔ "نہ یہ کہ میں نہیں جانتا۔ جانتا بھی ہوں"۔ یعنی آتما کسی بیرونی چیز کیطرح گیان کا بشئے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اپنی ذات خاص ہو کر انوبھو ہوتا ہے ÷

گورو اور چیلے کے سوال و جواب سے دونوں کا متحد الرائے ہونا دکھا کر شرتی بھگوتی نیچے کے منتر اب خود دیتی ہے۔ جن میں اسی مضمون کو واضح کیا گیا ہے ÷

۳۔ آتما کو اُسی نے جانا ہے جسکے لئے آتما غیر معلوم ہے۔ جو اُسے معلوم مانتا ہے وہ نہیں جانتا۔ جاننے والوں نے آتما کو نہیں جانا۔ نہ جاننے والوں نے جان لیا ÷

وہی شخص آتما کو جانتا یا انوبھو کرتا ہے۔ جس کے دل میں یہ یقین واثق ہے کہ آتما یا سچدانند برہم بیرونی چیزوں کی طرح میرے گیان کا بشئے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسطرح تو ہمیشہ غیر معلوم ہی رہتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص یہ مان رہا ہے کہ میں نے برہم کو جان لیا ہے۔ اُسنے برہم کو ہرگز ہرگز نہیں جانا۔ بلکہ مایا کی کسی وہمی صورت یا حالت کو جانا ہے اور اپنی فہم ناقص میں اس کلپنا کو برہم سمجھ بیٹھا ہے وجہ ظاہر ہے کہ جہاں عالم و علم و معلوم تینوں چیزیں موجود ہیں یعنی میں نے اپنے علم سے برہم کو جان لیا۔ وہ اگیان ہی میں پھنسا ہوا ہے۔ برہم کا انوبھو آتما یعنی جاننے والے کی آتما یا ذات خاص ہو کر ہوا کرتا ہے۔ اس حالت میں تثلیث

اور دوئی کچھ نہیں رہتی ہے - ایک یکتائی ہے یکتائی رہجاتی ہے ٭

اسی بات کو شرتی بھگوتی زوردار الفاظ میں دوسری طرح یوں بیان کرتی ہے کہ جنہیں برہم کے جاننے کا دعوے ہے اُنہوں نے برہم کو نہیں جانا - وہ اگیانی ہیں - جانا صرف اُنہوں نے ہی ہے جو اگیانیوں کی طرح برہم کو کوئی علیحدہ چیز سمجھکر اپنے گیان کا بشئے نہیں مانتے - بلکہ اپنا آتما یعنی اپنی ذات اصلی سمجھ کر انوبھو کر رہے ہیں ٭

اب شرتی اس بات کی توضیح کرتی ہے کہ اس انوبھو بہم پہنچانے کا طریق کیا ہے اور اس سے فائدہ کیا ہے ٭

۴ - برہم اچھی طرح اسی وقت جانا جاتا ہے جب آدمی اسے علم کے ہر عمل کا ساکشی جانے - ایسا جاننے والا لافانیت کو پہنچتا ہے - آتما سے طاقت پاتا ہے اور گیان سے لافانیت ٭

گیارھویں منتر میں اس بات کی توضیح ہوچکی ہے کہ جس شخص کو برہم کے جاننے کا دعوے ہے - وہ برہم کو نہیں جانتا - اور جو برہم کو اپنے سے علیحدہ چیز جانکر یہ دعوے نہیں کرتا کہ میں برہم کو جانتا ہوں بلکہ اس کو اپنا آتما مان کر انوبھو کرتا ہے وہی برہم گیانی ہے - اس منتر میں شرتی اس انوبھو کا طریق اور پھل بتاتی ہے ٭

نگاہ غور سے دیکھو کہ تمہیں میز کرسی اور آدمی و جانور وغیرہ وغیرہ کا گیان کیونکر ہوتا ہے - تمہارا انتہ کرن اندریوں کی نالیوں کے رستے باہر جاکر اس چیز کو لپٹتا ہے اور اس کی صورت اختیار کرتا ہے - یہاں تک صرف دو جڑ چیزوں یعنی کرسی اور انتہ کرن کا میل ہے - مگر انتہ کرن کے لپٹنے سے مادّی کرسی کثیف کرسی نہیں رہی - بلکہ اب لطیف انتہ کرن روپ ہوگئی - انتہ کرن چونکہ مایا کے ستوگن کا بنا ہوا ہے - اسواسطے اس میں صفا کے باعث یہ قابلیت ہے کہ چیتن کا عکس قبول

کرسکے۔ مطلب یہ ہے کہ انتہ کرن چونکہ نہایت مصفّا اور لطیف مادّہ ہے وہ آئینے کیطرح آتما کے عکس کو منعکس کرسکتا ہے اور کثیف مادّی کرسی نہیں کرسکتی۔ گیان سروپ آتما کے اسی عکس کے منعکس ہونے کا نام گیان ہے ؞

اسی بات کو اور بھی آسانی کے ساتھ اسطرح سمجھ لو۔ کہ چیز نام و صورت کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ اور تمام چیزیں یعنی نام و صورت کے مجموعے خواب کے نقشوں کی طرح جھوٹے ہیں۔ ان کا انوبھو جب ہوگا گیان میں ہوگا۔ گیان برہم کا سروپ ہے پس جس جس شے کا ہمیں گیان ہوتا ہے۔ اس ایک ایک گیان کے پس پشت چیتن یعنی شُدّھ ساکشی کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ گیان کا امکان ہی نہیں ہے۔ اس واسطے برہم گیانی ایک ایک گیان کے ساتھ دھیارم برہم ساکشی کو جانتا ہے یعنی یہ انوبھو کرتا ہے کہ میں شُدّھ گیان سروپ آتما گیان کے ایک ایک عمل میں ہے۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جسمیں وہ نہ ہو ؞

اس سے یہ نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ جیسے موجودہ گیان کے عمل میں ساکشی آتما موجود ہے۔ ویسا ہی پہلے گیانوں کے عمل میں تھا اور آیندہ بھی ہوگا یعنی میں شُدّھ گیان سروپ آتما ازل سے ہوں اور ابد تک رہونگا۔ مجھ شُدّھ گیان میں جگت کے نظارے خواب کی صورتوں کی طرح اُٹھتے ہیں۔ قائم رہتے ہیں اور فنا ہوجاتے ہیں۔ مگر میں ہوں کہ سدا ہوں اور سدا ایک رس گیان سروپ ہوں۔ جو برہم گیانی ایسا جانتا ہے۔ اُس کے لئے فنا یعنی مرنا اور پیدا ہونا کچھ نہیں ہے اور وہ اپنے کو گیان سروپ انوبھو کرنے سے سدا رہنے والا انوبھو کرتا ہے۔ اور لافانیت کے درجے کو پہنچ جاتا ہے ؞

لافانیت کے علاوہ اسے یہ انوبھو بھی ہوتا ہے کہ مجھ میں طاقت ہے۔ وہ طاقت نہیں جو جسمانی زور یا دولت و حشمت وغیرہ کا نتیجہ ہے بلکہ یہ طاقت کہ میں برہم روپ

ہوں۔ نہ مجھے زوال ہے نہ فنا۔ نہ میں بدّھ ہوں نہ محدود۔ بلکہ ذات غیر محدود ولا فانی ہوں۔ یہ آتمک طاقت صرف گیانی کا ہی حصّہ ہے اور کسی کا نہیں ہو سکتی کیونکہ جسمانی زور اور دولت و ثروت وغیرہ سب فانی چیزیں ہیں۔ اسواسطے ابھی ہیں ابھی نہیں۔ انیں طاقت کیا خاک ہو سکتی ہے۔ آتمک طاقت لازوال ہے۔ اور چونکہ یہ لازوال طاقت کا انوبھو محض آتم گیان کا نتیجہ ہے اس واسطے کسی اور چیز کی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ آتما جب اپنا سروپ پہچانتا ہے تو یہ انوبھو کرتا ہے کہ میں ہی غیر محدود طاقت کا سرچشمہ ہوں۔ موت کی کیا مجال ہے جو مجھے اپنا شکار بنا سکے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں لافانیت کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ لافانیت کا انوبھو آتم گیان سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور کسی طرح پیدا نہیں ہو سکتا۔

آتم گیان کا طریق اور اس کا فائدہ بتا کر شرتی اب یہ ہدایت کرتی ہے کہ جیتے جی ہے یہ گیان کی حالت بہم پہنچانی چاہیئے۔

۵ - یہیں اگر جان لیا تو ستیہ ہے۔ اگر نہیں جانا تو سخت مصیبت ہے گیانی لوگ ہر چیز میں آتما کو جان کر اور دنیا سے منہ موڑ کر لافانی ہو جاتے ہیں۔

جس غیر محدود لافانی سچّدانند برہم کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اسکو یہیں اسی دنیا میں جیتے جی جان لیا یعنی یہ انوبھو بہم پہنچا لیا کہ میں ہی وہ برہم ہوں تو آدمی ستیہ پد کو پہنچ گیا۔ اگر نہیں جانا تو آواگون راگ دویش۔ سکھ دکھ وغیرہ کی سخت مصیبت سے رہائی نہیں ہوگی۔ یعنی جیو مایا کے جھوٹے طلسموں میں پھنسا رہیگا۔ اور اسے جینا مرنا برابر ہوتا رہیگا۔ یاد رکھو کہ ستیہ وستو یعنی حق چیز صرف ایک آتما ہے باقی جو کچھ ہے وہ مایا کا جھوٹا کارخانہ ہے۔ آدمی کو جیتے جی یہ بوبھ بہم

پہنچالیا کہ میں برہم ہوں تو وہ ذات حق ہے۔ نہیں پہنچایا تو اس کی جان کے ساتھ مایا کی مصیبت سخت لگی رہیگی ÷

یہ انوبھو کہ میں برہم ہوں کسطرح بہم پہنچایا جائے۔ اسکا جواب شرتی یہ دیتی ہے کہ لذائذ دنیوی اور ہوا و ہوس سے منہ موڑو اور ہر چیز کو اس نظر سے دیکھو کہ آتما کا یعنی میرا اسیطرح سروپ ہے جسطرح خواب کی ہر ایک صورت خواب بین کی ذات محض ہے۔ جب تم سب میں آپ کو دیکھو گے اور اپنے آپے میں تمہیں ہر چیز نظر آنے لگیگی۔ اسوقت تم اپنے آپ کو لا فانی انوبھو کرو گے۔ یہ حالت جیتے جی بہم پہنچانی چاہیئے اور جیون مکتوں کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ مر گئے تو پھر کیا ہونا ہے۔ اسی مضمون کو کبیر جی نے ایک بھجن میں نہایت خوبصورتی سے باندھا ہے ÷

۱۔ سادھو جیوت ہی کرو آسا

۲۔ جیوت سمجھے جیوت بوجھے۔ جیوت مکتی نو اسا
جیوت کرم کی پھانس نہ کاٹی۔ موئے موکش کی آسا

۳ تن چھوٹت جیو ملن کہت ہے۔ سو سب جھوٹی آسا
ابہوں ملا سو ہی جبہوں ملیگا۔ نہیں تو جم پور باسا

۴ دور دور ڈھونڈھے من لوبھی۔ مٹے نہ گربھ ترا سا
کہیں کبیر سنو بھائی سادھو۔ پربھو سب کے پاسا

تیسرا حصہ

۱۔ برہم نے دیوتاؤں کو لڑائی جیت دی۔ اُس کی اس فتح پر دیوتا
اپنی بڑائی پر مانے لگے۔ انہیں یہ خیال ہوا کہ فتح ہم نے پائی ہے اور

اس میں ہماری ہی عظمت ہے +

۲ - برہم نے انکے ابھمان کو جان لیا۔ اور اُن پر ظاہر ہوا۔ لیکن دیوتا نہیں پہچانے کہ یہ یکش یعنی بھوت کون ہے +

اس اُپنشد میں شروع سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ برہم گیان سروپ ہے۔ پران اندریاں اور من محض خواب کی صورتیں ہیں جو اس شُدھ گیان میں نمودار ہوتی ہیں اور اسواسطے بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں۔ انکی ہستی اور کام وغیرہ برہم کی ہستی کی اسی طرح تابع ہیں جس طرح خواب کے جیو اور جگت وغیرہ خواب دیکھنے والے کی ہستی کے تابع ہوتے ہیں۔ چنانچہ برہم کو من کا من۔ کان کا کان وغیرہ کہا گیا ہے۔ پران نہیں حرکت کرتا ہے۔ کان نہیں سُنتا ہے۔ آنکھ نہیں دیکھتی ہے۔ من نہیں سوچتا ہے۔ بلکہ جو چیتن شکتی یعنی سچدانند برہم انکے پس پشت ہے وہی ان کے تمام کاموں کا محرک بھی ہے اور ساکشی بھی۔ کام کراتا بھی ہے اور آپ ملوث بھی نہیں ہوتا۔ وجہ یہ ہے کہ برہم ست وستو یعنی ذات حق ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ محض بود نمودی یعنی خواب کا سا جھوٹا نقشہ ہے۔ یہی سچدانند برہم ہر چیز کی آتما یعنی ذات خاص ہے۔ غرض جو کچھ ہے ایک ذات پاک برہم ہے۔ وہی سب کو اس طرح نچا رہا ہے جسطرح بازیگر کٹ پتلی کو نچاتا ہے۔ اسی مضمون کو شرتی بھگوتی اب ایک نہایت لطیف شاعرانہ پیرایے میں دکھاتی ہے۔ دیواسُر سنگرام یعنی دیوتاؤں اور دیتوں کی لڑائی ازل سے ہوتی آئی ہے اور ابد تک ہوتی رہیگی۔ دیوتا پرانوں اندریوں اور من کی ان نیک برتیوں کو کہتے ہیں جو آدمی کو دنیا سے ہٹا کر آتم گیان کی طرف لگاتی ہیں اور اسر وہ برتیاں ہیں جو اُسے دنیوی ہوا و ہوس اور اگیان میں پھنساتی ہیں۔ ہر شخص کا قلب مہابھارت کا میدان جنگ ہے اور اس میں یہ لڑائی ہوتی رہتی ہے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لڑائی میں دیوتا جیتے اور اسُروں کو شکست ہوئی۔ چونکہ پران اندریاں اور من بذات خود جڑ ہونے کے باعث کچھ نہیں کر سکتے۔ برہم کے پس پشت ہوتے ہوئے ہی اپنے کام کرتے ہیں۔ پس سمجھنا یہ چاہیئے کہ لڑائی برہم نے دیوتاؤں کو جیت دی مگر دیوتاؤں کو یہ زعم باطل ہوا کہ جیتے ہم ہیں اور ہماری عظمت ہے۔ اسواسطے اپنی بڑائی ماننے لگے۔ یہ حالت نفس مانع ترقی ہے۔ چنانچہ گیان سروپ برہم اپنے گیان سے جان گیا اور اُن پر ظاہر ہوا۔ چونکہ ان میں ابھمان بھرا ہوا تھا وہ اُسے پہچان نہ سکے کہ برہم ہے بلکہ یہ سمجھے کہ کوئی یکش یعنی جن یا بھوت ہے ۔

۳۔ وہ دیوتا اگنی سے بولے کہ اے جات وید ہتا تو لگا کہ یہ یکش کون ہے۔ اگنی نے کہا بہت اچھا ۔

۴۔ اگنی دوڑ کر اس کے پاس گیا۔ اسنے پوچھا تو کون ہے۔ اگنی نے کہا میں اگنی ہوں۔ میرا نام جات وید ہے ۔

۵ اسنے پوچھا تجھ میں کیا طاقت ہے۔ اگنی نے جواب دیا کہ روے زمین پر جو کچھ ہے سب کو پھونک سکتا ہوں ۔

۶ اسنے اگنی کے سامنے ایک تنکا رکھا اور کہا اسے جلا۔ اگنی خوب زور سے اس کے پاس دوڑ کر گیا مگر تنکے کو جلا نہ سکا۔ ناچار دیوتاؤں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ میں نہیں جان سکا یہ یکش کون ہے ۔

ان منتروں کا مطلب صاف ہے تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ جات وید اگنی کا ویدک نام ہے اور اس کے معنی ہیں "وید جس سے پیدا ہوئے"۔ چونکہ وید کلام کا مجموعہ ہے اور بانی کا دیوتا اگنی ہے اس واسطے اگنی کو وہ دیوتا سمجھنا چاہیئے

جس سے وید پیدا ہوئے ہیں۔ اگنی دیوتاؤں کا مُکھ بھی ہے۔ اسیواسطے اول یکش سے باتیں کرنے کے واسطے اسی کو بھیجا گیا۔ دوڑ کر جانے اور اپنا نام جات وید بتانے میں ابھمان یعنی غرور پایا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ غرور اس بات سے پایا جاتا ہے کہ روے زمین پر جو کچھ ہے سب کو پھونک سکتا ہوں ✣

ابھمان کے باعث اگنی کا دعوے تو یہ تھا کہ میں تمام دنیا کو پھونک سکتا ہوں مگر ایک تنکے کو بھی جلا نہ سکا اور شرمندہ ہو کر واپس آنا پڑا۔ اس سے شرتی کا مطلب یہ ہے کہ اگنی محض ایک خواب کی سی صورت ہے۔ جس کی ہستی اور کام کا انحصار اس کی کلپنا کرنے والے برہم پر ہے۔ خود اگنی نہ کوئی چیز ہے نہ خود کچھ کام کر سکتا ہے۔ کٹ پُتلی کی طرح برہم اُسے نچاتا ہے تو ناچتا ہے یہی حال تمام قواے قدرت اور قواے انسانی کا ہے۔ جنہیں دیوتا کہتے ہیں۔ اگنی کی ناکامیابی پر دیوتا وایو یا ہوا کو بھیجتے ہیں ✣

۷ - اب دیوتا ہوا سے بولے کہ اے وایو۔ پتا تو لگا یہ یکش کون ہے۔ وایو نے کہا بہت اچھّا ✣

۸ - وایو اس کے پاس دوڑ کر گیا۔ اسنے پوچھا تو کون ہے۔ وایو بولا میں وایو ہوں۔ میرا ہی نام ماترِشوا ہے ✣

۹ - اسنے پوچھا تجھ میں کیا طاقت ہے۔ وایو نے کہا روے زمین پر جو کچھ ہے سب کو اُڑا سکتا ہوں ✣

۱۰ - اسنے وایو کے سامنے ایک تنکا رکھا اور کہا اسے اُڑا۔ وایو خوب زور سے اس کے پاس دوڑ کر گیا۔ مگر تنکے کو نہ اڑا سکا۔ ناچار دیوتاؤں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ میں نہیں جان سکا یہ یکش کون ہے ✣

ان چاروں منتروں کے معنی بعینہ ویسے ہی ہیں جیسے اوپر کے چار منتروں کے۔ اور توضیح بھی بعینہ اسی طرح کی ہے۔ ماترشوا کے معنی آکاش میں چلنے والے کے ہیں۔ وایو نے اپنا یہ نام بڑے ابھمان سے بنایا ہے اور اس سے یہ ظاہر کیا چاہتا ہے کہ میری رفتار کو کوئی نہیں روک سکتا۔ سمندر میں طوفان برپا کرتا ہوں۔ زمین پر آندھی ہو کر چلتا ہوں۔ اور آکاش میں جہاں چاہتا ہوں دوڑتا پھرتا ہوں۔ یہاں بھی دوڑ کر جانے اپنا نام ماترشوا بنانے اور یہ کہنے سے کہ میں دنیا میں ہر چیز کو اڑا سکتا ہوں سخت ابھمان پایا جاتا ہے۔ با ایں ہمہ وہ ایک تنکا تک اس وجہ سے نہیں اُڑا سکتا کہ اس میں اپنی طاقت کچھ بھی نہیں ہے محض گیان سروپ برہم کے سہارے کام کرتا ہے ÷

دیوتاؤں نے بانی کے دیوتا اگنی اور سب سے طاقتور شکتی یعنی پران کو جب اس طرح ناکام واپس پھرتے دیکھا تو اپنے راجہ یعنی اندر کو یکش کا حال معلوم کرنے بھیجا ÷

۱۱ - اب دیوتا اندر سے بولے کہ اے مگھون۔ تو پتا لگا کہ یہ یکش کون ہے۔ اندر نے کہا بہت اچھا۔ اور دوڑ کر اس کے پاس گیا۔ مگر وہ غائب ہو گیا۔

۱۲ - اسی جگہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت کھڑی ہے۔ نہایت حسین اور سونے کے سے رنگ والی اُما۔ اندر نے اُس سے پوچھا کہ یہ یکش کون ہے ÷

دیوتا جب اپنے دو ساتھیوں کو بھیجکر یکش کے حال دریافت کرنے میں ناکام رہے تو اپنے راجہ اندر کی طرف رجوع لائے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ مشکل میں آدمی بزرگ یا آقا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اُسے با قدرت سمجھ کر جانتا ہے کہ مشکل کو حل کر دیگا [illegible]

مگر جس کو دیوتا اپنا سردار یا راجہ سمجھتے تھے اسے اتنی بھی وقعت نہ دی کہ ظاہر ہو اور بات کرے۔ پہلے ہی نظر سے غائب ہو گیا ۔

ناظرین کو یاد رہے کہ دیوتا اندریاں ہیں اور اُن کا سردار من ہے۔ من کا دیوتا اندر کہلاتا ہے۔ اور یہ اسطرح من شکتی کا ادھشٹھاتا ہے۔ جسطرح سورج آنکھ کا دیوتا ہے۔ یعنی جسطرح سورج یا روشنی کے ہوتے آنکھ دیکھتی ہے اسی طرح اندر کے ہوتے من کام کرتا ہے۔ اس لحاظ سے من کا دیوتا اندر ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اندریاں دیوتا ہیں اور ان کا سردار من ہے۔ اندریاں نوکر ہیں اور من آقا ہے۔ اندریاں کام کرتی ہیں اور وہ کام من کے سامنے پیش ہوتا ہے ۔

من چونکہ بچار شیل ہے۔ اس واسطے یکش کو وہاں نہ دیکھ کر اسنے بچارنا شروع کیا اور ایک عورت کو دیکھا جو نہایت خوبصورت تھی۔ شرتی اُسے ہیم وتی اُما نام دیتی ہے۔ ہیم وتی کے معنی دو ہو سکتے ہیں۔ سونا جیسی یا ہمالیہ کی بیٹی۔ چونکہ آگے اُما کا لفظ دیا ہوا ہے۔ اس واسطے لفظی معنی ہمالیہ کی بیٹی پاربتی کے ہوتے ہیں۔ جو مہادیوجی سے بیاہی گئی تھی۔ اصلی معنی برہم بدیا کے ہیں۔ جس سے اندر یکش کا حال دریافت کرتا ہے۔ قاعدۂ کلیہ ہے کہ من بچار کرتا ہے تو گویا برہم بدیا حاصل کر رہا ہے۔ اور اس بدیا سے ہی اُسے پتا لگتا ہے کہ برہم کیا ہے۔ چنانچہ من نے اُما سے جو سوال کیا ہے اس کا جواب اگلے حصے میں ہے ۔

چوتھا حصہ

۱۔ وہ بولی کہ یہ یکش برہم ہے۔ برہم کی فتح میں تم بزرگی مانو۔ اس بات سے اندر نے برہم کو جان لیا ۔

اندر نے اُما سے جو یہ سوال کیا تھا کہ یہ یکش کون ہے۔ اسکا جواب اُما نے یہ دیا کہ یہ برہم ہے۔ تمہیں جو اسُروں پر فتح پانے میں یہ ابھمان ہوا تھا کہ جیتے ہم ہیں اور اس فتح میں عظمت ہماری ہے وہ خیال باطل تھا۔ فتح تم نے نہیں پائی ہے۔ کیونکہ تم خود کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ برہم نے تمہارے لئے لڑائی جیت دی ہے۔ پس برہم کی فتح میں تم اپنی بڑائی مانو کہ فتح حقیقت میں برہم کی ہے اور اس میں نام تمہارا ہے۔

یہ بات سنکر اندر نے برہم کو جان لیا۔ مطلب یہ ہے کہ من جب بچار سے برہم بدیا پڑھتا ہے تو اس پر کھلتا ہے کہ میں جڑ ہونے کی وجہ سے کچھ کر نہیں سکتا۔ گیان اور حرکت کی تحریک برہم سے ملتی ہے۔ اسی بات سے من کو برہم گیان ہوتا ہے ❊

اب شرتی اس مضمون کو اُٹھاتی ہے کہ چونکہ برہم سے اگنی پران اور اندر کی مُٹ بھیڑ سب سے پہلے ہوئی ہے۔ اس واسطے یہ اور دیوتاؤں سے اعلےٰ وافضل ہیں ❊

۲ - اس واسطے یہ دیوتا یعنی اگنی وایو اور اندر اور دیوتاؤں سے اعلےٰ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے برہم کو قریب سے چھؤا ہے۔ اور سب سے پہلے جانا ہے کہ یہ برہم ہے ❊

۳ - ان میں بھی اندر سب دیوتاؤں سے اعلےٰ ہے۔ کیونکہ اسنے برہم کو قریب سے چھؤا ہے اور سب سے پہلے جانا ہے کہ یہ برہم ہے ❊

اگنی وایو اور اندر چونکہ برہم سے اور دیوتاؤں کے مقابلے میں پہلے ملاقی ہوئے ہیں اور انہوں نے برہم کو جانا ہے اس واسطے یہ تینوں سب سے افضل ہیں۔ اور اندر ان تینوں میں سب سے افضل و اعلےٰ ہے۔ یہاں اعتراض اُٹھتا ہے کہ اگنی اور وایو کو برہم کے قریب سب سے پہلے پہنچے مگر انہوں نے برہم کو جانا نہیں اور اندر نے قریب پا کر برہم کو چھوا [illegible] شکتی کا

یہ کہنے سے کیا مطلب ہے کہ اگنی اور والیو نے برہم کو جانا اور اندر نے پاس سے چھُوا +

سنو۔ چھونے سے صرف یہ مطلب ہے۔ کہ والیو اگنی اور اندر یعنی پران اور گویائی برہم گیان کے اظہار کے باعث سے برہم کا مظہر ہے۔ من برہم بچار کی وجہ سے برہم کا مظہر ہے۔ یہ چھونے یعنی قریب تر ہونے کے معنی ہیں +

اب برہم کو جاننے کے معنی لیجیے۔ شرتی پہلے کہہ آئی ہے کہ اگنی اور والیو نے برہم کو نہیں جانا۔ وجہ یہ ہے کہ دونوں جڑ قوتیں ہیں۔ برہم کو کیونکر جان سکتی ہیں۔ مگر ۲۷ و ۲۸ منتروں میں کہا یہ گیا ہے کہ انہوں نے برہم کو جانا۔ یہ صرف استعارہ ہے۔ چونکہ یہ دونوں برہم سے قریب تر ہیں۔ اس واسطے کہا جا سکتا ہے کہ اس قربت کی وجہ سے یہ اپنی اور برہم کی ماہیت اور قوتوں کی نسبت زیادہ پہچان سکتی ہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتیں۔ برہم ہمارا محرک ہے +

من کا دھرم چونکہ بچارنا ہے۔ اس واسطے وہ برہم بدّھا کی مدد سے برہم کو پہنچ سکتا ہے۔ برہم بدّھا کے بچار سے من کا یہ عقدہ کھلتا ہے۔ کہ میرے سنکلپ بکلپ صرف جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔ گیان سروپ برہم یا آتما صرف حقیقی چیز ہے اور میں خود اور دنیا کی سب چیزیں برہم ہی کے آدھار پر قائم ہیں۔ یہی بچار ہونا من کا برہم کے قریب تر ہونا ہے۔ اور اہم برہم کی برتی برہم کو جاننا ہے۔ جس وقت یہ برتی بہم پہنچ جاتی ہے۔ من اور برتی بے تیل کے چراغ کی طرح شانت ہو جاتے ہیں اور صرف برہم بھاونا باقی رہ جاتی ہے +

کہانی کے ذریعے سے برہم کا سروپ سمجھا کر اب شرتی ادھی دیو اور ادھیاتم تمثیلوں کے ذریعے سے برہم کا سروپ سمجھاتی ہے۔ اس قسم کے تمثیل اور اپدیش کو آدیش کہتے ہیں +

۲۹ [illegible] برہم کا یہ آدیش ہے کہ بجلی کا [illegible] یا پلک کی طرح آیا گیا یہ

ادھی دیوک تمثیل ہے ÷

۵ - ادّھیاتم یہ ہے کہ من بشئے پر جاتا ہے۔ من سے آدمی کسی کو یاد کرتا ہے۔ یا کسی کا سنکلپ کرتا ہے ÷

اشیائے کائنات تین قسموں میں منقسم ہیں۔ ادّھی بھُوتک یعنی معمولی مادّی اشیا مثلاً مٹی پتھر درخت وغیرہ۔ ادّھیاتمک یعنی جسم انسانی کے متعلّق مثلاً اعضا اندریاں من وغیرہ۔ ادھی دیوک یعنی قوائے قدرت کے متعلّق جنہیں دیوتا کہتے ہیں مثلاً بجلی سورج وغیرہ۔ شرتی برہم کا سروپ سمجھانے کے واسطے دو تمثیلیں لیتی ہے کہ برہم کا جلوہ شروع شروع میں اسطرح ہوا کرتا ہے جسطرح نہایت سرعت کے ساتھ آنکھ کے سامنے بجلی کوند گئی۔ یا سورج کی طرف نگاہ کی تو فوراً ہی آنکھ جھپک گئی۔ یہ دونوں تمثیلیں ادھی دیوک یعنی دیوتا یا قوائے قدرت کے متعلّق ہیں جسم انسانی کے متعلّق یعنی ادّھیاتم تمثیلیں یوں دی گئی ہیں۔ اول جسطرح من نہایت تیزی کے ساتھ کسی چیز کی طرف دم کے دم کو جائے۔ یا کسی شے کو دم کے دم کے لئے یاد کرے۔ یا دم کے دم کے لئے کسی چیز کا تصور کرے۔ اسی سرعت کے ساتھ آدمی کو برہم کا جلوہ یا انوبھو ہوا کرتا ہے ÷

تمثیل دیگر شرتی برہم کا ایک خاص نام بتاتی ہے۔ اسکی اُپاسنا کی ہدایت کرتی ہے اور اس خاص اُپاسنا کا خاص پھل بیان کرتی ہے ÷

۶ - "برہم تدون" یعنی قابل پرستش ہے۔ "تدون" روپ سے ہی اسکی اُپاسنا کرنی چاہیئے۔ جو یہ بات جانتا ہے۔ تمام مخلوق اسکی چاہ کرتی ہے ÷

برہم کی خاص ناموں سے اور خاص اوصاف دل میں رکھکر اُپاسنا کرنے کے طریق اُپنشدوں میں بہت آتے ہیں اور چونکہ یہ خاص اُپاسنائیں ہیں جینتے جی یا مرکر ان کے خاص ہی پھل بھی آدمی کو ملتے ہیں۔ چونکہ یہ شُدّھ سروپ یا غیر محدود کی اُپاسنائیں نہیں ہیں اس واسطے انکا پھل بھی محدود ہی ہوتا ہے۔ اسی واسطے اس اُپنشد کے حصّہ اول میں

منتر ۵ سے لگا کر ۸ تک یہ کہا گیا ہے کہ شُدّھ گیان سروپ کو جو کان کا کان من کا من وغیرہ ہے تو برہم جان نہ کہ کسی خاص صفت سے متصف کو جسکی اُپاسنا کی جاتی ہے ۔

یہاں شرتی برہم کا خاص وصف یہ لیتی ہے کہ وہ پرستش یعنی اپاسنا یا دھیان کرنے کے لایق ہے۔ اس واسطے اسکا نام ہی "تدون" ہے یعنی اُپاسنا کے لایق۔ اسی نام اور وصف کو دھیان میں رکھکر آدمی کو اسطرح اُپاسنا کرنی چاہیئے کہ میں "تدون" ہوں یعنی سب میری اُپاسنا کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دنیا کی تمام ذیحیات اور غیر ذیحیات مخلوق اس کی طرف کھچیگی اور وہ سب کا پیارا یا اُپاسیہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ جسے ہم دنیا سمجھ رہے ہیں وہ عالم خیال ہے جس خیال کو لیکر صدق عقیدت سے آدمی کسی قسم کا دھیان کرتا ہے اُسی کے مطابق اس کو پھل بھی ملتا ہے۔ چونکہ یہاں دھیان یہ ہے کہ میں سب کا اُپاسیہ ہوں۔ اسواسطے آدمی سب کا اُپاسیہ ہو بھی جاتا ہے ۔

گیان کی یہ تعلیم پاکر اب چیلا گورو سے اخیر میں ایک اور سوال کرتا ہے اور گورو اس کا جواب دیتا ہے ۔

۷۔ (چیلا کہتا ہے) اے گورو مجھسے اُپنشد کہیئے۔ (گورو جواب دیتا ہے) میں تجھ سے اُپنشد کہہ چکا۔ تحقیقاً میں تجھ سے برہم گیان کا اُپنشد کہہ چکا۔

ناظرین حیران ہونگے کہ گورو جب تمام و کمال برہم گیان بتا چکا تو چیلے کے اس سوال کے کیا معنی ہیں کہ مجھ سے اُپنشد کہیئے۔ سنو چیلے نے جسطرح برہم گیان کے متعلق پہلا سوال انداز خاص سے کیا تھا کہ کس کی خواہش یا ارادے سے من دوڑتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اب آخری سوال انداز خاص سے اُٹھاتا ہے۔ کہ مجھ سے اُپنشد یعنی گیان کا راز کہیئے سوال کی تہ میں یہ بات پوشیدہ ہے کہ

جو اُپدیش یعنی برہم گیان آپ نے مجھ سے کہا بس اتنا ہی گیان ہے یا ابھی کوئی
اور سِرّ خفی ہے جس کا جاننا باقی ہے۔ آپ کے اُپدیش سے میں یہ سمجھا کہ برہم گیان
سروپ ہے۔ جگت کا نظارہ خواب کی طرح اسی میں اُٹھتا ہے۔ قائم رہتا ہے۔ غائب
ہو جاتا ہے۔ اور وہ برہم مجھ سے جدا کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ میں ہی ہوں۔
آیا گیان بس اتنا ہی ہے یا اس میں کرم۔ بھگتی۔ یوگ۔ ابھیاس وغیرہ وغیرہ
کی ضرورت ہے۔ فقط برہم کا یعنی اپنا سروپ کا سمجھ لینا کافی ہے۔ یا ساتھ ہی
ابھیاسوں وغیرہ کی بھی ضرورت ہے ÷

چیلے کے اس سوال کا جواب گورو صاف الفاظ میں یہ دیتا ہے کہ میں تجھے
تمام وکمال گیان بتا چکا۔ تاکید کے طور پر اپنے جواب کو دُہراتا بھی ہے کہ کسی قسم کا
شک وشبہ باقی نہ رہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی ابھیاس یا کرم وغیرہ کی ضرورت
نہیں ہے۔ برہم گیان اس بات کے ذہن نشین کر لینے کا نام ہے کہ میں گیان
سروپ آتما ہوں اور مجھ گیان کے سمندر میں جگت خواب کا نقش ہے جس سے
مجھے کچھ لوث نہیں ہے۔ اگیان کے دوش سے رسّی سانپ نظر آئے تو رسّی
کے گیان سے ہی سانپ کا واہمہ باطل دور ہوتا ہے نہ کہ کسی ریاضت یا ابھیاس
وغیرہ سے۔ اسواسطے برہم گیان میں کرم ابھیاس وغیرہ کی مطلق ضرورت
نہیں ہے۔ تو کیا اعمال اخلاق بے سود ہیں۔ نہیں انکی ضرورت شروع میں
من کے شُدھ کرنے کے واسطے پڑا کرتی ہے۔ تاکہ آدمی گیان کے لایق بنے۔
چنانچہ گورو کہتا ہے ÷

۸۔ اس کے پاؤں تپ دم اور کرم ہیں۔ وید اعضا ہیں۔ اور رہنے کا
مکان ستیہ یا صدق ہے ÷

برہم گیان سمجھنے کے لایق آدمی اس وقت ہوا کرتا ہے۔ جب اس کا من شُدھ

شاستر بچار کرے اور ستیہ گرہن کرنے کے واسطے من یا قلب تیار ہو۔ من کی شُدّھی نشکام کرم کرنے۔ اندریوں کو دمن کرنے اور جفاکشی کی عادت بہم پہنچانے سے ہوتی ہے۔ انہیں تینوں مرحلے کو شرتی کرم دم اور تپ کا نام دیتی ہے۔ پس یہ تین اوصاف وہ ہیں جنہیں اُپنشد یعنی برہم گیان کے قدم سمجھنا چاہیئے۔ گویا ان میں ٹھیراؤ نصیب ہو تو آدمی برہم گیان کا ادھکاری بنتا ہے ÷

وید کو اعضا یعنی برہم گیان یا اُپنشدوں کے رموز خفی کا جسم اس واسطے کہا گیا۔ کہ برہم گیان ویدوں ہی میں بھرا پڑا ہے۔ گویا وید مجسّم برہم گیان ہیں۔ انہیں کے بچار سے آدمی گیانی ہوتا ہے ÷

اخیر میں ستیہ یا صدق کو برہم گیان کا مکان کہا ہے۔ اگر پوچھو کہ یہ گیان کہاں رہتا ہے تو جواب ہے کہ ستیہ میں یعنی جس شخص کا قلب ایسا صاف ہو گیا ہے کہ وہ پکش پات کو چھوڑ کر ستیہ کو گرہن کر سکتا ہے۔ اسی کو برہم گیان نصیب ہوتا ہے اور کسی کو نہیں برہم گیان کے ادھکاری وہ شخص ہیں جو من کرم بچن سے ستیہ کا پالن کرتے ہیں نہ کہ پاکھنڈی ریاکار لوگ جو منہ سے کچھ کہتے ہیں اور من میں کچھ رکھتے ہیں ÷

شرتی نے ادھکاری بننے کے واسطے تین شرائط رکھی ہیں۔ من کی شُدّھی وید بچار اور پکش پات چھوڑ کر ستیہ کا گرہن کرنا۔ یہ شرائط وہ ہیں جو آدمی کو گیان سمجھنے کا ادھکاری بناتی ہیں۔ ان کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انہیں معراج سمجھ کر بس انہیں کے ہو رہو اور تمام عمر سادھنوں کے بند سے باہر نہ آؤ۔ بلکہ ان کے ذریعے سے ادھکاری بنکر برہم گیان سیکھو موکش خود تمہارا سروپ ہے۔ باہر سے ڈھونڈھ کر کوئی چیز نہیں لانی ہے نہ کسی خاص وجود کی کرپا دیا یا رحم و کرم سے ملتی ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ تم اپنے کو بھولے ہوئے ہو۔ اگیان کے

میل سے تمہارا آئینہ قلب میلا ہو رہا ہے۔ اس میل کے مصفّا کرنے کو سادھنوں کی شروع میں ضرورت ہوا کرتی ہے۔ جب یہ دور ہونے لگتا ہے تو آدمی پر خود روشن ہو جاتا ہے کہ میں گیان سروپ برہم ہوں اور مجھے کچھ کرنا کرانا نہیں ہے ٭

اخلاق محسنہ سے برہم گیان کی ابتدا بتا کر شرتی بھگوتی انتہا بیان کرتی ہے۔ جو موکش ہے اور جہاں سے بازگشت نہیں ہے ٭

۹- جو اس اُپنشد کو اس طرح جانتا ہے وہ پاپ کو پرے پھینک کے بے حد اور بڑے سے بڑے سورگ لوک میں قیام نصیب ہوتا ہے - قیام نصیب ہوتا ہے ٭

جو شخص برہم گیان کے سِرّ خفی کو اس طرح جانتا ہے جسطرح کین اُپنشد میں تعلیم دیگئی ہے وہ سورگ میں قیام نصیب ہوتا ہے۔ کین اُپنشد میں تعلیم یہ دیگئی ہے کہ برہم شُدّھ گیان سروپ ہی تو کان کا کان من کا من وغیرہ ہے اُس شُدّھ گیان میں متھیا جگت کا نظارہ اُٹھتا ہے۔ قائم رہتا ہے اور آخر شانت ہو جاتا ہے۔ چونکہ ہر شخص کی نظر میں یہ نظّارہ ہے اس واسطے ہر جیو برہم روپ ہے۔ سارا جگت برہم روپ ہے۔ ایک بسیط و محیط ذات نوری برہم ہے اور اس کے علاوہ اور چیز کوئی نہیں ہے جس شخص کی یہ نگاہ ہو گئی۔ وہ پاپ کو اپنے سے پرے پھینکد یتا ہے۔ پاپ آواگون کا بیج ہے جو اگیان کام اور کرم کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اسی کی وجہ سے جیو غیر محدود برہم ہو کر بھی اپنے کو محدود یعنی الپگیہ الپ شکتی مان رہا ہے۔ اور دنیا کے سکھ دکھ میں مبتلا ہو کر تکلیفیں اُٹھا رہا ہے۔ پاپ کے دور ہونے پر اسکا قیام سورگ لوک میں ہوتا ہے۔ یہ سورگ وہ سورگ نہیں ہے۔ جہاں سونے کے محل اور اندریوں کے بھوگ ہیں اور جہاں کچھ عرصے رہکر بعد میں آدمی کو دھکے دیکر نکال دیا جاتا ہے۔ بلکہ سورگ لوک سے مراد برہم لوک یا برہم بھاو ہے۔

جسمیں آدمی کو یہ محسوس و معلوم ہوتا ہے کہ میں ذاتِ غیر محدود ہوں۔ اسی واسطے
شرتی اسکو بے حد اور بڑے سے بھی بڑا بتاتی ہے۔ جہاں اپنے سے علاوہ
اور کسی کا بھان نہیں ہوتا۔ اسی حالت کا نام موکش ترپا پد یا سچدانند برہم بھاو
ہے۔ اخیر جملے کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُپنشد ختم ہو گیا +

کین اُپنشد کا خلاصہ

اور اُپنشدوں کی طرح کین اُپنشد میں کرم یا اُپاسناؤں وغیرہ کا زیادہ ذکر
نہیں ہے۔ بلکہ محض برہم گیان بتایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ برہم شُدّھ
گیان روپ ہے۔ اور دنیا محض نام و صورت یعنی خواب کا جھوٹا نقشہ ہے۔
جو اس میں رونما ہے۔ جیو کے گیان میں بھی چونکہ نظارۂ دنیا ہے۔ اس لئے
جیو بھی شُدّھ گیان روپ براہم ہے۔ یہ اُپنشد سوال و جواب کے طرز پر
لکھا گیا ہے اور اس کے چار حصے ہیں +

پہلا حصہ

۱۔ چیلا گورو سے پوچھتا ہے کہ من اندریوں اور پرانوں کو
اپنے خواہش اور ارادے سے کونسی چیتن شکتی حرکت دیتی ہے +

۲۔ گورو جواب دیتا ہے جو من کا من پران کا پران وغیرہ ہے۔
یعنی من اندریاں اور پران سب جڑ خواب کی سی صورتیں ہیں
اور خود بخود حرکت نہیں کر سکتے۔ ان کے پس پشت شُدّھ
گیان روپ برہم یا آتما ہے +

۳۔ یہ برہم چونکہ شُدّھ گیان روپ اور صفات سے مُعرّا ہے

اس واسطے من اور بانی کی اس تک رسائی نہیں ہے ✣

۳۔ تمہارا آتما ہی من اندریوں اور پرانوں وغیرہ کا پرکاشک ہے۔ اس واسطے اُسی کو برہم جانو نہ کہ کسی متصف وجود کو جسکی اُپاسنا کی جاتی ہے ✣

دوسرا حصہ

۱۔ اس خیال سے کہ برہم کو چونکہ چیلے کا آتما بتایا گیا ہے وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اپنے آپ کو تو میں بخوبی جانتا ہی ہوں کہ فلاں شخص ہوں گورو امتحاناً پوچھتا ہے کہ کیا تو برہم کو اسی طرح جانتا ہے۔ جسطرح میز کرسی کو جانتا ہے ✣

۲۔ چیلا جواب دیتا ہے کہ برہم چونکہ میرا سروپ ہے اسواسطے اپنا انوبھو کرسکتا ہوں مگر برہم کو جڑ کی طرح اپنے سے علیحدہ کون جان سکتا ہے ✣

۳۔ جو یہ دعوے کرتا ہے کہ میں برہم کو جانتا ہوں وہ حقیقت میں کسی وہمیہ چیز کو برہم سمجھ بیٹھا ہے اور اسے سروپ انوبھو نہیں ہوا ہے۔ برہم کو اس طرح پہچانو کہ وہ گیان کے ہر عمل کا ساکشی ہے۔ ایسا شخص برہم گیانی ہوتا ہے ✣

۴۔ یہ گیان جیتے جی ہم پہنچانا چاہیے۔ ورنہ آواگون نہیں چھوٹیگی گیانی لوگ دنیا سے بیراگ کرتے ہیں اور ہر شے کو برہم روپ سے دیکھتے ہیں ✣

تیسرا حصہ۔

۱۔ برہم کا سروپ کہانی کے پیرایے میں اس طرح بتایا گیا ہے کہ دیوتا یعنی پران اندریاں اور من چونکہ جڑ اور خواب کی صورتیں ہیں اسواسطے کچھ نہیں کرسکتیں۔ سب کا محرک بس پشت چیتن

یعنی برہم ہے +
۳۔ اگنی اور پران نے برہم کو نہیں جانا لیکن اندر یعنی من نے برہم بدیا کے ذریعے سے پہچانا کہ جو کچھ ہے ایک برہم ہے۔ باقی سب اسی کی نظر کا کھیل ہے۔ اس سے برہم بدّیا کی تحصیل کی ضرورت ثابت ہے +

چوتھا حصّہ

۱۔ چونکہ پران اگنی اور من میں برہم کا ظہور اور دیوتاؤں کی نسبت زیادہ ہے اس واسطے یہ برہم کے قریب ترہیں +
۲۔ تمثیل کے ذریعے سے برہم کا ادھی دیوک ادیش یہ ہے جیسے بجلی چمکے یا روشنی سے آنکھ جھپکے اور ادھیاتم یہ کہ جس طرح من دوڑتا ہے۔ یا یاد کرے یا تصور کرے +
۳۔ برہم کی "تددن" روپ اُپاسنا کرنے سے آدمی کی طرف سب کھنچتے ہیں +
۴۔ برہم گیان میں کرم یا ابھیاس کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف بچار چاہیئے۔ ہاں ادھکاری بننے کے واسطے نشکام کرم اندریہ دمن اور تپ کی حاجت ہے۔ شاستر بچار چاہیئے۔ اور ستیہ کے قبول کرنے کو من کھلا رکھنا چاہیئے +

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

اوم تت ست

کٹھ اُپنشد

تمہیدی مضمون

کٹھ کرشن یجر وید کا اُپنشد ہے۔ یجر وید کی دو بڑی بھاری شاخیں ہیں۔ ایک کرشن یعنی سیاہ اور دوسری شُکل یعنی سفید ان میں سے کرشن یجر وید زیادہ قدیم ہے۔ اس میں منتر بھاگ اور براہمن بھاگ دونوں خلط ملط ہیں اور اس کا رواج دکن میں اب تک برابر اُسی طرح چلا آتا ہے جیسا زمانۂ قدیم میں تھا۔ شمالی ہندوستان میں کرشن یجو مروج نہیں ہے۔ بلکہ شُکل یجو کی مختلف شاکھاؤں کا رواج ہے۔ یاگیہ ولکیہ رشی نے جنکا ذکر خیر برہدارنیک اُپنشد میں بار بار آتا ہے اور جنہوں نے راجہ جنک کو برہم گیان کا اُپدیش دیا ہے۔ یجر وید کو از سرِ نو ترتیب دیا ہے۔ منتر بھاگ علیحدہ کر دیا ہے جو چھوٹی سی مختصر کتاب ہے۔ اور براہمن بھاگ علیحدہ جو ستت پتھ کہلاتا ہے اور یگیوں کی بڑی ضخیم اور جامع کتاب ہے۔ لفظ کٹھ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ویشمپاین رشی کے شاگردوں میں ایک مہاتما کٹھ رشی تھے۔ انہیں کے نام سے کرشن یجر وید کی ایک شاخ کٹھ شاکھا کے نام سے مشہور ہے اسی شاکھا کا یہ اُپنشد ہے۔ اسے کٹھ بھی کہتے ہیں اور صفت نسبتی کے

لحاظ سے کاٹھک اُپنشد بھی نام دیتے ہیں - چونکہ تیتریہ اُپنشد کی طرح اسکی فصلونکو ولّی کا نام دیا گیا ہے اسواسطے کٹھ ولّی بھی اس کا نام ہے +

اس اُپنشد کی تعلیم نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے شاعرانہ پیرائے میں دیگئی ہے ۔مضمون دلچسپ بنانے کے واسطے کرم کانڈ کے متعلق ایک کہانی اُٹھائی ہے اور گیان یم راج کی زبانی بیان کیا گیا ہے جس سے بہتر زندگی وموت کے راز خفی کا جاننے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔اس کے دو ادّھیائے ہیں اور انمیں چھ فصلیں ہیں۔ جنہیں شاعرانہ خیال سے ہی ولی یعنی بیلوں کا نام دیا گیا ہے۔گو یا موہ اور اگیان سے ہارے تھکے آدمیوں کے واسطے اُپنشد ایک سایہ دار درخت ہے اور اسکی شاخوں پر چھ خوبصورت اور ٹھنڈک دینے والی بیلیں چڑھی ہوئی ہیں - جن کے سایہ میں تسکین و آرام ملتا ہے +

یم راج اور نچکیتا کی کہانی بہت پُرانی ہے۔اس کا بیج رگ وید کے دسویں منڈل کے ایکسو پینتیسویں سوکت میں ملتا ہے تیتریہ براہمن میں اسے کہانی کے طور پر بیان کیا ہے ۔ مگر اس کا تعلق محض کرم کانڈ سے ہے ۔ اس اُپنشد میں تھوڑا سا حصہ کرم کانڈ کو دیکر زیادہ تر حصے میں گیان بیان ہوا ہے ۔پرانوں میں آکر یہ کہانی ایک ضخیم کتاب بن گئی ہے جس میں سورگ اور نرک کے نظارے کھول کھول کر دکھائے ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ کہانی نہایت ہی قدیم زمانے سے مروّج ہے اور دلچسپی کے باعث مختلف ہاتھوں میں مختلف رنگ اختیار کرتی رہی ہے - تیتریہ براہمن میں جسطرح کہانی کی پرداز اُٹھائی گئی ہے۔اسکا ترجمہ اس اُپنشد سے مقابلے کے واسطے میں ذیل میں درج کرتا ہوں +

"پھل کی چاہنا یعنی سورگ کی خواہش سے ایک شخص باج شروس نامی نے اپنا سب کچھ ایک یگیہ میں بانٹ دیا۔ اسکا نچکیتا نامی بیٹا تھا- گو یہ بھی لڑکا ہی

تھا۔ مگر برہمنوں کو دکشنا لے جاتے دیکھکر اس کے دل میں حسن اعتقاد نے جوش مارا۔ اور اسنے باپ سے پوچھا کہ تو نے مجھے کس کو دیا۔ دو تین بار یہی سوال کیا تو باپ کو غصہ آگیا اور اسنے جواب دیا کہ میں نے تجھے موت کو دیا۔ لڑکے گوتم کو آواز غیبی آئی کہ تو موت کے گھر جا۔ باپ تجھے موت کو دیچکا ہے۔ مگر اسوقت موت کے دیوتا کے گھر پہنچ جب وہ باہر گیا ہوا ہو اور تین شب بغیر کھائے پیئے اسکے گھر پر ٹھیر۔ اگر وہ تجھ سے پوچھے کہ تو یہاں کتنی راتیں رہا ہے تو کہہ کہ تین راتیں اگر پوچھے کہ پہلی رات کو کیا کھایا تو کہہ کہ تیری اولاد کو۔ دوسری رات کو کیا کھایا تو کہہ کہ تیرے مویشیوں کو۔ تیسری رات کو کیا کھایا تو کہہ کہ تیرے اعمال نیک کو +

نچکیتا موت کے دیوتا کے مکان پر اسوقت پہنچا جب وہ باہر گیا ہوا تھا اور تین رات بغیر کچھ کھائے پڑا رہا۔ موت نے واپس آکر پوچھا۔ اے لڑکے تو یہاں کے راتیں رہا ہے۔ نچکیتا نے کہا تین راتیں۔ پوچھا پہلی رات کو کیا کھایا۔ کہا تیری اولاد کو دوسری رات کو کھایا۔ کہا تیرے مویشیوں کو۔ تیسری رات کو کیا کھایا۔ کہا تیرے اعمال نیک کو +

"یہ سُنکر موت نے کہا۔ مہاراج آپ کو نمسکار ہو۔ بر مانگو۔ نچکیتا نے کہا میں یہاں سے جیتا ہوا اپنے باپ کے پاس واپس جاؤں۔ موت نے کہا دوسرا بر مانگو۔ نچکیتا نے کہا کہ میرے یگیہ اور اعمال نیک بے زوال پھل کے دینے والے ہوں۔ یہ سنکر موت نے اُسے ناچکیتا یگیہ بتایا۔ اس سے اس کے یگیہ اور اعمال نیک زوال کو نہیں پہنچے۔ اسی طرح جو شخص ناچکیتا یگیہ کرتا ہے یا اس رمز کو جانتا ہے۔ اس کے بھی یگیہ اور اعمال نیک بے زوال پھل دیتے ہیں۔ اس کے بعد موت نے کہا کہ تیسرا بر مانگو۔ نچکیتا نے کہا کہ مجھے بار بار مرنے یعنی آواگون کا جیتنا سکھاؤ۔ موت نے وہی ناچکیتا یگیہ بتایا۔ اور اس کی برکت سے اسنے آواگون کو جیت لیا۔ اسی طرح جو

شخص ناچکیتا یگیہ کرتا ہے۔ یا اس امر کو جانتا ہے وہ آواگون کو جیت لیتا ہے"۔
ناظرین نیز یہ برہمن کی اس کہانی سے یہ نتیجہ ضرور اخذ کر لینگے کہ براہمن بھاگ میں چونکہ بحث صرف کام کانڈ سے ہوتی ہے۔ اسواسطے تینوں بر دل میں کہیں آتم گیان کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے برعکس کٹھ اُپنشد میں تیسرا بر گیان کے متعلق ہے۔ اس تمہید کے بعد ہم اپنشد کا ترجمہ مع شرح دیتے ہیں۔

پہلا ادھیائے

پہلی ولی

۱- پھل کی چاہنا سے باج شرو س نے تمام دولت بانٹ دی۔ اس کا نچکیتا نام بیٹا تھا۔

۲- باوجودیکہ وہ ابھی لڑکا تھا مگر دکشنائیں لے جاتے دیکھ کر اس کے دل میں حسن اعتقاد نے جوش مارا اور اپنے سوچا۔

۳- یہ گائیں پانی پی چکیں۔ گھاس چر چکیں۔ انکا دودھ دوہا جا چکا۔ بچے نہیں دے سکتیں۔ جو شخص انہیں دان دیتا ہے وہ ان لوگوں میں پہنچیگا۔ جن میں خوشی کا نام تک نہیں ہے۔

باج شروا کے بیٹے کسی شخص کا ذکر ہے کہ اپنے پھل کی چاہنا یعنی اس خواہش سے کہ مر کر مجھے سورگ ملیگا [illegible] یگیہ کیا جس میں تمام اثاث البیت دان کر دیا جاتا ہے۔ اس کا

ایک بیٹا تھا اور اس کا نام نچکیتا تھا۔ باوجودیکہ وہ کم سن لڑکا تھا مگر شردّھالو تھا۔ برہمنوں کو گائیں لے جاتے دیکھا تو سوچنے لگا کہ میرے باپ نے جو گائیں دان دی ہیں وہ کسی کام کی نہیں ہیں۔ نہ اُن سے پانی پیا جاتا ہے نہ گھاس چری جاتی ہے۔ نہ بچّے دے سکتی ہیں نہ دودھ دے سکتی ہیں۔ اس قسم کا دان دینا گویا دیوتاؤں کو دھوکا دینا ہے۔ بس میرا باپ یگیہ کیا وہ کام کر رہا ہے جن سے اُسے نرک میں جانا پڑیگا پاس ادب سے لڑکا باپ سے یہ نہیں کہہ سکا کہ تو بڑا پاپ کر رہا ہے۔ بلکہ اسنے اور ہی طریقے سے اسکو آگاہ کرنا چاہا۔

۴۔ وہ باپ سے بولا کہ تو نے مجھے کس کو دیا۔ دو تین مرتبے یہی سوال کیا تو باپ نے جواب دیا کہ میں نے تجھے موت کو دیا۔

۵۔ (لڑکے نے دل میں سوچا) میں بہتوں میں اوّل ہوں۔ بہتوں میں وسطی ہوں۔ یم راج کا کیا کام اٹکا ہوا ہے جو وہ آج مجھ سے کریگا۔

۶۔ اے باپ یہ سوچ کہ ہمارے بزرگوں نے کیا کیا ہے اور اور لوگ اب کیا کر رہے ہیں۔ دھانوں کی طرح انسان فانی پک کر گرتا ہے اور دھانوں ہی کی طرح پھر پیدا ہوتا ہے۔

چونکہ یگیہ وشوجت ہے۔ اس واسطے اُس میں جو کچھ پاس ہے۔ سب کچھ دان کر دینا چاہیئے نہ کہ صرف بوڑھی اور دُور از کار گائیں۔ اس بات کی یاد نچکیتا نے باپ کو یہ کہہ کر دلائی۔ کہ تو نے مجھے کسے دیا۔ یاد رہے کہ اس یگیہ میں بیوی بچّے وغیرہ بھی سب دان کر دئے جاتے ہیں۔ دوسری تیسری بار جب یہی سوال کیا۔ تو باپ کو غصہ آگیا۔ وہ بولا کہ میں نے تجھے موت کو دیا۔ نچکیتا کو یہ سُنکر حیرت ہوئی۔ کیونکہ اُس نے محض باپ کی یہ بھلائی دل میں رکھکر اسے یگیہ کا پورا پھل ملے اپنے دینے کے متعلّق پوچھا تھا نہ کسی اور غرض سے پھر باپ نے اسے شاپ کیوں دیا۔

اُسے بخوبی معلوم تھا۔ کہ پاس ادب اور اخلاق کے لحاظ سے بہت سے لڑکوں میں میرا نمبر اوّل ہے۔ اور بہت سوں میں وسطی یعنی میں بے ادب یا بُرے لڑکوں میں نہیں ہوں۔ یم راج کا مجھ سے کونسا کام اٹکا ہوا ہے۔ جو وہ مجھ سے آج کرے گا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ میں یم راج کے پاس آج ہی جانے کو تیار ہوں۔ تاکہ میرے باپ کا بچن جھوٹا نہ ہونے پائے۔ گو اس میں شک نہیں کہ باپ کا مجھے یم راج کے پاس بھیجنا بالکل بے سوچے سمجھے اور محض غصّے کی وجہ سے ہے ٭

یہ سوچکر اُس نے باپ کو سمجھایا۔ کیونکہ وہ اب اپنے کئے پر پچھتا رہا تھا۔ کہ میں نے بیٹے کو ناحق شاپ دیدیا۔ سمجھانا یہ تھا۔ کہ ہمارے بزرگوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ نہ آجکل کوئی مہاتما پرش جھوٹ بولتے ہیں۔ پس پچھتاؤ نہیں بلکہ اپنے بچن پر قائم رہو۔ میرے موت کے پاس جانے سے رنج نہ کرو۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن موت کے پاس سب کو ہی جانا پڑتا ہے۔ اور آواگون کھینچکر دنیا میں پھر لے آتی ہے۔ گویا انسان فانی کا حال بعینہٖ دھانوں کا سا ہے۔ کہ پک جاتے ہیں تو گر پڑتے ہیں۔ اور گر کر پھر اُگ آتے ہیں۔ نچکیتا کی باپ سے تو یہ باتیں ہوئیں۔ اب آگے کا حال سنیئے ٭

۷۔ اے یم راج آگ کی طرح تیجسوی برہمن گھر میں آیا ہے۔ اس کی تجویز شانتی یہی ہے۔ کہ پاؤں دھونے کے واسطے پانی لے جا ٭

۸۔ اس کم عقل آدمی کی امید و توقع ست سنگ اور شیریں کلامی۔ یگیہ اور نیک کام۔ اور بیٹے و مویشی سب ناش ہوجاتے ہیں۔ جسکے گھر میں بغیر کھائے پیئے برہمن رہتا ہے ٭

منتر میں دو باتیں مذکور نہیں ہیں۔ لیکن ربط عبارت سے اُن کا پتہ لگتا ہے۔ ایک تو یہ کہ نچکیتا باپ سے جُدا ہوکر یم راج کے مکان پر پہنچا۔ اور دوسری یہ کہ یم راج وہاں موجود نہ تھا۔ جب وہ واپس آیا۔ تو اُس کے کسی نوکر یا بیوی نے اُس سے یہ کہا۔

کہ ایک تیجسوی برہمن تیرے ہاں آیا ہے۔ اور بے کھائے پیئے پڑا ہوا ہے۔ اس آگ جیسی تیج والے کی شانتی کے واسطے پانی لیجا اور اُس کے پانوں دُھلا۔ ورنہ تیرا بھلا نہیں۔ کیونکہ جس کے گھر میں تیجسوی برہمن بغیر کھائے پیئے پڑا رہتا ہے۔ اُس کی مندرجہ ذیل چیزیں ناش ہو جاتی ہیں۔ اُمید یعنی کوئی ایسی چیز ملنی جسکی چاہ ہے۔ توقع وہ چیز کہ آدمی کو اس کی چاہ ہے یا نہیں۔ مگر ہو کر رہیگی۔ سَت سنگ مہاتماؤں کی سنگت سے جو فائدہ ہوتا ہے۔ شیریں کلامی یعنی کسی سے اچھی بات بولنے سے جو پُن حاصل ہوتا ہے۔ یگیہ ویدک کرم۔ نیک کام۔ مثلاً کنواں تالاب وغیرہ بنوانا۔ بیٹے اولاد۔ مویشی یعنی مال و دولت۔ آگے کے منتر میں شرتی پھر ایک بات مدنظر نہیں رکھتی اور وہ یہ ہے کہ یم راج یہ بات سنکر باہر آیا۔ اور نچکیتا سے اس طرح بولا ✽

۹۔ اے قابل تعظیم مہمان تو میرے مکان میں بے کھائے پیئے تین رات رہا ہے۔ میں تجھے نمسکار کرتا ہوں۔ اور چونکہ چاہتا ہوں کہ میری خیر رہے۔ اس واسطے تین بر مانگنے کی اجازت دیتا ہوں ✽

۱۰۔ (نچکیتا نے کہا) تین بروں میں سے پہلا یہ مانگتا ہوں۔ کہ میرا باپ بیفکر اور خوشدل ہو جائے۔ مجھ پر جو اُس کا غصّہ تھا وہ جاتا رہے۔ اور جب تجھ سے چھوٹ کر گھر جاؤں۔ تو مجھے پہچان لے۔ اور میرا خیر مقدم کہے ✽

۱۱۔ (یم راج بولا) تیرا باپ اُدّالک آرُنی مجھ سے رہائی پائے ہوئے تجھ کو پہلے کی طرح پہچانیگا۔ سُکھ سے رات کو سوئے گا۔ اور جب تجھے میرے مُنہ سے چھوٹا ہوا دیکھیگا تو تیری طرف سے اُسکا غصّہ جاتا رہیگا ✽

یم راج نے باہر جاکر نچکیتا کو نمسکار کیا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ تو قابل تعظیم ... ...

اگر یہ تکلیف اُٹھائی ہے۔ کہ میرے گھر تین راتیں بغیر کھائے پیئے گزاری ہیں۔ اس واسطے مجھے جو پاپ لگا ہے۔ اُس کے دور کرنے کے واسطے میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ تین بر مانگ لے۔ نچکیتا نے پہلا بر اپنے باپ کے متعلق مانگا۔ اول یہ کہ باپ کو جو میری طرف سے یہ فکر ہے کہ لڑکا موت کے پاس گیا ہے وہ دور ہوجائے اور اسے شانتی نصیب ہو۔ دوسرے یہ کہ مجھ پر جو وہ خفا ہوا ہے اُس کی خفگی جاتی رہے۔ تیسرے یہ کہ میں تجھ سے چھوٹ کر گھر جاؤں تو مجھے پہچان لے۔ اس میں دو باتیں شامل ہیں ایک تو اپنا واپس جانا اور دوسرا باپ کا پہچان لینا کہ یہ میرا بیٹا نچکیتا ہے۔ اور خوشی کے ساتھ مجھ سے ملنا۔ اس بر مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ یم لوک سے جو شخص پھر دنیا میں واپس جاتا ہے۔ اسکی وہی صورت نہیں رہنے پاتی۔ جُون دوسری ہو جاتی ہے اور کوئی اُسے پہچان نہیں سکتا۔ تیسرے منتر کی توضیح درکار نہیں ہے کیونکہ یم راج نچکیتا کی تمام درخواستوں کو دُہرا کر منظوری دے دیتا ہے۔ پہلے بر کے بعد نچکیتا دوسرا بر مانگتا ہے ؞

۱۲۔ سورگ میں کسی طرحکا خوف نہیں ہے۔ نہ وہاں تو ہے نہ آدمی ضعیفی سے ڈرتا ہے بلکہ بھوک پیاس دونوں سے رہائی پاکر اور رنج و غم چھوڑکر خوشی کے ساتھ بسر کرتا ہے ✦

۱۳۔ اے یم راج تو اس سورگ میں پہنچانے والی اگنی یعنی یگیہ کو جانتا ہے جس سے سورگ لوک میں پہنچکر آدمی امر یعنی دیوتا بنجاتا ہے۔ وہ مجھ شردھالو کو بتا۔ یہ میں دوسرا بر مانگتا ہوں ✦

نچکیتا کا دوسرا بر اُس یگیہ کے متعلق ہے جسے کر کے آدمی سورگ میں جاتا ہے اور دیوتا ہو جاتا ہے۔ دیوتاؤں کو امر یعنی غیر فانی کہتے ہیں مگر یہ دوام یا غیر فانیت آدمی کی عمر کی نسبت سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دیوتا آدمی کی طرح تھوڑی عمر

والے نہیں ہوتے بلکہ عرصۂ دراز تک سورگ میں بھوگ بھوگتے ہیں۔ جس کا شمار بعض وقت پورے کلپ تک پہنچتا ہے۔ اسی واسطے شرتی کہتی ہے کہ نہ وہاں ضعیفی ہے نہ موت۔ نہ بھوک نہ پیاس کی اذیت۔ نہ رنج و غم۔ بھوک پیاس اسواسطے نہیں کہ یہ ستھول شریر کا دھرم ہیں جو سورگ میں نہیں ہوتا اور رنج و غم اس واسطے نہیں کہ سورگ میں صرف جزائے خیر ملتی ہے جسمیں خوشی ہی خوشی ہے رنج کا نام نہیں۔ یگیہ کو اگنی اسواسطے کہا کہ اگنی روشن کرکے ہی یگیہ کیا جاتا ہے۔ نچکیتا یم سے اس یگیہ کے کرنے کی بدھی دریافت کرتا ہے۔ تاکہ کرم کانڈی پرش سورگ کے لالچ سے ہی ویدک دھرم کرم میں لگے رہیں۔ یم راج نچکیتا کو اس یگیہ کی بدھی بتاتا ہے +

۱۵- اے نچکیتا میں اس سورگ میں پہنچانے والی اگنی کو جانتا ہوں۔ تجھے بتاتا ہوں۔ لے سن۔ یہ بے حد لوک کے حصول اور قیام کا باعث ہے۔ اسے تو گپھا میں رکھی ہوئی جان +

۱۶- (یہ کہکر) اُسے کائنات کی سب سے پہلی اگنی بتائی۔ کہ اس کے کُنڈ میں کیسی کتنی اور کسطرح اینٹیں لگتی ہیں۔ نچکیتا نے یم راج کو اسی طرح وہ تمام یگیہ کہہ سنایا جسطرح اسنے بتایا تھا۔ یم راج خوش ہو کر اس سے پھر بولا +

۱۸- مہاتما یم راج نے خوش ہو کر کہا۔ میں تجھے یہ ایک اور بر اپنی طرف سے عطا کرتا ہوں کہ تیرے ہی نام سے یہ اگنی مشہور ہوگی اور لے یہ رنگہائے مختلف کی مالا تجھے دیتا ہوں +

جس سورگ میں پہنچانے والے یگیہ کی نسبت نچکیتا نے دوسرا بر مانگا ہے۔ یم راج کہتا ہے کہ میں اسکو جانتا ہوں اور تجھے بتاتا ہوں۔ یہ بے حد لوک میں پہنچاتا

اور اُس میں جو آگ روشن کیجاتی ہے وہ کائنات کے قیام کا باعث ہے آدمی کے

ہردے گپھا میں رہتی ہے اور کائنات کی سب سے پہلی آگ ہے - یہاں سوال اُٹھتا ہے کہ یہ اگنی کیا ہے - سنو یگیہ کا پھل اونچے لوگوں کی پراپتی ہے - یم نچکیتا کو اس یگیہ کی آگ روشن کرنی بتاتا ہے جس سے سب سے اونچا لوک ملتا ہے - یہ ہرنیہ گربھ ودیا ہی ہو سکتا ہے کیونکہ کرم کا پھل سب سے اونچا ہی ممکن ہے کہ آدمی ہرنیہ گربھ بنجائے اور اشیائے دنیا کے مقابلے میں یہ پد بے حد ہے - ہرنیہ گربھ ہی قیام عالم کا باعث ہے اور سب سے پہلا وجود ہے جو ظہور میں آتا ہے اور بدھی کی گپھا میں رہتا ہے - خلقت عالم کا ذکر ہم پہلے دو اُپنشدوں میں کرآئے ہیں پرلے میں ایشور کی حالت بعینہ ایسی ہوتی ہے جیسی ہم سُشپتی میں روز محسوس کرتے ہیں - سرشٹی کے آغاز میں یہ جڑ بنا نہیں رہتا بلکہ سُشپتی کی حالت بدھی سے متبدل ہو جاتی ہے - جوگیان کی حالت ہے مگر اس میں انفراد نہیں ہے - بعد میں عالم و علم و معلوم کی وہمی تریپٹی نفشہ خواب کی طرح قائم ہو جاتی ہے - یہ سوکشم جگت ہے اور اسکا ادھشٹھاتا دیوتا ہرنیہ گربھ ہے - کثرت مزاولت سے یہی سوکشم درڑھ ہو کر ستھول نظر آنے لگتا ہے اور اسکا ادھشٹھاتا براٹ کہلاتا ہے - غرض جگت کا نظارہ من کا کھیل ہے - من ہرنیہ گربھ ہے جو بدھی کی گپھا میں رہتا ہے - یہاں - یم راج نے نچکیتا کو اُس یگیہ کرنے کا طریق بتایا ہے جس سے ہرنیہ گربھ کی پدوی ملتی ہے اور آدمی اپنے کو سروگیہ سروشکتیمان محسوس کرنے لگتا ہے ہرنیہ گربھ یگیہ کی عظمت بیان کرکے یم راج نے نچکیتا کو بتایا کہ اس کے لئے آگ کا کُنڈ بنایا جائے تو اس میں اس صورت کی تو اینٹیں لگانی چاہئیں - اس تعداد میں لگانی چاہئیں اور اسطرح لگانی چاہئیں - تمام بدھی سنکر نچکیتا نے یم راج کے سامنے دُہرائی اور وہ اس دُہرانے سے ایسا خوش ہوا کہ اس نے [illegible]

نچکیتا کے نام سے نامزد کیا - چنانچہ اب تک یہ ناچکیتا یگیہ کہلاتا ہے - اور براہمنوں میں اسکی بدھی شرح و بسط کے ساتھ ملتی ہے - ساتھ ہی خوش ہوکر نچکیتا کو ایک بیش بہا مالا دی جس میں خوش رنگ جواہرات تھے اور بڑے دلپسند معلوم ہوتے تھے - جواہرات سے کرم پھل مراد ہیں جو اونچی پدوی پر پہنچکر آدمی مزے لے لیکر بھوگتا ہے - ناچکیتا یگیہ بتاکر اب یم راج اس کے پھل کی وضاحت کرتا ہے ۞

۱۷ - تین ناچکیتا یگیہ تین سے وصل پاکر تین کرموں کے ساتھ آدمی کرے تو جنم مرن سے چھوٹ جاتا ہے اور برہم سے پیدا شدہ پرکاشمان و قابل حمد اگنی کو جان کر اور محسوس کر کے پرم شانتی کو پہنچتا ہے ۞

۱۸ - تین ناچکیتا یگیہ کرنے والا تینوں باتوں کو سمجھ کر اس طرح ناچکیتا یگیہ کرتا ہے تو موت کے پھندے توڑ کر اور رنج و غم کے دائرے سے باہر آکر سورگ لوک میں سکھ پاتا ہے ۞

۱۹ - اے نچکیتا دوسرے بر میں جس اگنی کی بابت دریافت کیا تھا وہ میں نے تجھے بتائی - تیرے ہی نام سے لوگ اسے منسوب کرینگے - اب تیسرا بر مانگ ۞

تین ناچکیتا یگیہ کرنے والا تین سے وصل پاکر" یعنی اپنی ماں باپ اور گورو سے دھرم کی تعلیم پاکر - یا وید کی تعلیم سہ گونہ یعنی کرم اُپاسنا اور گیان سے واقف ہوکر - تین کرموں کے ساتھ" یعنی یگیہ کرنے وید پڑھنے اور دان دینے کے ساتھ - غرض ان صفات سہ گونہ سے متصف بنکر یگیہ کرے تو جنم مرن سے چھوٹ جاتا ہے کیونکہ امر یعنی دیوتا بھاو یا یعنی ہرنیہ گربھ پد کو پہنچ جاتا ہے - جو درخشاں و درخشاں ہے - حمد کے قابل ہے کیونکہ سب سے اونچا ہے اور برہم سے پیدا شدہ ہے - اور جب اس پد کو جو سب سے اونچی ہے جانتا اور محسوس کر لیتا ہے تو

ہو کشش کا باقی رہ جاتا ہے جو کلپ کے خاتمے پر آتما سے ملجاتا ہے اور وہ پرم شانتی کو پہنچتا ہے ٭

یہ تو موکش کا حال بیان ہوا جس پر ناچکیتا یگیہ کا کرنے والا کلپ کے آخیر میں پہنچتا ہے اور جو انتہائی مرحلہ ہے۔ اب بھوگ کو لیجیے۔ شرتی کہتی ہے کہ جو تین ناچکیتا یگیہ کرنے والا ان تین باتوں کو بخوبی سمجھتا ہے کہ کتنی ہیں اینٹیں کس صورت کی کتنی اور کسطرح لگائی جاہئیں اور یگیہ کے تمام کرم کس طرح کرنے جاہئیں۔ وہ یعنی ہاتھ سے کرنے والا ہی نہیں بلکہ جاننے والا یا محض مانسک۔ یگیہ کرنے والا بھی موت سے مخلصی پاکر اور رنج و غم سے چھوٹ کر سورگ یعنی ہرنیہ گربھ پد کے تمام بھوگ کلپ بھر تک خوش خوش بھوگتا ہے ٭

ناچکیتا یگیہ اور اس کی عظمت و ثمرہ بتاکر یم راج نچکیتا سے کہتا ہے کہ اب تو اپنا تیسرا بر مانگ لے۔ چنانچہ نچکیتا اس سے تیسرا سوال کرتا ہے ٭

۲۰ - مرنے پر یہ شک اٹھا کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آدمی ہست رہتا ہے اور بعض کہتے ہیں نیست ہو جاتا ہے۔ اے یم راج جی مہاراج میں تم سے یہ علم سیکھا چاہتا ہوں۔ میرے بروں میں سے تیسرا بر یہی ہے ٭

ناظرین کو خیال رہے کہ نچکیتا کے منہ سے آدمی بول رہا ہے۔ ہر شخص کی پہلی دلی مراد یہ ہوتی ہے کہ اپنے گھر میں اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ خوش خوش زندگی بسر کروں۔ اسی کے متعلق نچکیتا پہلا بر مانگتا ہے کہ باپ کے ساتھ میں خوش رہوں۔ کچھ ترقی یافتہ ہو کر آدمی اس بات کو سمجھتا ہے کہ انسان کی عمر تھوڑی ہے۔ اس میں کیا بھوگ بھوگے جاسکتے ہیں۔ میں وہ اعمال کروں کہ مرکر سورگ میں جاؤں اور دیوتاؤں کے بھوگ عرصۂ دراز تک بھوگوں۔ انکی انتہا ہرنیہ گربھ پد ہے۔ جسکے متعلق نچکیتا کا دوسرا بر ہے۔ آدمی کی عقل اور بھی ترقی کرلیتی ہے تو اُسے

دنیا اور عقبیٰ دونوں کے بھوگ ہیچ و پوچ اور گزشتنی و گزاشتنی محسوس ہوتے ہیں اور وہ اس آنند کی تلاش کرتا ہے جسے زوال نہ ہو۔ یہاں آ کر یہ سوال طبیعت میں اُٹھتے ہیں کہ دنیا کیا ہے۔ میں کیا ہوں۔ ایشور کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہی سوال اب نچکیتا اُٹھاتا ہے اور یم راج سے آتما کی ماہیت کی بابت پوچھتا ہے۔ کہ مر کر آدمی ہست رہتا ہے یا نیست ہو جاتا ہے یعنی آتما فانی ہے یا غیر فانی ہے۔ یہ معمہ جنی جھمیر کھول۔ ظاہر ہے کہ آتم گیان کا ادھکاری وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو اس دنیا اور اس دنیا یعنی سورگ کے بھوگوں کو بھی ہیچ سمجھتا ہے۔ اسواسطے ادھیاتم بدیا بتانے سے پہلے یم راج نچکیتا کا امتحان لیتا ہے کہ یہ شخص برہم گیان سمجھنے کے لائق بھی ہے یا نہیں ہے۔ آگے کے سوال و جواب اسی کے متعلق ہیں۔

۲۱- زمانۂ قدیم میں دیوتاؤں کو بھی اس بارے میں شک ہوا تھا۔ یہ دھرم بہت دقیق ہے۔ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ پس اے نچکیتا اور برمانگ۔ اور اپنے اس برپر اصرار نہ کر بلکہ اسے چھوڑ دے۔

۲۱- اے یم راج تو کہتا ہے کہ دیوتاؤں کو بھی اس بارے میں شک ہوا تھا اور اس راز کا سمجھنا آسان بات نہیں ہے۔ گر تجھسا اچاریہ اور ایسا بر کوئی نہیں ہے۔

یم راج اول برہم بدیا کی دقت کی طرف نچکیتا کی توجہ مبذول کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آدمی تو آدمی دیوتاؤں کو بھی آتما کے فانی یا غیر فانی ہونے میں شک ہوتا ہے پر ہوتا ہے۔ یعنی یہ راز ایسا دقیق ہے کہ انکی بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ اس واسطے تو اس کے پوچھنے میں اصرار نہ کر بلکہ اس بر کی عوض اور بر مانگ لے۔ مگر نچکیتا ادھکاری ہے وہ اس دقت سے ڈرتا نہیں ہے بلکہ اسی کو اور بیرول پر

[illegible]

کہ اور کوئی آچاریہ جان سکے۔ اس واسطے مجھے تجھ سا گورو کہاں ملیگا۔ تجھ سے ہی برہم بدیا سیکھونگا۔

اس منتر سے دو باتوں کی توضیح ہوئی۔ کہ برہم بدیا کے طالب کو اول تو اسکی دِقت سے ہراسان نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے گورو کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ یہ میری تمام مشکلات حل کر کے مجھے گیانی بنا دیگا۔ یہ اعتقاد پھلدایک ہوا کرتا ہے۔ اس طرح نچکیتا کے حسن اعتقاد اور مستقل مزاجی کا امتحان لیکر یم راج اب یہ امتحان کرتا ہے کہ اسکا من شُدّھ ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ من میں ہوا ہوس کے خیالات بھرے ہوئے ہوں اور بیراگ نہ ہو تو آدمی برہم گیان کا ادھکاری نہیں ہے ۞

۲۳۔ سو سو برس والے بیٹے اور پوتے مانگ لے۔ بہت سے مویشی۔ ہاتھی۔ گھوڑے اور مویشی مانگ لے۔ بہت پھیلاو والی زمینیں مانگ لے اور خود جتنے برس چاہے۔ اُتنے برس جی ۞

۲۴۔ اس کی برابر اگر یہ بر مانتا ہے۔ تو دولت اور زندگی جاوید مانگ لے۔ اے نچکیتا تو روے زمین کا راجہ ہو جا۔ میں تیری سب کامنائیں پوری کرنیکو تیار ہوں ۞

۲۵۔ جو جو کامنائیں اس دارِ فانی میں مشکل سے نصیب ہوتی ہیں۔ تو اپنی مرضی کے مطابق سب مانگ لے۔ یہ دیکھ نہایت حسین عورتیں سواریوں بیٹھی ہیں۔ اور باجے بجا رہی ہیں۔ آدمیوں کو ایسی حوریں نصیب نہیں ہوتیں۔ مگر میں تجھے دیتا ہوں۔ ان سے خدمت لے۔ لیکن اے نچکیتا۔ موت کے بارے میں سوال نہ کر ۞

ہوا و ہوس یعنی چاہناؤں کی صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ آدمی بڑی عمر کے بیٹے پوتے

مانگے۔ مویشی ہاتھی گھوڑے اور زمین وزر مانگے۔ اور اِن کے بھوگنے کے واسطے
اپنی عمر بہت دراز چاہے۔ یم راج یہ سب چیزیں نچکیتا کو دینے کے لئے تیار ہے۔
ان سے زیادہ یہ چاہنائیں ہوسکتی ہیں۔ کہ آدمی بڑا بھاری راجہ بنجائے۔ اُسکی
مال و دولت کا ٹھکانا نہ ہو۔ جو خواہش دل میں اُٹھے فوراً پوری ہو جائے۔ اور یہ
تھوڑی سی عمر کے واسطے نہیں۔ بلکہ زندگی جاوید کے لئے۔ تاکہ وہ خوب جی
کھول کے سب طرح کے بھوگ بھوگ سکے۔ یہ لالچ بھی یم راج نے نچکیتا کو دینا چاہا
اس سے بڑھ کر یہ طمع ہے کہ اسی دُنیا کے بھوگ آدمی کو نہ ملیں۔ بلکہ جیتے جی اُسے
اُن تمام بھوگوں کو بھوگنے کا موقع ملے۔ جو سورگ میں نصیب ہوتے ہیں۔ یم
راج کہتا ہے۔ کہ جو بھوگ دارِ فانی میں نہیں ملتے وہ بھی میں تجھے عطا کرتا ہوں
اور اُن کے ساتھ حسین حوریں بھی جن کے گانے اور بجانے میں امرت کا رس
ٹپکتا ہے۔ وہ بھی تجھے دیتا ہوں۔ ان سب کو لے۔ اور جی کھول کر وہ بھوگ
خوب بھوگ۔ جن کی تمنائیں آدمی کے دل میں خلش پیدا کیا کرتی ہیں۔ لیکن موت
کی بابت سوال نہ کر۔ اس لالچ دینے سے یم راج کا مطلب صرف یہ ہے کہ نچکیتا
دنیا اور عقبےٰ میں بھوگوں کی خواہش تو نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر اس خواہش کا بیج
دل میں موجود ہے۔ تو آدمی آتم گیان کا ادھکاری نہیں ہے۔ ابھی اُسے من کی
شُدّھی کے متعلق بہت کچھ کرنا ہے۔ مگر نچکیتا اس محک امتحان پر پورا اُترتا ہے۔

۲۶۔ اے یم راج۔ یہ سب بھوگ فانی ہیں۔ اِن سے صرف اندریوں کا
زور گھٹتا ہے اور یہ تو کیا چیزیں ہیں۔ تمام عمر ہی تھوڑی ہے پس
سواریاں اور ناچنا گانا تجھے ہی مبارک رہے۔

۲۷۔ آدمی کی تسکین بھلا دولت سے کیونکر ہوسکتی ہے۔ اور مجھے دولت تو
تجھے دیکھ کر ... جب تک تو

اجازت دیگا میں جیتا رہونگا۔ لیکن برتو میں تجھ سے وہی مانگتا ہوں ÷

۲۸۔ کون ضعیف ہونے اور مرنے والا باشندۂ دنیا دانا ہو کر بے ضعف اور غیر فانی دیوتاؤں کے پاس آتا ہے اور رنگ و صورت اور عیش و عشرت کی بے ثباتی جان کر عمر دراز میں دلبستگی کر سکتا ہے ÷

۲۹۔ بس اے یم راج وہی رمز خفی بتا جسمیں لوگوں کو شک ہوا ہے۔ اور جو بڑے بھاری عالم عقبےٰ کے بارے میں ہے۔ یہی بر جو خفی اور سر مخفی ہے۔ نچکیتا تجھ سے مانگتا ہے اور کچھ نہیں ÷

نچکیتا یم راج کے لالچ دینے میں نہیں پھنسا بلکہ جواب یہ دیا کہ جتنے بھوگ تو نے کہے وہ فانی ہیں یعنی آج ہیں کل نہیں۔ اور ان کا نتیجہ صرف اندریوں کا زور و طاقت گھٹاتا ہے۔ مثلاً عورتوں کا سنگ آدمی کو کمزور بنا دیتا ہے۔ دولت بیکار کر دیتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسکے سوا بھوگوں کا تو کیا ذکر ہے۔ آدمی کی عمر ہی فطرتاً تھوڑی ہے مانش جنم کو دُرلبھ سمجھ کر آتم گیان میں سعی و کوشش کرنی چاہیئے نہ کہ ہوا و ہوس میں اسے ضائع کر دینا چاہیئے۔ پس ناچنا گانا اور ہاتھی گھوڑوں کا میں طالب نہیں ہوں رہی دولت اوّل تو میری تسکین اس سے نہیں ہو سکتی۔ دوسرے تجھ سے مہاتما کے درشن ہوئے تو کیا دولت مجھے نہیں ملیگی یعنی ضرور ملیگی۔ اسیطرح جبتک تو اجازت دیگا میں جیتا رہونگا۔ عمر درازی کی خواہش مجھے نہیں ستاتی ہے۔ میں انسان ہوں۔ نیچے زمین پر رہتا ہوں۔ ہولے ہولے ضعیفی آئیگی اور ایک دن مرجاؤں گا۔ صورت حال یہ ہے تو بھلا کونسا دانا آدمی تجھ سورگ میں رہنے والے ضعیف نہ ہونے والے اور نہ مرنے والے دیوتا کے پاس آکر ادراُتم گیان اپدیش چھوڑ کر ہیچ و پوچ چیزوں کی ہوا و ہوس کر سکتا ہے جیسے خوبصورت عورتیں۔ انکے ساتھ عیش و عشرت کا خیال اور عمر دراز کی چاہنا۔ بس میں تجھ سے اسکے سوائے اور بر نہیں مانگتا کہ مجھے موت کا سر خفی اور عالم

عقبا کا حال کہے ✣

پہلی ولی کا خلاصہ

اس ولی میں طبع انسانی کے تین رموز شاعرانہ پیرایے میں کھولے گئے ہیں۔ ادنےٰ درجے کے آدمی گھر اور گھر کی خوشیوں کی چاہنا کیا کرتے ہیں۔ اوسط درجے کے آدمی ان کو گزران سمجھکر سورگ کے بھوگ اور دیوتا بھاو چاہتے ہیں۔ اعلےٰ درجے کے آدمی دونوں کو ہیچ و پوچ سمجھکر آتم گیان کے طالب ہوتے ہیں۔ ان تینوں باتوں کو ایک دلچسپ کہانی کے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے ✣

۱۔ اودّالک آرنی نے وِشوجِت یگیہ کیا جسمیں تمام اثاث البیت خیرات کر دیا جاتا ہے مگر دان وہ گائیں کیں جو دور از کار تھیں۔ اس کے بیٹے نچکیتا نے باپ کو یگیہ پھل سے محروم رہتے دیکھکر اسطرح آگاہ کیا کہ اے باپ تو نے مجھے کسے دیا۔ دو تین بار پوچھا تو باپ نے خفا ہو کر کہا موت کو۔ نچکیتا یم راج کے مکان پر پہنچا تو وہ باہر گیا ہوا تھا۔ تین رات بے کھائے پیئے وہاں پڑا رہا اور اس کے عوض میں یم راج نے اُس کو تین بر دیئے ✣

۲۔ نچکیتا نے پہلا بر یہ مانگا کہ میں تجھ سے چھوٹ کر باپ کے پاس جاؤں تو وہ مجھے پہچان لے۔ اور غصّہ چھوڑ کر پہلے کی طرح مجھ سے محبت کا برتاو کرے۔ مطلب یہ کہ میں گھر اور رشتہ داروں میں خوش رہوں۔ چنانچہ یم راج نے اسکی درخواست منظور کر لی ✣

۳۔ دوسرا بر یہ مانگا کہ مجھے وہ یگیہ کرم کرنا سکھا جس سے ہر تیہ گرہ بد نصیب ہوتا ہے۔

جو اعلےٰ ترین بھوگونگی انتہا ہے۔ یم راج نے اُسے ناچکیتا نام یگیہ بتایا جسکا یہی پھل ہے۔

۴۔ تیسرا بر یہ مانگا کہ آتما کے فانی یا غیر فانی ہونے کا علم مجھے سکھا یعنی آتم بدیا یا برہم گیان مجھے دے۔

۵۔ چونکہ برہم گیان صرف ادھکاری کو دیا جاتا ہے۔ یم راج نے نچکیتا کا امتحان کر لیا کہ اس کے دل میں موکشتا اور بیراگ کے وصف بھی ہیں یا نہیں چنانچہ اوّل برہم گیان کی دقت دکھائی پھر عمر دراز۔ بیٹے۔ پوتوں۔ مال و اسباب۔ زمین و جائداد اور سورگ کے بھوگوں کا لالچ دیا مگر نچکیتا ایک بھی لالچ میں نہیں آیا۔ محک امتحان پر پورا اُترا۔

دوسری ولی

پہلی ولّی میں مضمون یہاں ختم ہوا ہے کہ یم راج نے اس بات کا امتحان لینے کے لئے کہ نچکیتا گیان کا ادھکاری ہے یا نہیں ہے۔ اسے بہت کچھ طمع اور بہت سے لالچ دئے۔ لیکن وہ ان میں سے کسی میں نہ پھنسا اور اپنے جوابوں سے اُس نے بظاہر کیا۔ کہ طبیعت میں پورا پورا بیراگ ہے اسی بات کو یم راج اس ولّی کے پہلے منتر و میں بیان کر کے گیان اُپدیش سے بہتر نچکیتا کی تعریف کرتا ہے۔

۱۔ موکش کچھ اور چیز ہے اور بھوگ کچھ اور۔ یہ دونوں آدمی کو مختلف نتائج کی طرف مائل کرتی ہیں۔ ان میں سے طالب موکش کا بھلا ہوتا ہے۔ اور جو بھوگ پسند کرتا ہے اُس کا نقصان ہوتا ہے۔

۲۔ بھوگ اور موکش دونوں کو سوچ کر دانا آدمی ایک دوسرے سے میز

کرتے ہیں عقلمند وہ ہے۔ جو بھوگوں پر موکش کو ترجیح دیتا ہے۔ اور بے عقل وہ ہے جو تحصیل و تحفّظ کے لالچ سے بھوگوں کو پسند کرتا ہے ٭

۳۔ اے نچکیتا۔ تو نے پیاروں کو اور خوبصورت کاموں یا خواہشوں کو خوب بچار کر کے چھوڑ دیا ہے۔ اور نہ یہ بیش بہا مالا لی ہے جس میں بہت سے آدمیوں کا دل پھنس جاتا ہے ٭

نوع انسانی پر نگاہ غایر ڈالی جائے تو آدمی دو قسم کے ملینگے۔ ایک وہ جو بھوگوں یعنی اندریوں کے بشیوں کو پسند کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کے دل میں اِن بشیوں کی طرف سے بیراگ ہے اور موکش کے خواہاں ہیں۔ بادی النظر میں بشئے سب کو پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جنم جنمانتروں کے سنسکار یہی پڑے ہوئے ہیں۔ ہماری اندریاں قدرتاً بشیوں کی طرف جاتی ہیں۔ من بشیوں کی طرف دوڑتا ہے۔ غرض تمام اسباب ایسے ہیں۔ کہ ہمیں بشیوں میں پھنسانے والے ہیں۔ اس واسطے نوع انسان کی تعداد کثیر انہیں کیطرف مائل ہے۔ اس کے برعکس بشیوں کو ہیچ و پوچ سمجھ کر اُن کی طرف سے نظر ہٹانی اور موکش کی طرف لگانی مشکل امر ہے۔ غرض دو بڑی قوتیں ہیں۔ کہ آدمی کو مختلف اطراف میں کھینچتی ہیں۔ اسی واسطے شرتی بھگوتی کہتی ہے۔ کہ موکش کچھ اور چیز ہے اور بھوگ کچھ اور۔ ان کے نتیجے مختلف اس واسطے ہیں۔ کہ بھوگ آدمی کو دنیا میں پھنساتے اور آواگون کے چکر میں جھلاتے رہتے ہیں موکش اس چکر سے نکالتی ہے۔ اور پرم شانت پد کو پہنچاتی ہے۔ اسی واسطے کہا۔ کہ طالب موکش کا بھلا ہوتا ہے۔ اور بھوگ چاہنے والے کا نقصان ٭ یہ پہچاننے کے واسطے کہ بھوگ اچھی چیزیں ہیں یا موکش آدمی کو نگاہ غائر چاہیئے۔ صرف دانا لوگ ہی دونوں کو نگاہ میں رکھ کر تمیز کر سکتے ہیں

کرنے لائق کونسی شے ہے۔ دانا آدمی کی پہچان یہی ہے۔ کہ وہ بھوگوں کو بے ثبات اور انجام میں تکلیف دہ جانکر اُن پر موکش کو ترجیح دے۔ اس کے برعکس نادان کو یہ خیال رہتا ہے کہ میں بھوگ یعنی مال و دولت اور دنیوی سامان و اسباب جمع کروں۔ اور اس کو حفاظت سے رکھوں تاکہ دوسرا مجھ سے چھین کر نہ لے جائے یہی دنیوی چیزیں یعنی شیوں کا حاصل کرنا اور انہیں حفاظت سے رکھنا میری من بھاتی چیزیں ہیں ؛

یم راج کہتا ہے کہ اے نچکیتا۔ تو نے پیاروں یعنی زن و فرزند اور خوبصورت چیزوں یعنی شیوں پر اچھی طرح بچار کر کے یہ بات جانی ہے۔ کہ سب ہیچ ہیں۔ اور اسواسطے اُن کا خیال طبیعت سے نکال دیا ہے۔ تیرا یہ بیراگ اس بات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دولت و مال کی علامت یعنی وہ بیش بہا مالا جو میں تجھے دیتا تھا۔ اور جس میں پھنسنے سے آدمی پھنس جاتے ہیں۔ تو نے نہیں لی۔ میں نے گویا بیش بہا خزانے عطا کئے تھے۔ مگر تو نے اُنہیں منظور نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ تجھے شیوں سے بیراگ ہے اور تو گیان کا ادھکاری ہے۔ اگیانی نہیں ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؛

۴۔ اودیا اور ودیا ایک دوسرے سے دور ہیں۔ متضاد ہیں۔ اور ان کے رستے الگ الگ ہیں۔ اے نچکیتا میں تجھے گیان کا طالب مانتا ہوں۔ کام یعنی خواہشیں گو بہت ہیں مگر تجھے ان کا لالچ نہیں ہے ؛

۵۔ (اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ) اودیا کے اندر رہتے ہیں اور اپنے آپ کو دھیر اور پنڈت مانتے ہیں۔ یہ بیوقوف ٹیڑھی راہوں میں چکر کھاتے ہوئے اسی طرح پریشان پھرا کرتے ہیں جسطرح اندھوں کا رہبر بھی اندھا ہو تو وہ پریشان ہوتے ہیں ؛

بھاشیہ ۔۔۔ اگیانی بعض شیوں کے پیچھے دوڑنا اور آواگون میں چکر کھاتے رہنا

بدّیا کہا ہے؟ گیان یعنی اپنا سروپ پہچاننا کہ میں شُدھ گیان سروپ آتما ہوں۔ مجھے نہ کبھی بندھ ہوا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا۔ پس جو دو رستے یعنی بھوگ اور موکش کی چاہ کم و پیش بیان ہوئے۔ وہ ایک دوسرے سے دور یعنی بالکل الگ ہیں۔ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور بالکل مختلف نتایج رکھتے ہیں۔ انہیں کو اودّیا اور بدّیا کا نام دیا جاتا ہے۔ اے نچکیتا تو گیان یعنی موکش کا طالب ہے۔ بشئے بہت ہیں اور میں نے تجھے سب کا لالچ دیا مگر تو لالچ میں نہیں آیا ۔

تیرے برعکس اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ گو اگیان میں پھنسے ہوئے ہیں مگر اپنے کو مستقل مزاج اور عالم جانتے ہیں اس واسطے جھوٹے مت متانتر کی تنگ اور ٹیڑھی راہوں میں پڑے چکّر کھایا کرتے ہیں اور اپنے محدود دایروں سے باہر نکلنے نہیں پاتے۔ موکش کا رستہ صرف ایک ہے یعنی بیراگ سے بشیوں کی چاہنا چھوٹنی اور اپنے سروپ کو پہچاننا کہ میں کون ہوں۔ لیکن یہ آسان چیز نہیں ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ۔

۶۔ نادان مغرور اور دولت کے موہ سے موہے ہوئے آدمی کو پرلوک کا بھان نہیں ہوتا۔ اس متکبّر کو یہ خیال رہتا ہے کہ دنیا بس یہی ہے۔ پرلوک کچھ چیز نہیں ہے۔ اس واسطے بار بار میرے بس میں آتا ہے ۔

۷۔ جس آتما کا بہتوں کو سننا نصیب بھی نہیں ہوتا اور سنکر بھی جسے بہت سے نہیں پہنچتے۔ اسکا اپدیش دینے والا آچاریہ عجیب ہوتا ہے۔ پہنچنے والا ہوشیار ہوتا ہے۔ جاننے والا عجیب ہوتا ہے اور سیکھنے والا ہوشیار ہوتا ہے۔

اپنا سروپ پہچاننا اس واسطے آسان نہیں ہے کہ نوع انسان کی تعداد کثیر بچوں

کی طرح نادان محض ہے۔ اُتم گیان سمجھنے کی امید نہیں رکھتی۔ پھر جیسے دیکھو آتے

عزّت و ثروت اور خاندان و نام کا غرور ہے یا نشۂ دولت سے سرشار ہے یعنی دنیوی لشیوں میں پھنسا ہوا ہے اور دیکھتا ہے تو بس اسی حواس کی دنیا کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ لوک دو ہیں ایک تو یہ دنیا جسکا گیان ہمیں حواسوں سے ہوتا ہے۔ دوسرا پرلوک یعنی شُدّھ گیان سروپ آتما۔ جس میں جھوٹی دنیا کا بھان نقشۂ خواب کی طرح محسوس ہو رہا ہے۔ جو لوگ دنیا لے کثیف بن حواسونکے غلام ہوکر رہتے ہیں انہیں آتم پد کا کشف نہیں ہو سکتا۔ اسی دنیا کو دیکھتے ہیں اور چونکہ یہیں کے سنسکار طبیعتوں پر حاوی رہتے ہیں اس واسطے ہبرے لبس ہیں بار بار آکر یعنی مرکر دنیا ہی میں آنے اور بندھ میں مبتلا رہتے ہیں ÷

آتم گیان مشکل اسواسطے ہے کہ آتما بانی اور من کا نہ بشے ہے نہ لوگوں کے من ایسے شُدّھ ہیں کہ ان میں گیان کا جلوہ ہو سکے۔ بہتیروں کے سنسکار ایسے ہیں کہ گیان کا سُنّا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ بہتیروں کے ایسے ہیں کہ گیان اُپدیش سُنتے ہیں مگر سمجھ نہیں سکتے۔ پس جو آچاریہ گیان اُپدیش کرتا ہے اُسے دھنیّہ سمجھنا چاہیے۔ جو چیلا اس کے مغزِ سخن کو پہنچتا ہے اسے لایق فایق جاننا چاہیے۔ جو آتم گیانی ہو گیا ہے وہ دھنیّہ ہے اور اس سے جو گیان سیکھتا ہے وہ کشل یعنی نہایت ہی ہوشیار آدمی ہے۔ چونکہ آچاریہ کا ذکر آیا ہے۔ یم راج بتاتا ہے کہ آچاریہ کیسا ہونا چاہیئے اور اسکی تعلیم سے فائدہ کیا ہے ÷

۸۔ معمولی آدمی آتما کا اپدیش کرے تو بہت طرح سوچنے سے بھی آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ برہم نشٹھ اُپدیش کرے تو تک و دوباقی نہیں رہتی۔ یہ آتما لطیف سے بھی لطیف شے ہے اور اس میں دلیل کی رسائی نہیں ہے ÷

۹۔ دلیل سے برہم گیان نہیں ہوتا بلکہ اے پیارے برہم نشٹھ کے اُپدیش سے

ہی ہوتا ہے۔ تو آتما کو پہنچ گیا ہے اور تیرا ستیہ میں قیام ہے۔ اے نچکیتا
تجھ سا سوال کرنے والا چیلا مجھے پھر بھی ملے +

آتما کا گیان معمولی آدمی کے اپدیش سے حاصل نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ اُس نے آتما کا انوبھو خود نہیں کیا ہے۔ دوسرے کو کیونکر بتا سکتا ہے۔ مُنہ سے جب کہیگا سُنی سنائی ہی کہیگا۔ اور دل میں اس قسم کے شک و شبہات بھرے رہینگے کہ آتما ہے یا نہیں ہے تو گیان سروپ ہے یا گیان اُسکا گن ہے۔ ایک ہے یا اینک ہے۔ جگت جھوٹا ہے یہ سچا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بھلا جس کے شک و شبہات خود رفع نہیں ہوئے وہ اوروں کے رفع کرکے انہیں گیانی کیونکر بنا سکتا ہے۔ غرض آتما کا سمجھنا کٹھن ہے، وجہ یہ ہے کہ باریک سے باریک چیز ہے اور اسمیں دلیل کا دخل نہیں ہے۔ دلیل کی بنا ہمیشہ پرتیکش یا علم حواس پر ہوتی ہے۔ آتما چونکہ جڑ چیزوں کی طرح اندریوں کا بشئے نہیں ہے۔ اس واسطے اس میں دلیل بھی نہیں چل سکتی۔ ہاں جو آچاریہ اُہم برہم" کا انوبھو کر چکا ہے۔ وہ اُپدیش کرے تو پھر تلاش و تجسس باقی نہیں رہتا اور پوچھنے والے کی تسکین پوری ہو جاتی ہے +

نتیجہ یہ ہے کہ برہم گیان فقط دلیل سے ہونا ناممکن ہے بلکہ برہم نشٹھ آچاریہ کے اُپدیش سے ہوتا ہے۔ یم راج نے چونکہ نچکیتا کو خوب آزمایا ہے اس واسطے خوش ہو کر کہتا ہے کہ تجھسا چیلا مجھے پھر ملے۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ مجھسا برہم نشٹھ آچاریہ ہی آتما کا سرّ خفی سمجھتا ہے اور بتا سکتا ہے۔ گویا تو آتما کو پہنچا ہے اور تیرا قیام ستیہ پر ہیں ہے۔ یعنی ست روپ برہم گیان کا طالب ہے۔ اس کے برعکس میرا جو حال ہوا ہے وہ سُن +

۱۰- میں جانتا ہوں کہ خزانہ غیر دوامی ہے۔ غیر دوامی چیزوں سے دوامی پدمیسّر

نہیں ہوتا۔ اس واسطے میں نے ناچکیتا یگیہ کئے اور غیر دوامی چیزوں

سہارے سے حالت دوامی یعنی دیوتا بھاوکو پہنچ گیا ہوں ٭

۱۱- مرادوں کا پورا ہونا۔ کائنات کا قیام یگیہ کا بے حد پھل بیخوفی کے پار جانا۔ قابل تعریف اعظم اور وسیع پد کا دیکھنا سب کو ہی مستقل مزاجی سے دھیر نچکیتا نے چھوڑ دیا ہے ٭

اے نچکیتا تو ذات دوامی یعنی برہم کو جاننا چاہتا ہے۔ تیرے برعکس میرا یہ حال ہوا ہے کہ میں خزانے یعنی کرم پھل کو اب غیر دوامی سمجھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ غیر دوامی ذریعے سے دوامی معراج یعنی برہم پد میسر نہیں ہوتا مگر پہلے یعنی جب میں آدمی تھا میں نے دیوتا بھاو کی خواہش سے نچکیتا یگیہ کئے جنکا پھل غیر دوامی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں امر یعنی دیوتا ہو گیا۔ اور مجھے یم راج کا ادھکار مل گیا۔ مگر تو یہ جانکر بھی موہا نہیں گیا کہ جو نچکیتا یگیہ میں نے تجھے بتایا ہے۔ اسکا پھل ہرنیہ گربھ کی پدوی ہے۔ جہاں تمام مرادیں حسب خواہش پوری ہو جاتی ہیں جسمیں کائنات کا قیام رہتا ہے۔ جو تمام یگیوں کا انتہائی پھل اور بے خوفی کا پرلا کنارہ ہے۔ قابل تعریف ہے۔ اعظم ہے وسیع ہے۔ تیری مستقل مزاجی کو آفرین ہے کہ اس سب سے زیادہ قابل تعریف پد کو جان بوجھکر چھوڑتا ہے اور برہم گیان کا طالب ہے۔ حقیقت میں تو ادھکاری ہے اور میں تجھے گیان کا اپدیش دونگا۔ چنانچہ آتما کے گیان سے جو فائدہ ہوتا ہے پہلے اس کو بیان کرتا ہے ٭

۱۲- اس مشکل سے نظر آنے والے چھپے ہوئے۔ اندر گھسے ہوئے۔ گپھا میں پوشیدہ رہنے والے دشوار گزار مقام میں قیام رکھنے والے قدیم اور نورانی آتم دیو کو ادھیاتم یوگ سے جانکر گیانی آدمی خوشی و رنج دونوں کو چھوڑ دیتا ہے ٭

۱۳- اسکو سنکر اور سمجھ کر۔ اور دھرم کی چیز تمیز کر کے۔ اور اپنا لطیف آتما

محسوس کرکے انسان فانی آنند کی چیز جانکر خوش ہوتا ہے۔
اے نچکیتا میں جانتا ہوں کہ تیرے لئے گیان کا دروازہ کُھلا ہوا ہے۔ آتم گیان مشکل ہے مگر بڑے بھاری فائدے کی چیز ہے۔ مشکل اس واسطے ہے کہ آتما مشکل سے نظر آتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نظر سے مخفی ہے۔ نام و صورت کے برقع کے اندر ہے۔ بُدھی کی گپھا میں ہے۔ غرض دشوار گزار مقام یعنی مایا میں نظر سے مخفی قیام رکھتا ہے۔ تو پھر اس ذات نورانی و قدیم و باقی کو جانیں کیونکر۔ شُرتی کہتی ہے کہ ادھیاتم یوگ یعنی اپنے اندر یہ دھیان کرنے سے کہ میں ہی شُدھ گیان سروپ آتما ہوں۔ آدمی اس کو پہنچتا ہے۔ اور جب اسپر یہ کُھل گیا کہ سب کچھ میں ہی ہوں اور میرے سوائے اور کچھ نہیں تو بڑا بھاری پھل یہ ملتا ہے کہ خوشی و رنج کے متضاد جوڑے نہیں رہنے پاتے۔

یہ تو آتم گیان کا منفی فائدہ دکھایا اب مثبت لیجیئے۔ کہ آتما کا اُپدیش گورو سے سنکر اور من میں سمجھ کر۔ اور یہ تمیز کرکے کہ دھرم صرف آتم گیان ہی ہے اور دھرم کی شے صرف آتما ہی ہے۔ اور اس شُدھ گیان کو اپنا آتما جانکر اور آنند روپ مانکر اس آنند سے آدمی خوش ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آتم گیان کی برکت سے آدمی مایا کی جوڑیاں سکھ دکھ راحت و رنج کے تباہ کن خیالات سے مخلصی پاتا ہے اور پرم آنند کا انوبھو کرتا ہے جو اسکا اصلی سروپ ہے۔ یم راج چونکہ نچکیتا کی آزمائش کر چکا ہے اسواسطے اس کو گیان کا ادھکاری بتاتا ہے۔ چنانچہ نچکیتا اس سے گیان پوچھتا ہے۔

۱۴۔ دھرم ادھرم۔ علت و معلول۔ اور ماضی و مستقبل سب سے الگ جو پرم پد تجھے نظر آتا ہے وہ مجھے بتا۔

یم راج نے چونکہ بار بار نچکیتا کو آتم گیان کا ادھکاری بتایا ہے اس واسطے نچکیتا اب اس سے آتما کے متعلق سوال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شُدھ گیان سروپ

آتما اسنگ ہونے کی وجہ سے دھرم اور ادھرم یعنی وید میں بنائے ہوئے نیک اور بد کاموں سے الگ ہے۔ اور جو وامی اور نتیہ ہونے کی وجہ سے ماضی و مستقبل دونوں سے الگ ہے۔ اور گیانی ہونے کی وجہ سے جسکا انوبھو مجھے ہوا ہے۔ وہ مجھے بتا۔ مطلب یہ ہے کہ تو برہم گیانی آچاریہ ہے۔ مجھے برہم گیان کا اُپدیش کر۔ یم راج گیان کا مضمون لفظ "اوم" سے شروع کرتا ہے ÷

۱۵- تمام وید جس پد کی تعریف کرتے ہیں۔ تپ کی تمام ریاضتیں جسے بتاتی ہیں۔ جسکی خواہش سے لوگ برہم چاری برت دھارن کرتے ہیں۔ وہ پد میں تجھے مختصراً بتاتا ہوں کہ "اوم" ہے ÷

۱۶- یہ لفظ برہم ہے۔ یہ لفظ سب سے اعلےٰ مقام ہے۔ اس لفظ کو جانکر جو شخص جو کچھ چاہتا ہے وہی اُس کو مل جاتا ہے ÷

۱۷- یہ سہارا سب سے افضل ہے۔ یہ سہارا سب سے اعلے ہے۔ اس سہارے کو جانکر آدمی برہم لوک میں عظمت پاتا ہے ÷

کسی چیز کا گیان نہیں ہو سکتا جب تک اس کے واسطے کوئی علامت مقرر نہ کیجائے جس سے آدمی خود بھی اسے پہچان سکے اور اوروں کو بھی بتا سکے۔ سب سے بہتر علامت نام ہے اور خاصکر وہ نام جس سے مسمے یا نامی کی خصوصیات بھی ظاہر ہوں۔ برہم ایسی لطیف شئے ہے کہ من اور بانی کا بشئے نہیں ہو سکتا پس ظاہر ہے کہ اپنے دھیان جمانے اور اوروں کو بتانے کے واسطے اس کے لئے بھی علامت یعنی نام قائم کئے جائیں۔ اسی واسطے سچدانند یہ برہم۔ آتما وغیرہ وغیرہ اسکے نام گھڑے گئے ہیں۔ برہم کا سب سے قدیم سب سے متبرک اور سب سے پیارا نام پرنو یعنی اونکار ہے۔ اس میں بڑی بھاری خوبی یہ ہے کہ برہم کی جن خصوصیات کے ذریعے سے اُپاسنا کی جا سکتی ہے۔ لفظ اوم اُن سب کا مظہر ہے ÷

دیکھو برہم گیان روپ ہے۔ یہ گیان چار حالتوں میں ملتا ہے۔ جاگرت جس میں ذریعۂ علم حواس یا اندریاں ہیں۔ سُوپن جسمیں ذریعۂ علم من ہے سُشپتی جسمیں ذریعۂ علم صرف اپدّیا کی برتی اور مخفی آنند کا بھان ہے۔ اور تریا جسمیں آتما اپدّیا سے بالکل الگ سچّدانند روپ سے پرکاشمان ہوتا ہے۔ ان میں سے تین اوستھائیں پر گھٹ یعنی ظاہر ہیں۔ یہ جاگرت سُوپن اور سُشپتی ہیں۔ اور چوتھی تریا گُپت یعنی مخفی ہے جسکا اظہار نہیں ہوا ہے۔ اس چار اوستھا والے کا کوئی ایسا نام ہو جس سے یہ چاروں اوستھائیں ظاہر ہوں تو اُپاسنا کے واسطے وہ سب سے بہتر شمار ہوگا۔ اس قسم کا نام "اوم" ہے اوم میں تین حروف ہیں۔ ا۔ و۔ م۔ اور اس متبرک شبد کی اُپاسنا اسطرح کیجاتی ہے۔ کہ ایک ایک حرف کو دیر تک بولا جاتا ہے۔ جس وقت اُپاسک "ا" کا اُچارن کرتا ہے۔ تو دل میں یہ دھیان جماتا ہے۔ کہ جاگرت کا جگت اسی الف کا روپ ہے۔ جب "و" کا اُچارن کرتا ہے تو یہ دھیان کرتا ہے۔ کہ سوکشم جگت یعنی تمام تخیلات و تصورات وغیرہ وغیرہ اسی "و" کے روپ ہیں۔ اور جب "م" کے اُچارن میں مُنہ بند ہو جاتا ہے تو یہ دھیان جماتا ہے۔ کہ جاگرت اور سُوپن کے تماشے ختم ہوئے اور تمام جگت مجھ میں اسطرح لَے ہو گیا جسطرح سُشپتی یا پرلے میں ہو جاتا ہے۔ رہی چوتھی حالت تریا وہ گپت یعنی مخفی ہے۔ اسی طرح اوم میں بھی ایک چوتھی ماترا اور ہے۔ جو ظاہر نہیں بلکہ گپت ہے ؎

یہ اوم کی اُپاسنا کہلاتی ہے۔ اُپاسک جب خالی ہوتا ہے۔ مُنھ سے برابر اوم کا اُچارن کرتا رہتا ہے۔ ناظرین میں سے بعض اصحاب نے سوامی رام تیرتھ کے درشن کئے ہونگے۔ اور دیکھا ہوگا۔ کہ جب تک وہ کسی سے باتیں کرتے ہوتے تھے۔ تو اُس کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ لیکن جہاں بات ختم ہوئی اور خالی ہوئے اور اُن کے مُنہ سے میٹھے سُروں میں۔ اوم۔ اوم نکلنا شروع ہوا۔ کثرت مزاولت سے

آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ بلاسعی و کوشش سوتے جاگتے اُسے خبر ہو یا نہ ہو
اوم کا اُچارن برابر جاری رہتا ہے۔ اس حالت کو اجپا جاپ کہتے ہیں۔ اور یہ
اوم کے ابھیاس کی انتہائی معراج ہے ٭

یم راج چونکہ نچکیتا کو برہم گیان کا اُپدیش کرتا ہے۔ اس واسطے لازمی ہے
کہ اوّل برہم کا ایسا نام بتائے۔ جو سب سے افضل ہے اور جس کے ذریعہ سے
وہ برہم کو سمجھ سکے۔ یہ نام جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔ اوم ہے۔ اور چونکہ اوم
کی اُپاسنا سے آدمی برہم پد پر پہنچتا ہے۔ اور شروع میں ہر ایک چیز کو اونکار
روپ کر کے ہی دیکھا جاتا ہے۔ اس واسطے گویا اوم ہی برہم پد ہے۔ چنانچہ
اس کی تعریف کرتا ہوا کہتا ہے۔ کہ چاروں وید جس پد کی مہما گاتے ہیں جسکے
لئے لوگ ریاضتیں یعنی تپ کرتے ہیں۔ اور برہمچاری برت دھارن کرتے ہیں۔ وہ
میں تجھے ایک لفظ میں بتاتا ہوں۔ کہ اوم ہے۔ جاگرت۔ سوپن۔ سُشپتی اور تریا
کی چاروں حالتیں اسکی چار ماتراؤں سے ظاہر ہیں۔ اس کی اُپاسنا کر اور تو
برہم پد پر پہنچیگا ٭

رغبت دلانے کے واسطے اگلے دو منتروں میں یم راج اوم کی نسبت
کہتا ہے۔ کہ یہی برہم ہے۔ سب سے اونچا مقام ہے۔ اور اس کے اصلی معنی
سمجھکر جو شخص اُپاسنا کرتا ہے۔ اُسے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ سب مل جاتا ہے۔
اوم کا سہارا سب سے افضل سہارا ہے۔ کیونکہ یہ برہم کے ناموں میں سب سے
افضل نام ہے۔ اسی طرح یہ سہارا سب سے اونچا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سب سے
اونچے پد پر پہنچانے والا ہے۔ اس سہارے کی مدد سے آدمی اتنی عظمت کو پہنچتا
ہے۔ کہ برہم روپ ہو جاتا ہے۔ اگلے منتروں میں اوم کے معنے برہم یا آتما کا سروپ
یم راج کھولتا ہے ٭

۱۸۔ یہ گیان سروپ آتما نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ نہ کہیں سے کچھ ہوگیا ہے
بے پیدائش دوامی مدامی اور ذات قدیم ہے۔ مرتے ہوئے جسم میں نہیں مرتا۔

۱۹۔ مارنے والا اگر یہ جانتا ہے کہ میں اسے ماروں اور مرا ہوا اگر اسے مردہ
جانتا ہے تو دونوں نے کچھ نہیں جانا۔ نہ یہ مارتا ہے نہ مارا جاتا ہے۔

جس آتما کی اُپاسنا اوم کے سہارے سے بتائی گئی ہے شرتی اب اس کا سروپ بتاتی ہے کہ وہ شُدھ گیان روپ ہے۔ دیکھو تمہیں جگت کا گیان ہوتا ہے کہ اب تو کسی چیز کا پرکاش ہوا اور اب وہ گیان میں نہیں رہی۔ اسی اگیان میں سے بشے کو نکال دو تو اپنے شُدھ سروپ کے لحاظ سے یہی آتما ہے جس میں خواب کے نقشے کی طرح جگت اُٹھتا ہے قائم رہتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔ گیان چونکہ جسم و جسمانیات میں سے نہیں ہے اس واسطے بے حصص اور سدا ایک رس ہے۔ چونکہ پیدا ہونے کے معنی ہیں حصوں کا ترکیب پانا اور مرنے کے معنی ہیں اس ترکیب کی تحلیل ہو جانی۔ اس واسطے یہ دونوں بکار بے حصص آتما میں نہیں ہو سکتے۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ آتما کہیں سے یعنی کسی علت میں سے کچھ ہو کر یعنی معلول بنکر یا ترکیب پاکر نہیں نکلا ہے۔ بلکہ ذات قدیم و باقی ہے یعنی سدا سے ہے اور سدا رہیگا۔ مرتا حصہ دار جسم ہے نہ کہ بے حصص گیان سروپ آتما۔ پس جو شخص یہ گمان باطل کر رہا ہے کہ آتما مرتا یا مارتا ہے وہ سخت غلطی پر ہے آتما گیان سروپ اور ایک رس ہونے کی وجہ سے نہ مرتا ہے نہ مارتا ہے۔ یہاں سوال اُٹھتا ہے کہ اس آتما کو کون جانتا ہے اور کسطرح جانتا ہے۔ یم راج کہتا ہے۔

۲۰۔ آتما چھوٹے سے چھوٹی اور بڑے سے بڑی چیز ہے۔ یہ تمام ذیحیات کے
قلب کی گپھا میں رہتا ہے۔ اس کو وہ شخص دیکھ سکتا ہے جسکا من

ایسا شُدّھ ہوگیا ہے کہ نہ اُس میں کامنائیں اُٹھتی ہیں نہ رنج وغم ہوتا ہے۔

۲۱- یہ آتما بیٹھا ہؤا دور جاتا ہے اور لیٹا ہؤا سب جگہ گشت لگاتا ہے۔
اس خوش وناخوش دیو کو میرے سوائے کون جانتا ہے ✣

۲۲- دانا آدمی یہ مانکر کسی طرحکا فکر نہیں کرتا کہ بے جسم آتما جسم میں رہتا ہے۔ بے قیام چیزوں میں قیام رکھتا ہے۔ بڑا ہے اور سروویاپی ہے ✣

آدمی حیوانات نباتات جمادات سب کے جسم خواب کی سی صورتیں ہیں ان میں گیان سروپ آتما رہتا ہے اور اسی کی لیلا سے یہ سب ہست ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا یعنی نہایت لطیف اس واسطے کہا کہ لطیف چیزیں یعنی اندریاں من اور بدّھی بھی اس کے مقابلے میں موٹی اور کثیف ہیں۔ اور بڑے سے بڑا اسواسطے کہا کہ سروویاپی ہے۔ اسکا انوبھو آدمی کو اُس وقت ہوتا ہے جب اس کا انتہ کرن یعنی قلب ایسا مصفّا ہو جائے کہ نہ اُس میں کامنائیں یعنی خواہشیں رہیں نہ رنج وغم رہنے پائے۔ کیونکہ جب تک خواہشوں کی خلش اور اُنکا نتیجہ رنج وغم موجود ہے۔ آدمی اگیان میں پھنسا ہوا ہے اور اسنے اپنی ماہیت ذاتی نہیں پہچانی ہے ✣

چونکہ سروپ سے آتما شُدّھ گیان ہے اور مایا کے سمبندھ سے بہمہ صفات موصوف جیسا ایشاواسیہ اُپنشد میں ہم شرح کے ساتھ لکھ آئے ہیں اسواسطے متضاد صفات اس میں لگا سکتے ہیں کہ وہ ثابت وقائم ہو کر بھی من کے سمبندھ سے متحرک معلوم ہوتا ہے۔ اور آنند روپ ہو کر بھی من کے سمبندھ سے دکھی نظر آتا ہے۔ یم راج کہتا ہے کہ اسکا انوبھو مجھ جیسے برہم گیانی ہی کر سکتے ہیں جو مایا اور برہم دونوں کا سروپ جاننے والے ہیں نہ کہ اگیانی لوگ جو مایا میں پھنسے ہوئے ہیں

برہم گیانی رنج و فکر کا شکار نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فکر وغیرہ من کے دھرم ہیں اور من محض جسمانی چیز ہے جو خواب کی صورت کی طرح مجھ بے جسم اور ثابت و قائم آتما میں رونما ہے۔ یہ محدود من اور اس کے محدود فکر مجھ سرّودیاپی آتما کو ذرا بھی لیپایمان نہیں کر سکتے۔ اس طرح آتما کا سروپ اور آتم گیان کی طرف اشارہ کر کے یم راج اب اور شرائط کا بیان کرتا ہے جو آتم گیانی میں ہونی لازمات میں سے ہیں ÷

۲۳۔ یہ آتما وید کے پڑھنے دلیل بازی کرنے اور بہت سننے سنانے سے نہیں ملتا۔ ہاں جسکو خود چُن لیتا ہے اُسے ملتا ہے اور اسپر اپنا سروپ کھولتا ہے ÷

۲۴۔ جس شخص نے بُرے کام نہیں چھوڑے۔ جو شانت اور یکسو نہیں ہے جسکا من شانت نہیں ہے وہ محض دلیل و عقل سے آتما کو نہیں پہنچ سکتا ÷

۲۵۔ برہمن اور کشتری دونوں جسکی کھچڑی اور موت جسکی چٹنی ہے۔ اس آتما کو اسطرح کون جان سکتا ہے کہ کہاں ہے ÷

آتم گیان الوبھو کا کھیل ہے۔ اس واسطے انہیں نصیب نہیں ہوتا۔ جو کتابوں کے کیڑے ہیں اور وید شاستر رٹتے میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ بحث و مباحثے اور دلیل بازی میں وقت عزیز ضائع کیا کرتے ہیں۔ یا جو کتھاؤں وغیرہ میں بہت آتے جاتے رہتے۔ ان کے پلّے بھی کچھ نہیں پڑتا۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے من میں حقیقت کے پہنچے کی تیز خواہش یعنی ممکشتا نہیں ہے۔ بلکہ صرف لفظوں کے ہیر پھیر میں ہی جن سے آتم گیان نہیں ہوتا بلکہ اصطلاحوں ہی میں مشاقی حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر آتما کیسے ملتا ہے؟ صرف اُسے

جسے آتما چن لیتا یا پسند کر لیتا ہے۔ اُسی پر آتما کا کشف ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں تیز مموکشتا کی آگ لگی ہوئی ہے اور جو دل و جان سے چاہتا ہے کہ اگیان کو چھوڑ کر میں آتم درشن کروں وہی آتما کا انوبھو کرتا ہے اور کوئی نہیں۔ اُس آتما کو اپنی تلاش ہے اور آتما سے آتما کو پہنچا چاہتا ہے۔ چونکہ اور کچھ چاہتا نہیں ہے ایک یہی ہے۔ اسواسطے اُسپر اپنا سروپ کھلیگا۔ رہے کتابی کیڑے یا دلیل باز انہیں آتما کی چاہ نہیں ہے۔ کتابوں اور دلیلوں کی چاہنا ہے جو پوری ہو جاتی ہے۔ یہ پرش شردّھامے ہے جیسے جسکی شردّھا ہوتی ہے ویسا ہی وہ ہو جاتا ہے۔

محض تیزی عقل اور دلیل بازی آتما کے کشف میں مددگار ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اگیان کا اُلٹا حجاب اور بڑھاتی ہے۔ من پر اگیان کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اُسے اُتارو اور اس میں آتما کا پرکاش ہوگا۔ اُتارنے کا طریق کیا یہی کہ بُرے کاموں کے خیالات سے من کو صاف کرو۔ شانتی اور یکسوئی کی حالت بہم پہنچاؤ۔ من کو اِدھر اُدھر مارا مارا پھرنے سے روکو۔ من کا آئینہ خیالات غیر سے صاف ہو جاتا ہے تو اس میں آتما کا عکس منعکس ہوتا ہے اور آدمی پہچانتا ہے کہ میں شُدّھ بُدّھ سچدانند برہم ہوں اور میرے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

آتما کے انوبھو کے واسطے من کی انتہا درجے کی صفائی اسواسطے ضروری ہے کہ آتما کا تصور معمولی تصور نہیں ہے کہ ذرا سی کوشش کی اور دل میں جم گیا۔ بلکہ آتما وہ افضل و اعلےٰ چیز ہے کہ برہمن اور کشتری جن پر نظام عالم مبنی ہے اور شودر و ویش جن کے صرف عکس ہیں وہ اس سروپائی آتما کی کھانے کی چیزیں ہیں۔ تمام مخلوق عالم آتما ہی میں سے نکلکر آتما ہی میں سمانے کو بنی ہے اور

موت جس سے بڑھکر دنیا میں اور کوئی زبردست طاقت نہیں ہے۔ کیونکہ سب کو ہی اپنا لقمہ بناتی ہے۔ وہ بھی آتما کی چٹنی ہے۔ پرلے میں نہ مخلوق عالم رہتی ہے نہ ان کے کھانے والی موت۔ ایک آتما ہوتا ہے کہ سب کو کھچڑی کی طرح کھاکر اور موت کو چٹنی بناکر قائم و ثابت رہتا ہے۔ اس سے آتما کی عظمت ظاہر ہے کہ اسکی برابر کوئی نہیں ہے۔ پس اُسے معمولی چیز نہ سمجھو بلکہ ہر طرح تمام عظمت دل میں بٹھاؤ اور من کو اس لایق کرو کہ یہ الو بھو ہم پہنچا سکو کہ میں وہ شُدھ گیان سروپ سرو ویاپی آتما ہوں جس میں خواب دنیا کا نظارہ اُٹھتا ہے قائم رہتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے۔

دوسری ولّی کا خلاصہ

پہلی ولّی میں یہ بتایا ہے کہ آدمی کو تین طرح کی چاہنا ہوا کرتی ہے۔ گھر کے بھوگوں کی سورگ کے بھوگوں کی۔ اور موکش کی۔ نچکیتا کو چونکہ پہلی قسم کی دونوں چاہنائیں نہیں ہیں۔ صرف موکش کا طالب ہے۔ اسواسطے یم راج اس ولّی میں اس کو گیان کا اپدیش کرتا ہے اور کہتا ہے۔

۱۔ بھوگ کچھ اور چیز ہیں اور موکش کچھ اور۔ ان کے نتایج بھی مختلف ہیں۔ ان میں سے طالب موکش کا بھلا ہوتا ہے اور بھوگوں کے طالب کا نقصان۔ پس دانا وہ شخص ہے جو بھلائی کی چیز یعنی موکش کو بھوگوں پر ترجیح دیکر آتم گیان کا شایق ہے۔

۲۔ بھوگوں کے طالب اگیان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کے برعکس موکش کے طالبوں کا میلان گیان کی طرف ہے۔ اے نچکیتا تجھے چونکہ بھوگوں کی چاہ نہیں ہے

اسواسطے تو گیان کا ادھکاری ہے۔ اور تجھے آتم لابھ ہوگا۔ اگیانیوں کی طرح پریشانی نہیں ہوگی ✤

۲۔ مگر آتم گیان آسان چیز نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بہتیروں کے سنسکار ہی ایسے نہیں ہوتے کہ گیان سُن سکیں۔ بہتیرے سُنتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ پس گیانی گورو اور لائق چیلا دونوں دُرلبھ ہیں ✤

۳۔ گورو برہم نشٹھ ہونا ضروری ہے۔ معمولی آدمی جو خود آتم تتو کو نہیں پہنچا ہے۔ اوروں کو کیا خاک گیان دے سکتا ہے۔ دلیل سے برہم گیان نہیں ہو سکتا۔ نہ کرم کرنے سے موکش ہوتی ہے۔ بلکہ کرم کا سب سے اعلےٰ پھل یہ ہے کہ آدمی دیو بھاو یا ادھکار کو پہنچ جائے۔ اس کے برعکس آتم گیان کا پھل یہ ہے کہ آدمی کے دل میں رنج و فکر کا نام نہیں رہتا اور پرم آنند کی پراپتی ہوتی ہے ✤

۵۔ آتم گیان کے واسطے اوّل مقدس اوم کی اُپاسنا اسطرح کرنی چاہیئے کہ اس کی چاروں ماترائیں جاگرت سوپن سشپتی اور تریا کو بتاتی ہیں۔ پھر آتما کا سروپ اسطرح بچارنا چاہیئے کہ میں شُدّھ گیان روپ ہوں۔ اس واسطے نہ پیدا ہوتا اور مرتا ہوں۔ نہ علّت و معلول کی حدوں سے محدود ہوں۔ سرو ویاپی ہوں۔ لطیف سے لطیف اور کثیف سے کثیف ہوں۔ شُدّھ روپ سے میں محض بے صفات ہوں اور مایا کے سمبندھ سے تمام صفات کا خزانہ ہوں وغیرہ وغیرہ ✤

۶۔ آتم گیان کے ادھکاری کے واسطے ضروری ہے کہ کتابی کیڑے بننے اور بحث و مباحثہ کرنے وغیرہ سے پرہیز کرے۔ اور اپنے من کو بُرے کاموں کے چھوڑنے سے شُدّھ کرے۔ شانتی اور یکسوئی کی حالت بہم پہنچائے اور اندریوں یعنی حواسوں اور من کو روکے۔ قلب مصفّا ہو گیا تو اس میں خود بخود آتما کا کشف ہوگا۔ غرض دوباتیں بڑی ہیں۔ ایک تتھ مکتا کا ہونا

دوسرے من کی شُدھی +

تیسری ولّی

اس ولّی کا دوسری ولّی سے تعلق یہ ہے کہ دوسری میں گیان اور اگیان کا اشارۃً ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں دونوں کا سروپ علیحدہ علیحدہ کھول کر دکھایا ہے اور رتھ کی تمثیل سے اس کی توضیح کی ہے۔ ساتھ ہی یہ بتایا ہے کہ آدمی آسانی کے ساتھ آتم گیان کس طرح حاصل کرے اور اندریوں اور من وغیرہ کو کیونکر روکے +

۱- برہم کے جاننے والے۔ پانچ اگنیوں میں ہون کرنے والے اور تین ناچکیتا یگیہ کرنیوالے کہتے ہیں اس لوک میں بدھی کی گپھا میں جو سب سے اونچا مقام ہے نیک اعمال کا پھل بھوگتے ہوئے نور و سایہ دونوں رہتے ہیں +

۲- جو ناچکیتا یگیہ کرنے والوں کی حد فاصل ہے اسکو بھی ہم جان سکتے ہیں اور اس کو بھی جو لافانی پرم برہم ہے۔ بے خوفی کا مقام ہے اور پار اُترنے والوں کے لئے پرلا کنارہ ہے +

برہم کے جاننے والے گیانی لوگ ہیں۔ پانچ اگنیوں میں ہون کرنے والے وہ گرہستی لوگ ہیں جو گارہپتیہ دکشنا اگنی وغیرہ گھروں میں رکھتے تھے اور ہون کیا کرتے تھے۔ ناچکیتا یگیہ کرنے والے سورگ کے اور دیوتا بھاؤ کے خواہشمند ہیں۔ یہ سب کہتے ہیں کہ اس لوک یعنی جسم انسانی میں بدھی سب سے اعلےٰ مقام ہے اور اس میں اعمال نیک کا پھل بھوگتے ہوئے نور و سایہ دونوں رہتے ہیں۔ نور سے مراد شُدھ

بھوگتا جیو کہلاتا ہے۔ بُدّھی کو سب سے اعلےٰ مقام اسواسطے کہا کہ اسی میں چیتن کا
عکس پڑتا ہے اس واسطے یہ سب سے لطیف چیز ہے۔ یہی عکس بُدّھی وغیرہ
کے ساتھ ملکر جیو کہلاتا ہے جو کرم کا پھل بھوگتا ہے۔ جیو کا اصلی سروپ شُدّھ گیان
یا نور ہے جو گویا ابدّیا والے سروپ سے جدا چیز ہے۔ اس واسطے نور و سایہ کو
دو کہا۔ شُدّھ سروپ کرتا بھوگتا نہیں ہو سکتا کیونکہ محض گیان روپ ہے۔ اور
محض گیان میں کرتاپن وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ پس شُرتی جو نور و سایہ دونوں کو کرم پھل کا
بھوگنے والا بتاتی ہے وہ اسی طرح کا ایک محاورۂ زبان ہے۔ جسطرح دس بیس
آدمی جا رہے ہوں اور اُن میں سے ایک دو کے پاس چھتریاں ہوں تو کہا جاتا
ہے کہ چھترے والے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اس مجمع میں سب چھتری والے نہیں ہیں۔ +
اوپر کے منتر میں برہم یا آتما کے دو سروپ بتائے ایک شُدّھ دوسرا
مایا یا ابدّیا کے ساتھ۔ ان دونوں ہی کا جاننا ضروری ہے کیا وجہ کہ جب تک
ادّھیا روپ نہیں کیا جاتا یعنی شُدّھ میں کسی کلپنا کا سہارا نہیں لیا جاتا ہے
اس وقت تک اپواد یعنی اس کلپنا کو دور کرکے شُدّھ سروپ کو پہچانا بھی نہیں جاتا۔ چنانچہ
یم راج کہتا ہے کہ نچکیتا یگیہ کو بھی جسکا پھل سب یگیوں کے پھل سے افضل ہے میں جانتا
ہوں اور پرم برہم یعنی شُدّھ گیان سروپ آتما کو بھی۔ مطلب یہ کہ کرم یوں تو مایا و بہت
چیتن ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن اسکو چھوڑنا نہیں چاہیئے بلکہ من کی شُدّھی کے واسطے
جسکا بیان دوسری ولی کے اخیر میں ہو چکا ہے کرنا چاہیئے۔ من شُدّھ ہو گیا تو اس میں آتما کا
عکس منعکس ہوگا جو پرم برہم ہے۔ جسے پہنچکر آدمی بے خوف ہو جاتا ہے اور جو سنسار ساگر سے
پار اُترنے والوں کے واسطے پرلا ساحل ہے۔ کرم کرنے والے مایا و بہت چیتن پر ہی ٹھہر جاتے
گیانی کرم کو من کو شُدّھی کا ذریعہ بنا کر دنیا سے تر جاتے ہیں۔ اسی سہارے کی توضیح کے
واسطے شرتی کہتی ہے

۳- آتما کو سوار جان جسم کو رتھ۔ بُدّھی کو رتھ بان۔ اور من کو لگام ÷
۴- اندریوں کو گھوڑے کہتے ہیں اور بِشیوں کو وہ چیزیں جنہیں وہ محسوس کرتی ہیں۔ دانا لوگ من اور اندریوں کے ساتھ آتما کو بھوگتا کہتے ہیں
یہاں آتما کو سوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جسم خاکی رتھ ہے بُدّھی رتھ بان ہے۔ من لگام ہے۔ اندریاں گھوڑے ہیں اور بِشے ان ہر طرف دوڑنے والے گھوڑوں کی جولانگاہ ہیں۔ اس ابدّیا کی گاڑی میں سوار آتما کو جب اندریاں وغیرہ اسکے ساتھ ہیں بھوگتا کہتے ہیں یعنی اس حالت میں شُدّھ نہیں ہے بلکہ بھوگوں میں پھنسا ہوا ہے ÷
۵- جسکی بُدّھی باتمیز نہیں ہے اور جسکا من ہمیشہ منضبط نہیں ہے۔ اندریاں اُس کے بس میں اسی طرح نہیں رہتیں جسطرح شریر گھوڑے رتھ بان کے بس میں نہیں رہتے ÷
۶- جسکی بُدّھی باتمیز ہے اور جسکا من منضبط رہتا ہے۔ اندریاں اس کے بس میں اسطرح رہتی ہیں جسطرح سدھے ہوئے گھوڑے رتھبان کے بس میں رہتے ہیں ÷
۷- جسکی بُدّھی باتمیز نہیں ہے جسکا من منضبط نہیں ہے۔ اور ہمیشہ ناپاک رہتا ہے۔ وہ پرم پد کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ آواگون میں چکّر کھاتا رہتا ہے ÷
۸- جسکی بُدّھی باتمیز ہے جسکا من منضبط ہے۔ اور ہمیشہ پاک رہتا ہے۔ وہ اس پرم پد کو پہنچتا ہے۔ جس سے پھر بازگشت نہیں ہے ÷
۹- جسکا رتھ بان بُدّھی ہے اور من لگام ہے۔ وہ مسافر اس منزل مقصود کو پہنچتا ہے جو وشنو کا پرم پد ہے ÷
تیسرے منتر میں آتما کو سوار بُدّھی کو رتھ بان من کو لگام اور اندریوں کو گھوڑے بتایا ہے۔ اب شرتی کہتی ہے کہ اگر رتھ بان بُدّھی باتمیز نہیں ہے یعنی اپنے سوار کا بھلا بُرا نہیں سوچ سکتی

اور من کی لگام رُکی ہوئی نہیں ہے۔ تو سرکش گھوڑوں کی طرح اندریاں رتھ کو گھسیٹ کر
جا ہے جہاں لیجائینگی جیسے روزمرہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی قمار خانے کی طرف
بھاگا چلا جاتا ہے۔ کوئی شراب خانے کی طرف۔ اسکے برعکس جسکی بُدّھی باتمیز ہے
اور من کی لگام زور سے پکڑے ہوئے ہے اس کی اندریاں سیدھے ہوئے گھوڑوں
کی طرح بس میں رہکر رتھ کو راہ راست پر لے چلتی ہیں ÷

بے تمیز و باتمیز رتھ بان اور منضبط و غیر منضبط من کا بیان ہوا۔ سوار یعنی آتما کو
ان سے جو فائدہ و نقصان پہنچتا ہے اب شُرتی اسکو بیان کرتی ہے۔ کہ اگر بُدّھی
باتمیز اور من منضبط و پاک نہیں ہے تو سوار کو آتم پد یا پرم پد میسر نہیں ہوتا۔ بلکہ
وہ بُدّھی من اور اندریوں کے لشیوں میں پھنسا ہوا آواگون ہی میں چکر کھاتا رہتا
ہے۔ اس کی برعکس اگر بُدّھی ست اور اسَت کی تمیز رکھتی ہے اور من لشیوں سے
رُکا ہوا اور پاک ہے تو آدمی کو وہ اونچا پد ملتا ہے جسکو پہنچکر پھر اس دنیا ے دنی میں
آنا نہیں پڑتا ÷

وہ اونچا پد کیا ہے؟ شرتی بتاتی ہے کہ جس آدمی کی بُدّھی ست اور اَست کی
تمیز رکھتی ہے۔ اور من کی لگام کو مضبوطی کے ساتھ روکے ہوئے ہے۔ یعنی من کو
ادھر اُدھر نہیں جانے دیتی۔ وہ مسافر شخص منزل مقصود کو پہنچتا ہے۔ جو وشنو یعنی
سرو ویاپی آتم پد ہے۔ اور یہ وہ پد ہے۔ جس سے اونچا مقام اور کوئی نہیں ہے ÷

اندریاں من اور بُدّھی سب اگیان کے بنے ہیں۔ اِن کے روکنے سے جو فائدہ
ہوتا ہے۔ اُس کی انتہا یہ بتائی۔ کہ آدمی کو وشنو کا پد یعنی پرم پد ملتا ہے۔ اب شرتی اس
رمز معنی کو کھولتی ہے۔ کہ اے شخص وشنو تجھ سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ بلکہ تیرے ہی
اندرونی آتما یعنی ذاتِ خاص کا نام وشنو ہے۔ ساتھ ہی وہ طریقہ بتاتی ہے جس سے
آدمی اس آتم تتو کو آسانی سے پہچان سکے ÷

۱۰۔ اندریوں سے بشئے پرے ہیں۔ بشیوں سے من پرے ہے۔ من سے بُدّھی پرے ہے۔ اور بُدّھی سے مہان آتما یعنی مہت ÷

۱۱۔ مہت سے اوّیکت پرے ہے۔ اور اوّیکت سے پُرش پرش سے پرے کچھ نہیں ہے۔ وہ حد ہے وہ پرم گتی ہے ÷

۱۲۔ یہ آتما تمام چیزوں میں چھپا ہوا ہے۔ اور ظاہر نہیں ہوتا۔ صرف باریک بیں لوگ عقل تیز و باریک سے اِس کو دیکھتے ہیں ÷

اندریاں کثیف چیزیں ہیں۔ یہ پانچ مہا بھوتوں سے بنی ہیں۔ جن کے مجموعے انہیں محسوس ہوتے ہیں۔ بھوت اوّل ظاہر ہوئے ہیں اور اندریوں کا بعد میں ظہور ہوتا ہے اسواسطے گویا مہا بھوت یا بشئے اندریوں سے پرے ہیں مہا بھوت من نے کلپنا کئے ہیں۔ اسواسطے من مہا بھوتوں سے پرے ہے۔ من سے پرے بُدّھی ہے جو نشچے آتمک ہے۔ اور جس سے سنکلپ بکلپ آتمک من پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے بُدّھی من سے زیادہ سوکشم چیز ہے۔ بُدّھی سے مہان آتما یعنی مہت بڑی چیز ہے۔ یہ پہلا تتو نکلا مہت تتو نہیں ہے۔ بلکہ یہاں مہت سے مُراد ہرنیہ گربھ سے ہے۔ جو سب سے پہلا گیان دان وجود ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس ہرنیہ گربھ سے پرے اوّیکت ہے یعنی پرکرتی یا مایا کی حالت غیر مشہود جس میں تینوں گُن ساموا وستھا یا حالت ہموار میں رہتے ہیں۔ یہ پرلے کی حالت ہے۔ اور اس کا انوبھو ہمیں روز سُشُپتی میں ہوتا ہے۔ مایا کے دایرے میں اس اوّیکت سے بڑی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر پُرش یعنی گیان سروپ آتما اس سے بھی پرے ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پُرش جب تک چاہتا ہے۔ مایا کے تماشے دیکھتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ اُن سے نظر ہٹا لیتا ہے۔ اور مایا اُس کے سامنے سے غائب ہو جاتی ہے۔ اس واسطے پُرش مایا سے پرے ہے۔ مگر پرش سے پرے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ ہر ایک چیز کی حد ہے۔ یہیں تک جا سکتے

ہیں۔ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ پُرش کون ہے۔ اے پوچھنے والے تو ہی اور کوئی نہیں کیونکہ گیان تیرا سروپ ہے۔ اور تیرے ہی گیان میں اوّیکت۔ مہت۔ بدّھی۔ من۔ اندریہ بشئے سب کے تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ تو ان سب کے تماشے دیکھتا ہے۔ یہ خواب کی سی صورتیں ہیں اور تو خواب دیکھنے والا۔ یہ جڑ ہیں اور تو چیتن۔ یہ سب نیچے درجے کی چیزیں ہیں۔ اور تو ان سب کے پرے ہے۔ تیرے پرے کچھ نہیں ہے ÷

یہ گیان سروپ آتما تیرا ہی سروپ نہیں ہے۔ بلکہ گیان آدمی جانور۔ نباتات اور جمادات سب میں انتریامی روپ ہو کر رہتا ہے۔ ہاں چونکہ نام وصورت کے بُرقع میں چھپا ہوا ہے۔ اس واسطے سب پر ظاہر نہیں ہوتا۔ باریک بیں گیانی لوگ ہی اپنی باریک وتیز عقل سے اس کو ایک ایک خول سے علیحدہ کرتے ہیں۔ اور اپنا آتما کر کے محسوس کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ مندرجۂ ذیل ہے ÷

۱۳۔ دانا آدمی بانی کو من میں روکے۔ من کو گیان آتما یا بدّھی میں بدّھی کو مہت میں اور مہت کو شانت آتما میں ÷

دانا آدمی سے آتم گیان کا طالب مراد ہے۔ آتم پد کو پہنچنے کے واسطے آدمی کو لازم ہے کہ لئے چنتن کا ابھیاس کیا کرے۔ وہ اسطرح ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی تمام چیزیں پانچ مہابھوتوں یعنی خاک آب آتش باد اور آکاش سے ملکر مبنی ہیں پس یہ خاک آب آتش باد اور آکاش ہی ہیں انکے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں ÷

جب اشیائے مرکب کی اسطرح تحلیل ہو گئی تو اب سوچنا چاہیئے کہ خاک یا پرتھوی کا علم ہمیں گندھ یا بو کے طور پر ناک سے ہوتا ہے۔ آب یا جل کا ذائقے یا رس کے طور پر زبان سے۔ آتش یا تیج کا روپ کے طور پر آنکھ سے۔ باد یا وایو کا لمس یا سپرش کے طور پر جلد سے اور آکاش کا شبد کے طور پر کان سے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ خاک آب آتش باد اور آکاش حقیقت میں بیرونی وجود رکھتے ہیں یا نہیں۔ مگر انکی خصوصیات یعنی

شبد۔ سپرش روپ رس گندھ کا احساس ہوتا ہے۔ پس ہمارے لیئے شبد سپرش وغیرہ احساسی چیزیں ہی جو کچھ ہیں وہ ہیں خاک آب وغیرہ کچھ نہیں ہیں۔ گویا اس مقام پر ہم بیرونیات کے احاطے سے باہر آ کر اندریوں کے احاطے میں آ گئے ÷

اب سوچیئے کہ خواب میں بھی روزمرّہ دیکھا جاتا ہے کہ کان شبد سنتا ہے۔ جلد سپرش کرتی ہے۔ آنکھ روپ دیکھتی ہے۔ زبان رس لیتی ہے اور ناک بو سونگھتی ہے۔ گویا اندریاں الگ الگ کام کرتی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر خواب میں من کے سوائے اور کچھ چیز نہیں ہے۔ گویا من ہی اندریہ روپ ہو رہا ہے۔ بعینہ یہی حال جاگرت کا ہے کہ علیحدہ علیحدہ اندریاں کوئی چیز نہیں ہیں۔ صرف من ہے کہ مختلف روپوں میں خواب کی طرح تماشے دکھا رہا ہے۔ اسی واسطے شُرتی کہتی ہے کہ دانا آدمی بانی کو من میں رو کے یعنی لے کرے۔ بانی صرف نمونتہً ایک اندریہ لے لی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمام اندریوں سے نظر ہٹا کر انہیں من روپ جانے۔ یوگ میں یہ عمل پرتیاہار کہلاتا ہے ÷

من میں سنکلپ بکلپ اُٹھتے رہتے ہیں یعنی یہ طرح طرح کی صورتیں اختیار کرتا رہتا ہے۔ لیکن سنکلپ شانت ہو جاتے ہیں تو فقط نِشچے یعنی غیر متحرک برتی گیان کی حالت رہ جاتی ہے۔ گویا گیان تو ہے مگر اس میں انفراد یا کثرت نہیں ہے علم ہے عالم و معلوم نہیں رہے۔ یہ بُدّھی کی حالت ہے۔ اسی میں سے سنکلپ بکلپ آتمک من اُٹھتا ہے اور اسی میں شانت ہو جاتا ہے۔ شُرتی کہتی ہے کہ من کے پیچھے دیوانے نہ بنو بلکہ اسے بُدّھی میں روکو یا لے کر دو یعنی جس خزانے میں سے من نکلا ہے من کا خیال حک کر کے اس گیان کے خزانے پر دھیان جماؤ کہ من کے سنکلپ بکلپ کچھ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ من بُدّھی کا ایک سروپ ہے جو نِشچے آتمک غیر متحرک بسیط و محیط برتی گیان ہے۔ جسکا انوبھو سمادھی میں ہوا کرتا ہے ÷

یہ بُدّھی کیا ہے؟ آدی اہنکار یعنی ہرنیہ گربھ کے گیان یا کانشس نس کی حالت۔ پس یہ

ہرنیہ گربھ سے جدا نہیں ہے۔ بلکہ ہرنیہ گربھ روپ ہے۔ اس واسطے شرتی کہتی ہے کہ اسکو مہت یعنی ہرنیہ گربھ میں لے کرنا چاہئے ÷

ہرنیہ گربھ سے آگے دو درجے ہیں یا لو اُپاسک سامیہ اوستھا والی مایا میں پرکرتی لے ہو جائے یا برہم بھاونا کرے۔ پرکرتی میں لے ہونا غفلت و بیہوشی کی حالت ہے ایشاواسیہ اپنشد میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ اندھیرے یا اگیان کی حالت ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ اس واسطے ہرنیہ گربھ پد کے آگے شرتی پرکرتی لے ہونے کو نہیں لیتی ہے بلکہ شانت آتما یعنی شُدّھ بُدّھ گیان سروپ سچدانند پد کو لیتی ہے اور کہتی ہے کہ مہت کو اس میں غائب کرو اور اپنے سروپ میں ستھت ہو جاؤ۔ یہ حد ہے۔ یہ پرم گتی ہے ÷

یہ گیان کا رستہ ہے جو بے شک کٹھن اور دشوار گزار ہے مگر چلنا اسی پر ہے۔ اس واسطے کمر ہمت باندھ کر اس پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے ÷

۱۴۔ اُٹھو جاگو بڑوں کو پہنچ کر گیان لو۔ گیانی اس رستے کو کٹھن دشوار گزار اور چاقو کی دھار جیسا تیز بتاتے ہیں ÷

۱۵۔ جو آتما شبد سپرش روپ رس گندھ کے بغیر ہے آغاز و انجام۔ بے تبدیلی حق اور مہت سے پرے ہے اس کو جان کر ہی آدمی موت کے مُنہ سے چھوٹتا ہے ÷

بے شک گیان کا رستہ کٹھن اور چاقو کی دھار جیسا تیز ہے لیکن اگر سنسار کے دکھوں اور آواگون سے چھوٹنا چاہتے ہو تو اس رستے پر چلنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں پس اُٹھو اور جاگو یعنی اگیان کی میٹھی نیند چھوڑو اور بڑوں یعنی گیانیوں کی خدمت میں حاضر ہو کر گیان لو۔ وہ تمہیں بتائیں گے۔ کہ آتما شُدّھ گیان سروپ ہے اس میں وہ ہمہ محسوسات یعنی شبد سپرش وغیرہ اندریوں کے وشیوں کا لیش تک بھی نہیں ہے جو آدمی کو بیرونیات کی طرف گھسیٹتے ہیں بلکہ وہ بے انت ہے آغاز و انجام اور مہت سے

بھی پرے ہے۔ یہی دنیا کے جھوٹے نقشہ و خواب میں ایک سچّی چیز یعنی ذات حق ہے اے شخص یہ تیرا سروپ ہے۔ گیا اگیان اور موہ میں پھنسا ہوا ہے۔ اپنی اس ذاتِ حقیقی کو پہچان اور تو اب موت سے چھوٹا یعنی مکت ہوا ٭

گیان بتا کر شرتی اب اس اُپنشد کے پڑھنے۔ معنی بچارنے اور اوروں کو سنانے کا پھل بیان کرتی ہے تاکہ لوگوں کو اس کے پڑھنے کا شوق ہو ٭

۱۶۔ جو گیانی آدمی اس یم راج کی کہی ہوئی پرانی نچکیتا کی کہانی کو پڑھتا ہے یا سنتا ہے وہ برہم لوک میں عظمت پاتا ہے ٭

۱۷۔ اور جو اس نہایت مخفی گیان کو برہمنوں کے مجمعے یا بزرگوں کے شرادھ میں سناتا ہے۔ وہ غیر فانی ہونے کے قابل ہے۔ وہ غیر فانی ہونیکے قابل ہے ٭

نچکیتا کی کہانی بڑی پرانی ہے اور اس میں برہم گیان کا سِرّ خفی یم راج کی زبانی بیان ہوا ہے۔ جس سے بہتر موت و زندگی کا راز اور کوئی نہیں سمجھتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص اسے پڑھیگا۔ بچاریگا۔ سنیگا۔ سمجھدار گیانی لوگوں کو سنائیگا۔ یا بزرگوں کے شرادّھ کے موقع پر کتھا کے طور پر باچیگا۔ جب لوگوں کی توجہ دنیا سے ہٹ اور عالم عقبے کی طرف لگی ہوتی ہے۔ وہ غیر فانی یعنی برہم گیانی بننے کی قابلیت رکھتا ہے۔ یعنی چونکہ گیان کتھا کرتا ہے۔ ایک روز وہ آئیگا کہ وہ گیانی ہوگا اور برہم بھاؤ کو پہنچیگا۔ اخیر کے الفاظ کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلا ادّھیائے ختم ہوا ٭

تیسری ولّی کا خلاصہ

دوسری ولی میں ادوم کی اُپاسنا اور برہم کا سروپ بیان ہوا اور آتم گیان کے

ادھکاری کی خصوصیات بتائیں۔ اسی ضمن میں گیان اور اگیان کی طرف بھی اشارہ کیا گیا۔ اس ولی میں ان دونوں کا سروپ علیحدہ علیحدہ کھول کر دکھایا ہے ÷

۱۔ گیان یہ ہے کہ بدھی کی گپھا میں آدمی کا جو اندرونی آتما رہتا ہے وہ شدہ گیان سروپ ہے اور اسی واسطے سدا مکت ہے۔ اگیان یہ ہے کہ مایا کے سمبندھ سے یہ شدھ آتما اپنے کو بندھ میں گرفتار سمجھ کر کرتا بھوگتا بن رہا ہے ÷

۲۔ اس اگیان کے دور کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جسم کو رتھ سمجھو اور اپنے آپ کو رتھ کا سوار بدھی رتھ بان ہے من لگام ہے اور اندریاں گھوڑے ہیں۔ منزل مقصود موکش ہے اسپر پہنچنے کے لیئے ضروری ہے کہ اندریوں کے گھوڑے خوب سدھائے جائیں من کی لگام مضبوطی سے پکڑی جائے۔ اور رتھ بان باتمیز ہو۔ اس سے اندریوں کے دم۔ من کے شم اور بدھی کے بچار وان ہونے کی ضرورت کہی ÷

۳۔ بچار یہ کرنا چاہیے کہ اندریوں سے بشے پرے ہیں بشیوں سے من پرے ہے۔ من سے بدھی پرے ہے۔ بدھی سے مہت یا ہرنیہ گربھ بد پرے ہے۔ مہت سے اویکت پرے ہے اور سب سے پرے ہیں شدھ گیان سروپ آتما ہوں÷

۴۔ اس مطلب سے لئے چنتن کرنا چاہیے۔ اندریوں کو من میں۔ من کو بدھی میں۔ بدھی کو مہت میں اور مہت کو گیان سروپ آتما میں لے کرو۔ یہ راستہ بے شک کٹھن ہے مگر موکش اسی پر چلکر ملتی ہے ÷

۵۔ اخیر میں شوق دلانے کے واسطے اس اُپنشد کے پڑھنے اور اوروں کو سنانیکا پھل بتایا ہے ÷

دوسرا ادّھیائے

چوتھی ولّی

تیسری ولی میں گیان مارگ کو چاقو کی دھار بتایا ہے اور بارھویں منتر میں کہا ہے کہ آتما تمام چیزوں میں چھپا ہوا ہے اور ظاہر نہیں ہوتا۔ صرف گیانی لوگ عقل باریک سے اُسے دیکھا کرتے ہیں۔ اس ولّی میں یہ دکھایا ہے کہ ہر شخص کو آتما کا انوبھو کیوں نہیں ہوتا۔ وہ کیا موانع اور رکاوٹیں ہیں جو حارج ہوتی ہیں اور آدمی کو اگیان میں پھنسائے رکھتی ہیں۔ پہلے انکی تشریح کی ہے اور پھر آتما کے سروپ کی ؂

۱۔ سویمبھو نے بیرونی رُخ سوراخ کھودے ہیں اس واسطے آدمی باہر کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اندرونی آتما کو۔ کوئی برلا ہی گیانی لافانیت کی چاہ سے آنکھ کو پلٹ کر اندرونی آتما پر نظر کرتا ہے ؂

۲۔ بچوں کی طرح نادان آدمی بیرونی شیوں کے پیچھے دوڑتے ہیں اور ہمہ گیر موت کی پھانسی میں پھنستے ہیں۔ گیانی لافانیت کو پہچان کر غیر حقیقی چیزوں میں حقیقت کے ملنے کی چاہ نہیں کرتے ؂

سویمبھو جگت کے رچنے والے ہرنیہ گربھ کا نام ہے جس سے ہر ایک چیز پیدا ہوئی ہے اور جو خود کسی سے پیدا نہیں ہوا ہے۔ سوراخ اندریوں کے سوراخوں سے مراد ہے مثلاً کان آنکھ ناک وغیرہ۔ چونکہ ان کے سوراخوں کا رُخ باہر کی طرف ہے۔ اس واسطے آدمی ان سے بیرونی اشیا کو ہی محسوس کرتا ہے۔ اندرونی آتما کو نہیں۔ ہاں جو کوئی برلا گیانی لافانیت کی چاہ کرتا ہے وہ انکا رُخ باہر کیطرف سے اندر کی طرف موڑتا ہے اور آتما کو دیکھتا ہے

ہیں جس سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا۔ یہی تحقیقاً آتما ہے +

شتر ۳ - ۵ میں آتما کو گیان سروپ بنایا ہے اور کہا ہے کہ گیان کے ہر عمل میں اسیکا ظہور ہے
ان منتروں میں آتما کا قدیم پرکاشمان اور سروویاپی ہونا تمثیلوں کے ساتھ مذکور ہے
تپ سے مراد گیان مے تپ ہے یعنی پرلے کے ختم ہونے اور سرشٹی رچنا کے آغاز میں
ایشور کا یہ سنکلپ کرنا کہ میں ایک ہوں انیک ہو جاؤں۔ شرتی کہتی ہے کہ برہم یعنی گیان
سروپ آتما اس سنکلپ سے بھی پہلے ہی پیدا ہوا ہے یعنی موجود ہے۔ اسی طرح پانی یعنی عناصر
خمسہ سے بھی پہلے موجود ہے جن کی تمام چیزیں بنتی ہیں۔ یہ گیان روپ آتما آدمی کے قلب
میں رہتا ہے اور بھوتوں یعنی علت و معلول کے ہر مجموعے سے ظاہر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ
ہر ایک شے گیان میں ہے۔ اس واسطے ہر شے سے پہلی ہی آتما سب جگہ اور ہر وقت
موجود ہے +

قدامت بنا کر اب شرتی اس بات کی توضیح کرتی ہے کہ جہاں جہاں کام ہو رہا
ہے۔ وہاں یہ چیتن آتما پہلے ہی موجود ہے۔ کیونکہ تمام کاموں کا پرکاش صرف گیان سے
ہی ہوتا ہے جو آتما کا سروپ ہے۔ کھانے والے سے مراد کرنا اور بھوگتا ہے جو ظاہر
ہے کہ پرکاشمان یعنی ذات نوری یا گیان سروپ ہے۔ یہ پرالوں کے ہر عمل میں موجود ہے۔
جو کام ہوتا ہے اسی کی روشنی میں ہوتا ہے۔ اس سے باہر کام کا امکان نہیں یہ آتما
آدمی کے قلب میں رہتا ہے اور علت و معلول کے ہر عمل میں موجود ہے +

جہاں پوجا ہوتی ہے وہاں آتما ہی کی پوجا ہوتی ہے۔ ارنیوں یعنی گھسکر
آگ پیدا کرنے کی دونوں لکڑیوں میں یہی آتما اگنی ہو کر رہتا ہے جو اسطرح محفوظ
ہے جس طرح حاملہ عورتوں کا حمل محفوظ ہوتا ہے اور ہون کرنے والے ہشیار و بیدار ہو کر
اسی میں ہون کر کر کے پوجا کرتے ہیں +

تمام دیوتا یعنی قوائے قدرت اسی میں رہتی ہیں۔ کوئی اس سے باہر نہیں ہے۔ اندر باہر یہی ہر جگہ بسیط اور محیط کل ہے ✣

یہاں اعتراض اُٹھتا ہے کہ جو سچدانند برہم سروویاپی ہے اور جیسے سورج طلوع ہو کر غروب ہوتا ہے وہ غیر محدود وسیع و محیط ہے۔ میں محدود جیو ہوں۔ وہ کچھ اور چیز ہے اور میں کچھ اور۔ جیسا ایشور وادی ہمیشہ سے مانتے چلے آتے ہیں۔ شرتی بتاتی ہے کہ اے شخص تیرا یہ خیال غلط ہے۔ تو ہی وہ برہم ہے ✣

۱۰۔ جو یہاں ہے وہی وہاں ہے۔ جو وہاں ہے وہی یہاں ہے۔ اس شخص کو موت پر موت ہوتی ہے جو یہاں کثرت دیکھتا ہے ✣

۱۱۔ من سے اس بات کو پہنچنا چاہئے کہ یہاں کثرت مطلق نہیں ہے۔ اس شخص کو موت پر موت ہوتی ہے جو یہاں کثرت دیکھتا ہے ✣

جو یہاں ہے یعنی جو گیان سروپ آتما تو ہے وہی وہاں ہے یعنی وہی گیان سروپ برہم ہے یوں سمجھو کہ گیان بڑا بھاری سمندر ہے۔ اس میں کائناتوں کی موجیں اُٹھ رہی ہیں اور بعینہ حال یہ ہے کہ خواب میں خواب کی دنیا کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ عالم خواب میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اپنے آپ کو ہی طرح طرح کی صورتوں میں دیکھ رہا ہے۔ پس جو برہم ہے وہی جیو ہے۔ جو جیو ہے وہی برہم ہے۔ دونوں شُدھ گیان سروپ ہیں اور چونکہ جسم دار چیز کی طرح گیان کے حصے نہیں ہو سکتے۔ اسواسطے دونوں ایک ہی ذات احد ہیں۔ صرف انوبھو کا پھیر ہے۔ شُدھ انوبھو ہو تو آدمی اپنے آپ کو غیر محدود سچدانند برہم محسوس کریگا۔ مایا کے ساتھ وہمیہ انوبھو ہو تو محدود سکھی دکھی جیو۔ دونوں صورتوں میں سے ایک برہم ہی برہم۔ اسکے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پس یہاں کثرت اسی طرح نہیں ہے جسطرح عالم خواب میں کثرت ہوتے ہوئے بھی مطلق نہیں ہوتی صرف ایک ذات خواب میں ہوتی ہے اور بس ✣

کثرت تمام وہمیہ ہے۔ اس وہم باطل کا خیال طبیعت سے نکالو ورنہ تمہیں موت پر موت ہوگی یعنی آواگون میں پڑے چکر کھایا کرو گے۔ اس میں اصول یہ مضمر ہے کہ کثرت کا خیال وہیں اُٹھتا ہے جہاں ایک سے انیک ہونے کی چاہنا ہے۔ مثلاً میں اکیلا ہوں بیوی آجائے بچے ہوں۔ گھر روپیہ عزت وغیرہ ملے۔ تمام عالم چونکہ عالم خیال ہے اور گیان میں چونکہ یہ سنکلپ ہوئے ہیں اس واسطے پورے ہو کر رہیں گے اور ان کے پورے ہونے میں جنم کے جنم لگیں گے۔ اس واسطے شرتی ہے کہ جو یہاں کثرت دیکھتا ہے اسکو موت پر موت ہوتی ہے۔ پس من میں کثرت کے خیالات نہ جمنے دو بلکہ سوچ بچار کر اس نتیجے پر پہنچو کہ یہاں کثرت بالکل نہیں ہے اور تم آواگون سے چھوٹ کر موکش پد پر پہنچو گے۔ یہ موکش کہیں باہر سے ڈھونڈھ کر نہیں لانی ہے۔ بلکہ تمہارا ہی اصلی سروپ ہے۔ چنانچہ شرتی کہتی ہے:-

۱۲- انگوٹھے کی برابر پرش جسم کے بیچ میں رہتا ہے۔ وہ ماضی و مستقبل کا ایشور ہے۔ اس واسطے اسے جان کر آدمی کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ یہی تحقیقاً آتما ہے:-

۱۳- انگوٹھے کی برابر پرش بے دھوئیں والا نور ہے۔ وہ ماضی و مستقبل کا ایشور ہے۔ وہی آج ہے وہی کل ہوگا۔ یہی تحقیقاً آتما ہے:-

پرش جیتن آتما یا پرہم کا نام ہے۔ اُسے انگوٹھے کی برابر اس واسطے بتایا کہ آدمی کے دل میں رہتا ہے اور دل انگوٹھے کی برابر ہے۔ یہی گیان سروپ آتما ماضی و مستقبل کا ایشور ہے کیونکہ اسی میں جگت کا نظارہ اُٹھتا قائم رہنا اور غائب ہو جاتا ہے۔ جب آدمی پر یہ راز حقیقی کھلتا ہے کہ میں محدود جیو نہیں بلکہ سروویاپی شُدھ گیان روپ آتما ہوں تو اسکو کسی سے نفرت نہیں رہا کرتی وہ آپ کو سب میں اور سب کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے۔ یہی انگوٹھے کی برابر پرش نوری ہے مگر کیسا نور کہ گیان کا نور ہے کہ آگ وغیرہ کا جس میں دھوآں بھی ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ آتما شُدھ گیان سروپ ہے اس میں اگیان کی بو تک بھی نہیں چھو گئی ہے یہ آج بھی ہے کل بھی ہوگا۔ یعنی ازلی و ابدی ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اے شخص یہ تیرا سروپ ہے۔ برہم تجھ سے علیحدہ چیز نہیں ہے۔ بلکہ تو ہی برہم سروپ ہے۔ کثرت ذرا بھی نہیں ہے۔ اسی بات کی توضیح اگلے دو منتروں میں ہے +

۱۴۔ جس طرح پانی دشوار گزار چوٹیوں پر برس کر پہاڑوں میں منتشر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دھرموں کو الگ الگ دیکھتا ہے وہ ان کے پیچھے دوڑتا ہے +

۱۵۔ جسطرح صاف پانی صاف جگہ برس کر پاک وصاف رہتا ہے۔ اسی طرح اے گوتم گیانی مُنی کے آتما کا حال ہے +

جسطرح چوٹیوں پر پانی برستا ہے تو ہزاروں نالیوں میں بہتا اور غلیظ ہوتا پہاڑوں میں اودھر اُدھر پریشان ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص یہاں بہت سے دھرم دیکھتا ہے اور ان کے پیچھے دوڑتا ہے وہ خراب وخستہ ہو کر ناش ہو جاتا ہے۔ دھرم صرف ایک ہے۔ ایکو برہم دوتیو ناستی یعنی ایک برہم ہی برہم ہے اور کچھ چیز نہیں ہے۔ دھرم کے معنی دھرم والی چیز یعنی جسم کے بھی ہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ جو شخص یہاں جسم دار جیوونکی کثرت دیکھتا ہے۔ وہ پہاڑی نالیوں کے پانی کی طرح ناش ہی ہوتا ہے کیونکہ کثرت کے خیالات موت سے موت کی طرف ہی کھینچتے ہیں +

اس کے برعکس جسطرح صاف پانی صاف جگہ برسے تو پاک وصاف ہی رہتا ہے اسی طرح گیانی پرش جو تمام صورتوں کو خواب کی صورتیں جانتا ہے اور ایک سروویاپی گیان سروپ آتما کو سب میں دیکھتا ہے وہ سدا پاک وصاف یعنی اپنے مکت سروپ میں قیام رکھتا ہے۔ اسکی نظر آلائش اگیان یا جھوٹی کثرت کی طرف بھولکر بھی نہیں جاتی +

چوتھی ولّی کا خلاصہ

تیسری ولی میں آتم گیان کا کٹھن ہونا بیان ہوا ہے۔ اس ولّی میں اس کٹھن ہونے کی وجہ اور آتما کے سروپ کی توضیح وتشریح کی گئی ہے ✣

۱۔ آتم گیان کٹھن اسلئے ہے کہ ہمارے آلات علم یعنی اندریوں کا رُخ بیرونی اشیوں کیطرف ہے۔ آدمی ان میں پھنسے رہتے ہیں۔ کوئی بِرلا گیانی ہی انکا رخ باہر کیطرف پھیر کر اندر کیطرف کرتا ہے اور آتما کو دیکھتا ہے جس کا سروپ مندرجۂ ذیل ہے ✣

۲۔ آتما گیان سروپ ہے۔ اسولسطے اندریوں کے اشیوں کے گیان کا اصلی باعث وہی ہے۔ خواب و بیداری کی کیفیات کے احساس کا سبب وہی ہے کرنا بھوگتاپن وغیرہ اسی کے گیان کی روشنی کی وجہ سے ہے ✣

۳۔ آتما ذات قدیم ہے۔ پرانوں کے تمام کاموں کا محرک ہی۔ تمام یگیہ اور پوجا اُسی کی ہوتی ہے۔ وہ سروویاپی ہے جسمیں سے سورج نکلکر غروب ہوتا ہے۔ اور جسمیں تمام دیوتا رہتے ہیں ✣

۴۔ یہی آتما یعنی اے شخص تیرا گیان سروپ آتما برہم ہے۔ یہاں کثرت جتنی ہے وہ سب وہمیہ ہے۔ حقیقی وجود صرف ایک ہے جو کثرت کے تماشے خواب کے نقشوں کی طرح دیکھتا ہے۔ اور وہ تو ہے۔ جو لوگ کثرت کو سچا مان کر اگیان میں پھنسے ہیں اُنہیں موت پر موت ہُوا کرتی ہے ✣

۵۔ یہ گیان سروپ پرش تیرے قلب میں رہتا ہے اور انگوٹھے کی برابر ہے یہی ماضی و مستقبل کا ایشور یہ تیرا ذاتی سروپ ہے ✣

۶۔ پس تو چوٹیوں پر برسے ہوئے مینھہ کی طرح ہزاروں نالیوں میں بہ کر اپنے کو غلیظ اور ناش نہ کر بلکہ اپنے شُدھ سروپ میں قائم رہ کر اپنے کو مکت سمجھ ✣

پانچویں ولّی

چوتھی ولی میں آتم گیان کا کٹھن ہونا اور آتما کا سروپ بیان ہوا۔ دو چار منتروں میں یہ بھی بتایا گیا کہ جیوآتما ہی برہم ہے۔ اس ولّی میں جیو برہم کی ایکتا کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اوّل جیوآتما کو لیا ہے جو آدمی کے جسم میں رہتا ہے اور بعد میں کھولا ہے کہ یہی گیان سروپ آتما سروویاپی ہے اور سب کا انترآتما ہے۔ ساتھ ہی مرنے کے بعد کا حال بھی بتایا ہے +

۱۔ بے پیدائش سیدھے گیان والے آتما کا شہر گیارہ دروازوں والا ہے۔ اسی آتما کے دھیان سے آدمی پھر سوچ نہیں کرتا۔ مکت ہی مکت ہوا کرتا ہے +

گیارہ دروازوں والا شہر جسم انسانی ہے۔ برہم رندھر، دو کان، دو آنکھیں، دو نکوے اور ایک منہ یہ آٹھ سوراخ یا دروازے تو اوپر ہیں۔ ایک ناف کا بیچ میں ہے اور دو اندریوں کے نیچے ہیں۔ اس گیارہ دروازے والے شہر کا راجہ آتما ہے جو شُدّھ گیان پیرو ہونے کی وجہ سے بے پیدائش اور سیدھے یعنی شُدّھ گیان والا ہے۔ جو اسطرح آتما کا دھیان کر کے اسکا گیان حاصل کر لیتے ہیں کہ میں ہی وہ شُدّھ گیان سروپ آتما ہوں انہیں سوچ یعنی موکش پانے یا بندھ میں گرفتار ہونے کا فکر کبھی نہیں ستاتا +

یاد رکھو کہ مکت پرش ہی مکت ہوتا ہے۔ بندھ اگر واقعی ہے تو اُس سے رہائی ناممکن ہے۔ جیو اگر ماہیت ذاتی سے محدود عبد پاپی بدّھ وغیرہ وغیرہ ہے تو اس کی نجات کا امکان ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ہست کو نیست کون کر سکتا ہے۔ بندھ حقیقی چیز ہے تو یہ بندھ رہیگا پر رہیگا کسی طرح دور نہیں ہو سکتا۔ مگر صورت حال یہ نہیں ہے۔ واقعی اور حقیقی شئے ایک آتما ہے جو سروپ سے غیر محدود اور گیان روپ ہے۔

اُسے مایا کے سمبندھ سے یہ جھوٹا وہم ہو رہا ہے کہ میں محدود الپ شکتی الپگیہ جیو ہوں۔ آچاریہ کے اُپدیش یا ویدبچار سے جب یہ راز کھلتا ہے کہ میں برہم ہوں تو وہ جیو پنے کا وہم باطل ہو جاتا رہتا ہے۔ اس واسطے مکت سروپ آتما وہمیہ بندھ کے خیال سے چھوٹ کر مکت کہلاتا ہے۔ مکت پہلے ہی تھا۔ یہ مکت آتما ہی اب اپنے خیال میں پھر مکت ہوتا ہے۔ بھلا کس طرح؟ یہ دھیان لگا کر اور گیان پا کر کہ میں جسم و جسمانیات نہیں ہوں بلکہ ان کا راجہ یا پرکاشک ہوں۔ بے پیدائش ہوں۔ شدّھ گیان سروپ ہوں +

یہ گیان سروپ آتما کا بیان ہوا جو اس جسم خاکی کا ساکشی ہو کر جسم میں رہتا ہے اب شرتی بتاتی ہے کہ جسم میں ہی نہیں بلکہ تمام و کمال کائنات میں یہی گیان سروپ آتما محیط و بسیط ہے +

۲۔ آتما ہنس ہو کر آکاش میں ویاپی ہو کر خلا میں۔ اگنی ہو کر ویدی میں اور سوم رس ہو کر دونے میں رہتا ہے۔ آدمیوں میں دیوتاؤں میں ستیہ میں آکاش میں وہی رہتا ہے۔ وہی وہ ہر ایک چیز ہے جو پانی زمین یگیہ اور پہاڑوں میں پیدا ہوتی ہے وہی ستیہ ہے وہی بڑا ہے +

آدمی میں ہی آتما نہیں ہے بلکہ کائنات میں کوئی چیز نہیں ہے جس میں آتما نہ ہو۔ ہنس یعنی متحرک سورج ہو کر آکاش میں ویاپی ہوا ہو کر خلا میں۔ اگنی ہو کر ہوم کی ویدی میں اور سوم کا رس ہو کر پتّوں کے دونوں میں آتما ہی جلوہ گر ہے۔ آدمی دیوتا ستیہ یعنی ست پھل دینے والے یگیہ اور آکاش میں آتما جلوہ نما ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو جسم ہے وہ صورت خواب کی طرح وہمیہ ہے۔ اور آتما اس میں اسی طرح اندر باہر ویاپک ہے۔ جس طرح خواب میں صور تمہارے خواب میں ہوتا ہے۔ بس جو جو چیز پانی آگ پہاڑ یا یگیہ میں پیدا ہوتی ہے وہ سب آتما کا ہی روپ ہے۔ یگیہ میں ایک کرم کے تعلّق سے دوسرا پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ یہ آتما ہی ستیہ یعنی حقیقی چیز ہے باقی تمام مایا کا کارخانہ

اور نام و صورت کا جلوہ ہے۔ صورتیں سب محدود ہیں۔ گیان سروپ آتما یعنی کٹھ پنشد کا بچانے والا غیر محدود ہے۔ اِس واسطے اُس کو بڑا کہا ÷

اس ولّی کے پہلے منتر میں آتما کو انسان کے جسم میں دِکھا کر برہمانڈ کی چیزوں کی آتما سے اُس کی ایکتا بتائی۔ اب پھر انسان کے آتما کو لیتے ہیں ÷

۳۔ اوپر پران کو کھینچتا ہے۔ نیچے اُپان کو دھکیلتا ہے۔ بیچ میں بونا بیٹھا ہے اور تمام دیوتا اُس کی اُپاسنا کرتے ہیں ÷

۴۔ اس جسم میں رہنے والے آتما کے نکلنے یعنی جسم چھوڑنے پر یہاں کیا باقی رہتا ہے۔ یہی تحقیقاً آتما ہے ÷

۵۔ آدمی پران یا اپان سے نہیں جیتا۔ بلکہ کسی اور چیز سے ہی جیتا ہے جسکے سہارے یہ دونوں قایم ہیں ÷

جسم میں آتما کا مقام انسان کا دل بتا آئے ہیں۔ جس میں انگوٹھے کی برابر پرش رہتا ہے۔ اسی واسطے اسکو بونا کہا۔ اور یہ بتایا کہ جسم کے بیچ میں بیٹھا رہتا ہے۔ اس چیتن آتما کے ہوتے ہی پران اوپر کو حرکت کرتا ہے۔ اور اپان نیچے کی طرف جاتا ہے گویا دونوں کی حرکت کا باعث یہی ہے۔ تمام دیوتا یعنی اندریاں اس کی موجودگی میں ہی اپنے اپنے کاموں سے اس کی پوجا یا اُپاسنا کرتی ہیں۔ مطلب یہ کہ جب تک جسم میں آتما ہے۔ پران بھی اپنا عمل کرتا ہے اور اندریاں بھی جب یہ آتما جسم کو چھوڑ دیتا ہے یعنی آدمی مر جاتا ہے۔ تو اس مٹی کے گھر میں کچھ نہیں رہتا۔ نہ پرانوں کا عمل ہوتا ہے۔ نہ اندریوں کا بس یہ غلطی نہ کرو۔ کہ آدمی جیتا اُسی وقت تک ہے۔ جب تک پران اور اپان چلتے رہتے ہیں۔ بلکہ یہ سمجھو۔ کہ پران اور اپان سے کوئی نہیں جیتا۔ بلکہ کسی اور چیز سے یعنی آتما کے سہارے سب جیتے ہیں۔ اسی آتما کے سہارے پران اور اپان دونوں چلتے ہیں اور اپنا کام کرتے ہیں ÷

زندگی کو یہ بتا کر کہ آتما کے سہارے ہے۔ شُرتی اب اس سوال کو اُٹھاتی ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے یم راج کہتا ہے کا ے نچکیتا۔

۶۔ ہوشیار ہو میں تجھے قدیم اور مخفی برہم کا بھید بتاتا ہوں۔ اور اس بات کا کہ مرنے کے بعد آتما کا کیا حال ہوتا ہے ؞

۷۔ بعض جیو جسم میں آنے کے واسطے گربھ میں جاتے ہیں بعض جڑ بنجاتے ہیں۔ غرض جیسا جیسا جسکا کرم اور گیان ہے۔ اویسا ہی پھل سے ملتا ہے)

۸۔ جو پرش سوتے ہوئے آدمیوں میں جاگتا ہے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق خلقت کرتا رہتا ہے۔ وہ ہی شُدّھ ہے وہ ہی برہم ہے۔ اسی کو غیر فانی کہتے ہیں۔ اُسی کے سہارے تمام لوک ہیں۔ اُس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا یہی تحقیقاً آتما ہے ؞

نچکیتا کا سوال یہ تھا کہ مرنے پر آتما ہست رہتا ہے یا نیست ہو جاتا ہے یم راج یہاں اُس کا جواب دیتا ہے۔ اور جواب کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ بتاتا ہی کہ قدیم اور مخفی برہم کیا ہے جسکی آتما کے ساتھ ایکتا ہی۔ دوسرے یہ کہ مرنے کے بعد آتما کا حال کیا ہوتا ہے اول مرنے کے بعد کا حال لیجئے۔ جو چیز مرتی ہے وہ حقیقت میں کالبد خاکی ہے۔ اور مرنا اس بات کا نام ہے کہ پران اور اندریوں کا حرکت دینے والا گیان سروپ جو جیو اس مٹّی کے گھر میں مقیم تھا۔ وہ اب اس کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ اُس کے جاتے ہی پران اندریاں من وغیرہ کی حرکت جسم میں نہیں رہتی۔ اس سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ آتما سوکشم شریر کو ساتھ لیکر جاتا ہے بھلا کہاں جاتا ہے۔ سو شُرتی کہتی ہے۔ بعض جیو تو شریر دھارن کرنے کے لئے گربھ میں چلے جاتے ہیں۔ اور بعض درخت یا جادات وغیرہ بنجاتے ہیں۔ چونکہ ان باتوں کا مفصّل بیان اور اُپنشدوں میں پنچ اگنی بدّیا کے ضمن میں آئے گا۔ اسواسطے یہاں انکی زیادہ تشریح کرنی مناسب نہیں ہے ؞

اب قدیم اور مخفی برہم کا بھید نچکیتا پر کھولتا ہے ۔ کہ جو چیتن پرش سوتے ہُووں میں جاگتا ہے ۔ اور حسب مرضی خلقت کرتا رہتا ہے ۔ وہی برہم ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی جب سو جاتا ہے ۔ تو پرانوں اندریوں من وغیرہ کے کام گویا بند ہو جاتے ہیں ۔ یوں سمجھو کہ پران اندریاں من وغیرہ سب سو گئے ہیں ۔ تو پھر کیا آتما بھی سو گیا ہے ۔ نہیں گیان سروپ ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے ۔ اسطرح کہ وہ اپنی مرضی مطابق عالم خواب میں طرح طرح کی خلقت کرتا رہتا ہے ۔ یہ شُدھ گیان سروپ برہم ہے ۔ باقی جو کچھ ہے ۔ وہ اشُدھ مایا کا روپ ہے ۔ آتما غیر فانی ہے ۔ باقی نام و صورت والی سب چیزیں فنا پذیر یعنی متبدل ہیں ۔ اس گیان سروپ آتما کے سہارے تمام لوک ہیں ۔ کیونکہ اُن کا گیان آتما کو ہوتا ہے ۔ کہ اب ہیں ۔ اب نہیں ہے ۔ اس سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا یعنی اس گیان سے باہر کوئی چیز نہیں ہے ۔ سروویاپی صرف آتما ہے ۔ جو تیری ماہیت ذاتی ہے ۔ اور تیری ہی نہیں ۔ بلکہ کل کائنات کی ماہیت ذاتی ہے ۔ یہی ایک ہو کر انیک ہو رہا ہے ۔ چنانچہ شرتی کہتی ہے ۔

۹ ۔ جسطرح آگ ایک ہے اور دنیا میں داخل ہو کر ایک ایک صورت کے لحاظ سے شکل دار ہو رہی ہے ۔ اسی طرح سب کا اندرونی آتما ایک ہے ۔ اور ایک ایک صورت کے لحاظ سے شکل دار ہو کر بھی اس شکل سے باہر ہے ۔

۱۰ ۔ جسطرح ہوا ایک ہے ۔ اور دنیا میں داخل ہو کر ایک ایک صورت کے لحاظ سے شکل دار ہو رہی ہے ۔ اسی طرح سب کا اندرونی آتما ایک ہے ۔ اور ایک ایک صورت دار چیز کے لحاظ سے شکل دار ہو کر بھی اُس صورت سے باہر ہے ۔

۱۱ ۔ جسطرح سورج تمام دنیا کی آنکھ ہے ۔ مگر بیرونی چیزوں کے اُن دوشوں سے ملوث نہیں ہوتا ۔ جو اُسکی روشنی میں نظر آتے ہیں اسی طرح تمام کائنات کا ایک اندرونی آتما کائنات کے دُکھ سے ملوث نہیں ہوتا کیونکہ وہ باہر ہے ۔

دیکھو دنیا میں جتنی آگ ہے وہ ایک ہے۔ مگر مختلف چیزوں میں انہیں چیزوں کی صورت کے لحاظ سے اس کی صورت مختلف ہے۔ مثلاً لکڑی کے موٹے کندے میں آگ کی صورت کندے کی ہے۔ چری ہوئی لکڑی کی شہتیر میں شہتیر کی وغیرہ وغیرہ اسی طرح گیان سروپ آتما تمام کائنات میں ایک ہے۔ خواب کے نقشوں کی جو جو صورتیں اُس نے کلپنا کی ہیں۔ اندر باہر اُن میں دیاپک ہے۔ گویا انہیں کی صورت ہو رہا ہے۔ بایں ہمہ اُن کے باہر ہے یعنی اُن شکلوں سے ملوّث نہیں ہے۔ وہ ٹوٹیں پھوٹیں۔ تو آتما اُن کے ساتھ ٹوٹتا پھوٹتا نہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ گیان سروپ آتما حقیقی چیز ہے۔ اور نام وصورت والی چیزیں وہمیہ ہیں۔ غرض آتما سب چیزوں کی صورتیں اختیار کرتا ہوا بھی سب چیزوں سے علیحدہ ہے ٭

دسویں منتر کے بھی لبعینہ یہی معنی ہیں۔ گیارھویں منتر میں اسی ملوّث نہ ہونے کے مضمون کو شرتی تمثیل کے ذریعہ سے کھولتی ہے۔ یعنی جسطرح سورج تمام دنیا کی آنکھ ہے۔ اُسی کی روشنی میں تمام چیزیں نظر آتی ہیں۔ مگر وہ اُن چیزوں کے نقصوں سے ملوّث نہیں ہوتا۔ اسی طرح سب چیزوں کا اندرونی آتما ایک ہے۔ اور بیرونی چیزوں کے دکھوں یعنی عیب وثواب سے ملوّث نہیں ہوتا۔ سورج کی روشنی کوڑے کے ڈھیر پر پڑے۔ تو سورج کو اُس سے کچھ لوث نہیں ہوتی۔ اسی طرح دکھ سکھ اچھے بُرے جن جن کا پرکاش آتما کرتا ہے۔ وہ اُن کاموں سے لیپایمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے آتما کا سروویاپی اور اسنگ ہونا دکھایا اب اس آتما کے گیان کا پھل شرتی بتاتی ہے ٭

۱۲۔ آتما ایک ہی۔ سب کا منتظم ہے۔ سب کا اندرونی آتما ہے۔ اور اپنے ایک روپ کو بہت طرح کا بناتا ہے۔ جو گیانی لوگ اُسے اپنے اندر بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں۔ دوامی سُکھ ان کا ہے اوروں کا نہیں ٭

۱۳- جو غیر دوامی چیزوں میں دوامی ہے۔ جو چیتنوں کا چیتن ہے۔ جو ایک ہو کر بہتوں کو اُن کی مرادیں دیتا ہے۔ اِس آتما کو اپنے اندر بیٹھا ہوا جو گیانی دیکھتے ہیں۔ دوامی شانتی اُنکی ہے۔ اوروں کی نہیں ❊

برہم یا آتما کا ایک ہونا سب کا اندرونی آتما ہونا سب کا منتظم یعنی انتریامی ہونا اور ایک ہو کر طرح طرح کے روپوں سے ظاہر ہونا اوپر شرح و بسط کے ساتھ بیان ہو چکا ہے شرتی کہتی ہے۔ جو گیانی پرش اس غیر محدود ست چِد انند برہم کو اپنا آتما کر کے محسوس کرتے ہیں اُن ہی کو دوامی سکھ ملتا ہے۔ اور کسی کو نہیں۔ دوامی سکھ کے معنی موکش کا پرم آنند ہے جسے کبھی زوال نہیں ہوتا۔ بشیوں کے متعلق جتنے سکھ ہیں وہ سب زوال پذیر ہیں اس واسطے انہیں سکھ نہیں۔ بلکہ دکھ سمجھنا چاہیئے ❊

نام اور صورت والی چیزیں چونکہ محدود ہیں۔ اس واسطے دوامی نہیں ہو سکتیں۔ ہاں انہیں رہنے والا گیان سروپ آتما دوامی ہے۔ اسی طرح وہ تمام چیتن وجودوں کا چیتن آتما ہے۔ اور ایک ہو کر سب کی جو جو کامنائیں ہیں۔ پوری کرتا ہے اسی کو اپنا آتما محسوس کر کے دوامی شانتی ملتی ہے جو موکش کا سروپ ہے ❊

۱۴- اسی کو ناقابلِ بیان پرم سکھ مانتے ہیں۔ ہم اسے کیونکر جانیں کہ یہ جو چمکتا ہے۔ صاف صاف نظر آتا ہے یا نہیں ❊

۱۵- نہ وہاں سورج چمکتا ہے نہ چاند نہ تارے نہ بجلی بھلا آگ کا تو کیا کہنا ہے۔ اُس رخشاں و درخشاں کے سہارے ہی سب چیزیں رخشاں و درخشاں ہیں۔ اس کی ہی چمک سے یہ سب چمکتے ہیں ❊

گیانی لوگ آتما کو اس طرح مانتے ہیں کہ وہ پرم آنند روپ ہے۔ لیکن یہ انو بھو کا کھیل ہے۔ نہ تحریر میں آسکتا ہے نہ تقریر میں اسی واسطے اس کو ناقابل بیان کہا۔ یہاں اگر حیرت ہوتی ہے۔ کہ ہم اُسے کیونکر جانیں۔ کہ وہ رخشاں درخشاں یعنی گیان [illegible]

اتنا صاف صاف نظر آسکتا ہے یا نہیں۔ مطلب یہ کہ اُس کا گیان یا انوبھو صاف صاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یہاں جو مغالطہ ہوتا ہے۔ اس کو بھی شرتی رفع کرتی ہے۔ اور انوبھو کا راز بھی کھولتی ہے۔ دیکھو ہم جس چیز کو دیکھتے ہیں۔ وہ کسی قسم کی روشنی میں دیکھی جاتی ہے۔ مگر آتما ایسی چیز ہے۔ کہ مادی روشنی کا اس میں گذر نہیں اسی واسطے کہا کہ سورج چاند۔ تارے۔ بجلی وغیرہ کی روشنی یہاں کام نہیں دیتی نا چیز آگ کا تو کیا کہنا ہے جس میں ہون کر کر کے کرم کانڈی جلے جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر آتما کو اس طرح دیکھا جاوے کہ یہ تو میں دیکھنے والا ہوں اور اس روشنی میں آتما کو میز وکرسی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ تو یہ خیال لغو ہے۔ آتما یا برہم کو اپنی ذات کے طور پر اس طرح انوبھو کرو کہ میں گیان سروپ ہوں۔ میرے ہی گیان کی روشنی میں تمام چیزوں کا پرکاش ہو رہا ہے۔ میں سنکلپ کرتا ہوں۔ تو مجھ گیان کے سمندر میں موجوں کی طرح بنتے اُٹھتے چلے جاتے ہیں۔ میرے ہی نور سے ہر ایک چیز تاباں ہے۔

پانچویں ولی کا خلاصہ

چوتھی ولی میں آتما کا سروپ بتایا ہے۔ اس ولی میں جیو اور برہم کی ایکتا اور مرنے کے بعد کے حالات کی تشریح و توضیح ہے۔

۱۔ جسم خاکی آتما نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مکان ہے۔ شدھ گیان سروپ آتما اس کے اندر رہتا ہے اور اسی کے اندر نہیں بلکہ کائنات کی جو چیز ہے وہ اسکا جسم ہے اور اندر بیٹھا ہوا وہی اُسے کٹ پتلی کی طرح نچاتا ہے۔

۲۔ جب یہ چیتن آتما جسم کو چھوڑ دیتا ہے تو پران اندریہ من وغیرہ سب کی حرکت بند ہو جاتی

ہے اور جسم مردہ کہلاتا ہے۔ سو کیشم شریر میں لپٹا ہوا آتما گربھ میں جا کر اور جسم دھارن کرتا ہے یا درخت پتھر وغیرہ کی صورت اختیار کرتا ہے۔ یہ نچکیتا کے اس سوال کا جواب ہے کہ مرنے کے بعد آتما ہست رہتا ہے یا نیست ہو جاتا ہے ॥

۱۳۔ اس جیوآتما کی اس شُدھ برہم کے ساتھ ایکتا ہے جس کے سہارے تمام لوک ہیں۔ اسی نے کائنات کی ہر چیز کی صورت اسطرح اختیار کی ہے جسطرح خواب میں خواب کی صورتہائے مختلف میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ کہ گو سب کچھ وہی ہے مگر سب سے علیحدہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ گیان سروپ ہونے کی وجہ سے ذات حقیقی ہے باقی تمام چیزوں کی بود فقط نمودی ہے ॥

۱۴۔ دوامی سکھ اور شانتی یعنی موکش صرف اسی کو ملتی ہے جو آتم گیانی ہے یعنی اپنے آپکو سروویاپی گیان سروپ آتما محسوس کرتا ہے ॥

۱۵۔ موکش بیان میں نہیں آ سکتا کیونکہ اُسے کسی قسم کی مادّی روشنی روشن نہیں کر سکتی۔ وہ خود ذات نوری یعنی گیان سروپ ہے ॥

چھٹی ولّی

پانچویں ولّی میں جسم سے علیحدہ بتا کر آتما کے گیان سروپ ہونے کی توضیح کی اور شُدھ گیان سروپ برہم سے اسکی ایکتا دکھائی اور ضمناً یہ بات بھی کہ دوامی آنند اور دوامی شانتی آتم انوبھو کا نتیجہ ہے۔ اس ولّی میں اس انوبھو بہم پہنچانے کے طریق کی تشریح ہے۔ شرتی شروع میں برہم کو درخت دنیا کی جڑ بتا کر شکل جلالی دکھاتی ہے ॥

۱۔ دنیا کے پُرانے درخت کی شاخیں نیچے ہیں اور جڑ اوپر۔ وہی شُدھ ہے وہی

برہم ہے۔ اسی کو لافانی کہتے ہیں۔ اسی کے سہارے تمام لوک ہیں۔ اس سے
باہر کوئی نہیں جا سکتا ۔

۲۔ تمام کائنات میں جو کچھ ہے وہ پران میں سے ہی نکلکر پران ہی میں حرکت
کرتا ہے۔ جو نہایت خوفناک ہے۔ بجلی کی طرح گرنے کو تیار رہتا ہے۔
جو اسے جان لیتے ہیں وہ غیر فانی ہو جاتے ہیں ۔

۳۔ اس کے خوف سے آتش و آفتاب تپاں ہیں۔ اسی کے خوف سے
اندر اور ہوا اور پانچویں موت دوڑتی پھرتی ہے ۔

دنیا کو پرانا اس واسطے کہا کہ انادی ہے۔ دریا کے بہاؤ کی طرح بہ رہی ہے۔ کبھی
سرشٹی ہے کبھی پرلے ہے۔ مگر اس بہاؤ کا نہ آغاز ہے نہ انجام۔ درخت اس لحاظ سے کہا کہ اسکا
بیج اگیان یا مایا ہے۔ بدھی تنا ہے۔ انتہہ کرن چار بڑے بڑے گدے ہیں۔ اندریاں
پران اور تنو ماترائیں اور مہابھوت شاخیں ہیں۔ اور لا انتہا پتے یعنی اشیائے دنیا
بے شمار پتے ہیں۔ اس درخت کی جڑ سب سے اونچا پد یعنی برہم ہے جس شدھ
گیان میں اسکا انوبھو ہو رہا ہے وہ ذات لاتبدل و غیر فانی ہے۔ اسی کے سہارے
تمام لوک اور لوک والے ہیں۔ اس انوبھو روپ برہم سے کوئی باہر نہیں جا سکتا سب
سب اسی کے گیان میں رہتے ہیں ۔

چونکہ دنیا اور اشیائے دنیا نقشہ خواب کی مانند ہیں اس واسطے ان میں حرکت
کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ جس گیان سروپ برہم میں یہ صورتیں نمایاں ہیں اسی میں
سے نکلی ہیں اور اس کے سہارے ہی حرکت کرتی ہیں۔ یہی منتظم کل ہے۔ سب کا انتظام
رکھتا ہے۔ اس واسطے نہایت خوفناک ہے۔ جہاں انتظام میں ذرا خرابی دیکھی اور بجلی
کی طرح گرنے کو تیار رہتا ہے کہ کارکنان قدرت کو سزا دیکر انتظام درست کر دے۔ اسی کے
خوف سے سورج اور آگ حرارت پہنچاتے ہیں اور مینہ اور ہوا اپنا کام کرتے ہیں

اس واسطے شرتی کہتی ہے ÷

۹ - نہ میدانِ نظر میں اسکی صورت دکھائی دیتی ہے نہ آنکھ سے اسکو کوئی دیکھ سکتا ہے۔ ہاں ضابطۂ نفس بُدّھی اور من کے دھیان سے جو گیانی اسکو جانتے ہیں وہ غیر فانی ہو جاتے ہیں ÷

۱۰ - جب پانچوں گیان اندریاں من کے ساتھ ٹھہر جاتی ہیں اور بُدّھی بھی حرکت نہیں کرتی تو اس حالت کو پرم گتی یعنی موکش کہتے ہیں ÷

۱۱ - اس ضبط حواس کا نام یوگ ہے۔ اس میں ہوشیاری برتنی چاہئے کیونکہ یوگ آتا ہے اور جاتا ہے ÷

آنکھ نمونتاً لی ہے اس سے کل اندریاں مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ گیان سروپ ہونے کی وجہ سے جڑ چیزوں کی طرح آتما اندریوں کا وشے نہیں ہو سکتا۔ ہاں من اور بُدّھی کے دھیان سے اس کا انوبھو ہوتا ہے۔ دھیان کے معنی تصوّر یا نہ دھنے کے نہیں ہیں بلکہ یکسوئی کے ہیں یعنی من ادھر اُدھر نہ دوڑے یکسو رہے تو سمادھی کی حالت بہم پہنچتی ہے۔ اسی بات کو دسویں منتر میں صاف صاف کھولا ہے یعنی جب پانچوں اندریاں اور من اپنی دوڑ موقوف کرتے ہیں اور بُدّھی نشچل ہو جاتی ہے تو گیان کی یہ بے حرکت حالت پرم گتی یا موکش کہلاتی ہے۔ اسی کو یوگ یعنی آتما میں وصل یا چِت برتی نرودھ کہتے ہیں یہ حالت کوشش فراواں سے پیدا ہوتی ہے اور دم کے دم میں جاتی بھی رہتی ہے۔ پس اس میں بہت ہوشیاری درکار ہے کہ مشق پیہم سے استوار ہوتی چلی جائے نہ کہ ابھی ہوئی ابھی جاتی رہی۔ دھیان کا یہ ابتدائی مرحلہ بتا کر شرتی اب انتہائی مرحلے کو لیتی ہے ÷

۱۲ - آتما کو بانی آنکھ اور من سے نہیں جان سکتے۔ سوائے اسکے کہ کہیں "وہ ہے" اسے اور کیونکر پائیں ÷

۱۳ - اسے دو طرح پاسکتے ہیں۔ خیال ہستی یا خیال حقیقت سے جو اُسے ہست
جانتا ہے اسپر کشف حقیقت بھی ہوتا ہے ؞

باقی سے تمام کرم اندریاں۔ آنکھ سے تمام گیان اندریاں اور من سے چاروں انتہ کرن
مراد ہیں۔ آتما انہیں سے ایک کا بھی بشے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ گیان سروپ ہے
جڑ چیز نہیں ہے۔ پھر اُسے کیونکر پہنچیں۔ اسطرح کہ "وہ ہے"۔ اپنا انوبھو کسے نہیں
ہوتا کہ میں ہست ہوں۔ یہ ہستی یا ستّا کا انوبھو ہی آتم انوبھو ہے۔ ہست شے فقط
یہ انوبھو ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ سب بود نمودی ہے یعنی خواب کا نقشہ جس شخص کو
اسطرح گیان سروپ آتما کی ہستی کا یقین واثق ہے اسپر آتما کی حقیقت بھی کھُلتی ہے کہ وہ
گیان سروپ آنند روپ ست چد آنند ذات حقیقی ہے اور وہ میں ہی ہوں۔ مجھ سے جدا کوئی
اور چیز نہیں ہے۔ غرض آتما کو پہنچنے کے دو طریق ہیں اوّل ہستی یا ستّا کا خیال یعنی جگت
کی بود نمودی جس اوستھان میں جلوہ نما ہے اسکا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے خود آتما کا
سروپ۔ جو گیان ہونے پر منکشف ہوتا ہے۔ گیان ہونے کی پہچان سنیئے ؞

۱۴ - من میں جتنی کامنائیں ہیں وہ سب جسوقت جاتی رہتی ہیں اسوقت انسان
فانی غیر فانی بن جاتا ہے اور برہم کو پہنچتا ہے ؞

۱۵ - من میں جتنی گانٹھیں ہیں وہ سب جسوقت ٹوٹ جاتی ہیں اسوقت انسان
فانی غیر فانی بن جاتا ہے۔ بس اتنی ہی تعلیم ہے ؞

کامنا یا خواہش کے معنی ہیں اپنے میں کسی بات کی کمی محسوس ہونی اور یہ میلان ہونا کہ کسی
طرح یہ کمی پوری ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کمی کا احساس ہی اگیان ہے کیونکہ آتما گیان سروپ
پورن اور اسنگ ہے۔ جہاں جہاں کسی قسم کا تعلق پایا جاتا ہے وہاں اگیان ہے اور
ضرور ہے پس انسان کے برہم کھا دیا گیان ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے من
میں سنکلپ یا کامنائیں نہ اٹھنے پائیں۔ اسطرح من میں جتنی گانٹھیں ہیں دھی